درود و سلام
اور
شانِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم
تصنیف
شیخ القرآن
ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری
عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

نام کتاب : درود و سلام اور شانِ خیر الانام ﷺ

تالیف و تحقیق : ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

طبع : سوم نومبر ۲۰۰۷ء

مطبع : رضا پریس لاہور

ناشر : ملک محمد خان ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
۸۵ اے 'سبزہ زار' لاہور

تعداد : 1100

ہدیہ : ------- 160 روپے

پروف ریڈرز : ظہیر الدین احمد بابر قادری' سید فضیل ہاشمی'
آغا جاوید گوہر قادری' رانا مقصود سرور قادری'

کمپوزر : رانا مقصود سرور قادری

ملنے کا پتہ

(۱) ملک محمد خان ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ۸۵ اے 'سبزہ زار' لاہور

(۲) ماڈل ٹاؤن بک سنٹر 21 سنٹرل کمرشل مارکیٹ 'ماڈل ٹاؤن' لاہور

(۳) حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ 'گنج بخش روڈ' لاہور

اس کتاب میں قرآن وسنت 'اجماع امت اور اقوال علماء سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم روحانی ونورانی طور پر ہم میں جلوہ گر ہیں اس لئے ہر جگہ دور و قریب سے

"اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه"

سنتے ہیں پڑھنا درست ہے۔

کچھ مصنف کے بارے میں

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری علمی میدان کے وہ شہسوار ہیں جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں پھر بھی میری یہ دلی آرزو ہے کہ میں قبلہ مفتی صاحب کی زندگی اور علمی و تحقیقی سفر کے بارے میں کچھ عرض کروں تاکہ قارئین کرام اس عالم بے بدل کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے نہ صرف باخبر ہی ہو سکیں بلکہ ان کی تحریر شدہ تمام کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی علمی و تحقیقی پیاس بجھا سکیں۔

قبلہ مفتی غلام سرور قادری سیت پور اور اوچ شریف کے درمیان واقع موضع کچی لعل تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں بروز جمعرات مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم موضع بن والہ کے سرکاری سکول سے حاصل کی۔ پھر مڈل کا امتحان موضع کنگس کے سکول سے پاس کیا۔ اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول کے لیے مخدوم حسن محمود بن مخدوم غلام میراں شاہ کے گاؤں جمال الدین والی علاقہ صادق آباد ضلع رحیم یار خاں میں استاذ العلما حضرت علامہ حکیم غلام رسولؒ صاحب سے درسِ نظامی کی شرح تہذیب۔ قطبی کے اوائل شرح وقایہ اولین۔ اصول شاشی نور الانوار علم طب کی میزان طب۔ طب اکبر۔ موجز وغیرہ پڑھیں۔

۱۹۵۸ء میں ڈیرہ غازی خان میں استاذ العلما علامہ مولانا غلام جانیاںؒ سے نور الانوار۔ شرح جامی۔ عبدالغفور۔ قطبی۔ میر قطبی۔ ملا جلال۔ حمداللہ۔ شرح و قادیہ اخیرین۔میبذی درالتصریح۔اقلیدس۔ مشکوٰۃ شریف۔ جلالین۔ ہدایہ اولین۔ حسامی۔ مقامات حماسہ۔ متبنی۔ تصوف۔ لوائح جامی۔ لوامع جامی اور مثنوی شریف پڑھیں۔

۱۹۶۱ء میں ملتان میں غزالی دوراں رازی وقت حضرت علامہ احمد سید کاظمیؒ کے مدرسہ انوار العلوم میں داخلہ لیا۔ استاذ العلماء مولانا عبدالکریمؒ سے تفسیر بیضاوی۔ تفسیرات احمدیہ پڑھیں۔ اسی مدرسہ میں حضرت مفتی امیر خالی خاں صاحب سے توضیح و تلویح۔ مسلم الثبوت و ہدایہ اخیرین پڑھیں۔ پھر مفتی اعظم حضرت سید مسعود قادریؒ سے علم فتویٰ نویسی سیکھا۔ اور آخر میں قبلہ کاظمیؒ صاحب سے مناظرہ رشیدہ۔ شرح عقائد۔ خیالی اور دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت علم حاصل کی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد قبلہ کاظمیؒ صاحب نے آپ کو انوار العلوم میں نائب مفتی کے فرائض سونپے۔ حکومت پاکستان نے جب قبلہ کاظمی شاہ صاحبؒ کو بہاول پور یونیورسٹی میں پروفیسر حدیث مقرر کیا تو وہ حضرت قبلہ مفتی صاحب کو بھی اپنے ہمراہ یونیورسٹی لے گئے وہاں سے قبلہ مفتی صاحب نے ۱۹۶۵ء‘ ۱۹۶۶ء میں ایم اے اسلامک لا تخصص فی الفقہ والقانون الاسلامی کی ڈگری حاصل کی۔ اور انوار العلوم واپس آکر مفتی و صدر

شعبہ افتاء کے فرائض سنبھالے۔ ۱۹۷۷ء میں حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی خواہش پر جامعہ نظامیہ میں شیخ الحدیث و شیخ الادب العربی مقرر ہوئے۔ اس دوران صدر انجمن تہذیب اسلام گلبرگ آپ کو جامع غوثیہ گلبرگ لے آئے جہاں عرصہ تک مدرسہ کا انتظام و انصرام آپ کے ذمہ رہا جسے بڑی خوش اسلوبی سے چلاتے رہے اس کے بعد اب مستقل طور پر عرصہ قریباً ۱۰ سال سے اپنے ذاتی مدرسہ جامعہ رضویہ ٹرسٹ سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن کو نہایت منظم طریقے پر چلانے کے ساتھ ساتھ شب و روز علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں۔

قبلہ مفتی صاحب بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) القرح النامی اردو ترجمہ شرح جامی (۲ جلد)
عربی گرامر کی نہایت مدلل کتاب۔

(۲) معاشیات نظام مصطفےٰ ﷺ

(۳) افضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) تحفہ مومن

(۵) شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

(۶) بیعت کی اہمیت

(۷) الفیضان العظیم فی تفسیر اعوذ باللہ و بسم اللہ شریف

(۸) پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ

(۹) توبہ استغفار کی فضیلت

(۱۰) معرفت خداوندی

(۱۱) اسلام میں داڑھی کی اہمیت

(۱۲) معجزات مصطفےٰ ﷺ

(۱۳) ندائے یا محمد ﷺ

(۱۴) اسلامی قانون شہادت

(۱۵) قاضی اور سربراہ مملکت

(۱۶) مسئلہ قیام تعظیم

(۱۷) انیس الارواح

(۱۸) الیکشن یا سلیکشن

(۱۹) پردہ کی شرعی حیثیت

(۲۰) ایصال ثواب

(۲۱) صلوٰۃ وسلام قبل اذان

(۲۲) ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ کی کتاب توحید اور وجود باری تعالیٰ کا علمی و تحقیقی جائزہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ تمام کتب علم کا سمندر بے کراں ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ متلاشیان علم ان کتب کا ضرور مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

قبلہ مفتی صاحب عرصہ چار سال سے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے میں مصروف ہیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ ایسا آسان ترجمہ پہلے کبھی نہیں لکھا گیا۔ اس ترجمے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہایت آسان ہونے کے باوجود تمام عربی اردو قواعد و ضوابط کے عین مطابق ہے۔ قرآن کریم کے اس ترجمہ کو مکمل کرنے کے لیے تمام اخراجات مکرمی محمد اسلم ملک چیرمین ٹرپل ایم نے اپنے ذمہ لے رکھے ہیں۔ میری دعا ہے اللہ کریم ان کے ایمان۔ اعتقاد۔ علم۔ حلم۔ جان و مال۔ عزت و آبرو میں اس قدر ترقیاں عطا فرمائے جو دائرہ حساب سے باہر ہوں۔

قبلہ مفتی صاحب نے حال ہی میں دنیا نحو کی مشہور کتاب الکافیہ جو پورے عالم اسلام کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے اس کی عربی زبان میں شرح فرما کر پنجاب یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی (دکتوراہ) کی ڈگری حاصل کی ہے۔

تبلیغی دورے

قبلہ مفتی صاحب دینی خدمات کے سلسلے میں اکثر تبلیغی دورے
فرماتے رہتے ہیں۔ آپ سابقہ صدر جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں سرکاری وفد
کے ہمراہ چین کے دورے پر تشریف لے گئے یہ دورہ نہایت کامیاب رہا۔
آپ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست پر چھ (۶) دفعہ جنوبی افریقہ کے
دورے پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں جنوبی افریقہ کے شہر کیپ
ٹاؤن میں مرزائیوں کے ساتھ آپ کا تین روز تک مناظرہ ہوا۔ آخر
مرزائیوں کو شکست ہوئی۔ ان کا بڑا لیڈر سلیمان ابراہیم مرزائیت سے تائب ہو
کر مسلمان ہو گیا۔ مناظرہ کی کارروائی کی ویڈیو کیسٹ اردو اور انگریزی میں
موجود ہیں۔

آپ تین مرتبہ برطانیہ کا تبلیغی دورہ فرما چکے ہیں۔ برطانیہ میں بہت
سے مسلمان آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر مرید ہو چکے ہیں۔ آپ
کے یہ دورے مذہبی اور علمی اعتبار سے نہایت کامیاب تھے۔

اسی طرح آپ کویت اور دوبئی تبلیغی دوروں پر کئی مرتبہ تشریف
لے جا چکے ہیں وہاں بھی آپ کے مریدین اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔
دورہ کویت کے دوران کویت کے وزیر مذہبی امور شیخ طریقت حضرت علامہ
سید یوسف سید ہاشم الرفاعی جو دین متین اور خصوصاً مسلک اہل سنت کی مثالی

خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کی موجودگی میں قبلہ مفتی صاحب نے عربی میں خطاب کیا جسے سن کر قبلہ رفاعی صاحب بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ آپ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت حدائق بخشش کا عربی میں ترجمہ فرمادیں جو مسلک کی بڑی خدمت ہوگی اور اہل عرب اس ترجمہ سے خوب فائدہ اٹھاسکیں گے۔

قبلہ مفتی صاحب نے چیچہ وطنی میں ایک مشہور عیسائی پادری سعیدالمسیح سے تین دن تک مناظرہ کیا آخر وہ آپ کے علمی دلائل سن کر مسلمان ہوگیا اور اس کا نام احمد سعید رکھا گیا۔ اس طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں لیکن یہاں انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ارادت مند

ظہیرالدین احمد بابر نقشبندی قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کا حکم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ احزاب: ۵۶)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم (بھی) ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

یہ آیت کریمہ مدنی ہے جو شعبان المعظم ۲ھ میں سرکار دوعالم ﷺ پر مدنیہ منورہ میں نازل ہوئی اس مبارک آیت میں درود شریف پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ اس آیت کریمہ میں درجہ ذیل دو خبریں اور دو حکم ہیں۔

دو خبریں اور دو حکم

(۱) اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر دُرود بھیجتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر دُرود بھیجتے ہیں یہ دو باتیں ہیں جن کی خبر دی گئی ہے۔

(۱) اے ایمان والو! تم (بھی) نبی ﷺ پر دُرود بھیجو۔

(۲) اے ایمان والو تم نبی ﷺ پر خوب سلام بھیجو۔

یہ دو باتیں ہیں جن کا حکم دیا گیا۔

الفاظ و معانی

(اِنَّ) ایک حرف ہے جو مشابہ فعل کہلاتا ہے۔ اس کا معنی تحقیق

ہے۔ بے شک۔ یقیناً یہ حرف (ان) بات کو سننے والے کے دل میں پکی طرح بٹھانے کے لئے لایا جاتا ہے تاکہ وہ شک نہ کرے یا اس کے ایمان و یقین کو مزید قوت حاصل ہو اور اس کے یقین میں مزید ترقی اور مزید اطمینان ہو۔

مبارکبادیاں

امام ابن المنذرؒ نے حضرت ابن جریج رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت کریمہ "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. الخ" نازل ہوئی "جَعَلَ النَّاسُ یُھَنِّئُوْنَہٗ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ." تو لوگ اس آیت کے نازل ہونے پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں مبارکبادیاں پیش کر رہے تھے۔

اسم اللہ

"اَللّٰہُ" اس ذات پاک کا نام مبارک ہے جو واجب الوجود ہے۔ یعنی جس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال' جو تمام کمال و خوبی والی صفتوں کی جامع اور ہر عیب و نقص اور کمزوری سے پاک ہے اسے ذات قدیم بھی کہتے ہیں اور ابدی بھی اللہ کے قدیم ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے' اور ابدی ہونے کا معنی یہ ہے کہ اسے فنا نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس کی کوئی انتہاء نہیں جیسا کہ اس کی کوئی ابتدا نہیں۔

ملائکہ

ملائکہ فرشتے یہ ملک کی جمع ہے۔ فرشتے ایک نوری جسم رکھتے ہیں اور جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ نہ نر ہیں نہ مادہ بلکہ دونوں باتوں سے پاک اور کھانے پینے سے بھی پاک ہیں ان کا کام اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے احکام بجا لانا ہے۔

یصلون

"یصلون" فعل مضارع ہے جو دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ سے حضور ﷺ پر درود بھیجتے چلے آرہے ہیں اور ہمیشہ تک بھیجتے رہیں گے (سعادت دارین ص ۴۳)

صلوٰۃ کا معنی

"صلوٰۃ" کا معنی نماز ہے لیکن جب اس کے بعد لفظ "علی" آجائے جبکہ اس کی نسبت بندوں یا فرشتوں کی طرف ہو تو اس کے ایک معنی دعا کے ہوتے ہیں۔

دعاء مصطفیٰ ﷺ

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے۔

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ" (التوبہ : ۱۰۳)

(اے محبوب نبی ﷺ) ان کے مال میں سے صدقہ لو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔

اس آیت میں جو صدقہ کا ذکر ہے اس سے صدقہ نفلیہ بھی مراد ہو سکتا

ہے جو غزوہ تبوک میں عذر کے بغیر پیچھے رہ جانے والے اپنی توبہ کے قبول کیے جانے کی خوشی میں بطور کفارہ دینا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ ان سے صدقہ قبول فرما کر ان کو پاک وصاف اور ستھرا فرمادیں اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ اور اس سے مراد زکوۃ بھی ہو سکتی ہے جو ان پر فرض تھی اور وہ دینا چاہتے تھے نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے زکوۃ وصول فرما کر اسے اپنی صوابدید کے مطابق خرچ فرمائیں اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائیں۔

اہم مسائل

اس سے درج ذیل اہم مسائل معلوم ہوئے۔

ا۔ ایک یہ کہ اگر کسی انسان سے کوئی خطا وگناہ سرزد ہو جائے تو اس سے بلا تاخیر توبہ کرے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ توبہ کے ساتھ ساتھ اگر کچھ توفیق ہو تو صدقہ وخیرات بھی کرے یعنی حسب استطاعت وہمت اپنا مال اللہ کی راہ میں دے تاکہ وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے۔

۳۔ تیسرا یہ کہ انسان کو چاہئے کہ اپنی زکوۃ وصدقات قرآن وسنت پر عبور رکھنے والے صحیح العقیدہ عالم دین کے ذریعے ادا کرے۔ یعنی انہیں دے کر ان سے عرض کرے کہ یہ صدقہ ہے یا زکوۃ ہے اسے آپ جہاں زیادہ ضرورت محسوس فرمائیں وہاں خرچ فرمائیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اسی

طرح کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے علم والے ہی بہتر جانتے ہیں کہ دینی
لحاظ سے کہاں اور کس قدر زکوٰۃ وصدقات خرچ کرنے سے دینے والے کو زیادہ
ثواب مل سکتا ہے۔

۴۔ چوتھا یہ کہ اللہ کی راہ میں دینا انسان کے باطن کی صفائی اور روحانی
ترقی کا ذریعہ ہے۔

۵۔ پانچواں یہ کہ جب کوئی شخص کسی کو زکوٰۃ یا صدقات دے تو لینے
والے انہیں اپنی نیک دعاؤں سے یاد کریں۔

۶۔ چھٹا یہ کہ بزرگوں کی دعاؤں سے انسان کی مشکلات اور پریشانیاں دور
ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ " لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا
یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ" (ترمذی و مشکوٰۃ)

کہ تقدیر کو دعا ہی لوٹا دیتی اور عمر میں نیکی ہی بڑھاتی ہے۔ صحیح ابن حبان
ومستدرک امام حاکم میں اس قدر الفاظ زائد ہیں "وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ
بِالذَّنْبِ"۔ کہ بے شک انسان گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے روزی سے محروم
ہو جاتا ہے۔

مرقاۃ میں محدث علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۴ھ فتح الباری
میں فرماتے ہیں۔

"فَالدُّعَاءُ سَبَبٌ لِرَدِّ الْبَلَاءِ وَوُجُوْدِ الرَّحْمَةِ" کہ دعا مصیبت کے
لوٹانے اور اللہ کی رحمت کے حصول کا سبب ہے۔

۷۔ ساتواں یہ کہ اللہ کے دین پر خرچ کرنے اور علماء دین سے رابطہ

رکھنے اور ان سے دین سیکھنے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ دعائیں فرماتے ہیں۔

اور دوسرے معنی رحمت کرنے اور بخشنے کے بھی ہیں جب کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ" (الاحزاب : ۴۳)

ترجمہ :۔ وہی (اللہ) ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے۔

اُمت پر درود

امام عبد بن حمید وابن المنذر حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ :۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم (بھی) ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (احزاب۔ ۵۶)

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جب بھی کوئی خیر و برکت نازل فرمائی ہمیں بھی اس میں شریک فرمایا یعنی آپ ﷺ کے طفیل ہمیں بھی اس میں سے حصہ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ" امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مستدرک اور بیہقی نے دلائل میں سلیم بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سندوں کے ساتھ روایت کی کہ ایک شخص حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں اور جب کھڑے ہوتے ہیں اور جب بیٹھتے

ہیں آپ ﷺ پر فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو تم پر بھی فرشتے درود بھیجیں گے پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی وہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں جو اس سے پہلے گزر چکیں یعنی "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا" (۴۱) "وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا" (۴۲)

ترجمہ :۔اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح شام اس کی تسبیح پڑھو۔

یہ جواب اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجیں تو وہ اللہ کو بہت یاد کرے اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ جس نے پانچوں نمازوں کی پابندی کی اور انہیں اُن کے آداب کے ساتھ ادا کیا اس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں "صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاءٌ وَصَلٰوۃُ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَلاِسْتِغْفَارُ" کہ اللہ کا درود نیک بندوں کی تعریف و توصیف کرنا اور فرشتوں کا درود اُن کے لئے اللہ سے دعا کرنا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "صَلٰوۃُ الرَّبِّ الرَّحْمَۃُ وَصَلٰوۃُ الْمَلٰٓئِکَۃِ الاِسْتِغْفَارُ" کہ رب تعالیٰ کا دُرود رحمت اور فرشتوں کا دُرود بخشش کی دعا کرنا ہے۔ (تفسیر در منثور ج ۵' ص ۲۰۶)

دعائے بخشش

واضح ہو کہ فرشتوں کا کسی کے لیے دعائے بخشش کرنا اس لئے نہیں کہ اس کے ضرور گناہ ہی ہوں بلکہ گناہ ہونے کی صورت میں گناہوں کی بخشش کی دعا ہوگی اور گناہ نہ ہونے کی صورت میں فرشتوں کی استغفار سے اس کی مزید ترقی ہوگی۔

البتہ نبی کریم ﷺ کی ترقی کسی کی دعا سے نہیں بلکہ وعدہ الٰہیہ سے جاری وساری ہے۔ اور ہمیشہ جاری وساری رہے گی وعدہ الٰہیہ سورۃ "والضحیٰ" میں مذکور ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى" کہ اے محبوب آپ ﷺ کی آنے والی گھڑی گذشتہ سے بہتر ہوگی۔ البتہ آپ ﷺ کے لیے دعا کرنے والوں کی ضرور ترقی ہوتی ہے۔

امام حافظ عبدالرحمٰن بن محمد ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ اپنی سند کے ساتھ اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کے معنی روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اللہ تم پر درود بھیجتا ہے اس کا معنی ہے تمہاری بخشش فرماتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے دعائے بخشش کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

"اَكْرَمَ اللّٰهُ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ كَمَا صَلّٰى عَلَى الْاَنْبِيَاءِ"

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو یہ شرف بخشا کہ (آپ علیہ السلام کے وسیلہ سے) ان پر درود بھیجا (اور بھیجتا ہے) جیسا

کہ اس نے انبیاء علیہم السلام پر دُرود بھیجا۔

حضرت حسن و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کی صلوٰۃ اس کی رحمت ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب سے آگے بڑھ گئی۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رازی ۳۱۳۹/۹)

اُمت پر دُرود

یہ حضور اکرم ﷺ کا ہی وسیلہ، جلیلہ آپ ﷺ کے دامن مبارک سے وابستہ ہے اور آپ ﷺ کی پیروی کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کی اُمت پر دُرود بھیجتا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ میں فرمایا:۔

(۱) ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور (اے نبی ﷺ) اُن صبر والوں کو خوشخبری سنادو جن پر جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے دُرودیں ہیں۔ اور رحمت اور یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں۔ (البقرہ ۱۵۵،۱۵۶،۱۵۷)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں "صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ غُفْرَانُہٗ بِعِبَادِہٖ" (ترجمہ) اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر درودوں کا معنیٰ ہے اس کا اپنے بندوں کو بخشنا" جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے لیے یوں دعا فرمائی "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِیْ اَوْفٰی

"یَعْنِیْ اِغْفِرْلَهُمْ" کہ اے اللہ ابو اوفی رضی اللہ عنہ اور (اُس کی) آل پر درود بھیج یعنی ان کی بخشش فرما۔ (تفسیر جامع البیان ۲۶/۲)

اللہ کے دُرودوں کے حقدار

اِس آیت سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے درودوں اور اس کی رحمتوں کے اولین حقدار کون لوگ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو گذشتہ آیات کریمہ پر عمل پیرا ہیں۔
آیت نمبر ۱۵۳ سے پڑھئے

(ترجمہ)

(۱) اے ایمان والو صبر اور نماز (کے ذریعے اللہ) سے مدد مانگو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (۱۵۳)

(۲) اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (۱۵۴)

(۳) اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر سے اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور (اے نبی ﷺ) ان صبر والوں کو خوشخبری سنا دو۔ (۱۵۵)

(۴) جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہیں بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور بے شک ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (۱۵۶)

(۵) یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں۔ (۱۵۷)

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ درج ذیل اوصاف رکھنے والے ہی اللہ کے درودوں اور اس کی رحمتوں کے اولین مستحق ہیں۔

۱۔ ایمان والے ۲۔ صبر والے ۳۔ نماز کے پابند

۴۔ اللہ کے دین کی بقاء و ترویج و تغلیب کے لیے اپنے تن من دھن کی قربانی دینے والے۔

۵۔ جو اس عظیم نصب العین کے لئے کسی سے ڈرتے نہیں اور بھوک و افلاس کی پروا نہیں کرتے اور نہ ہی مال و جان کی فکر کرتے ہیں۔

۶۔ جنہیں کوئی تکلیف و مصیبت پیش آجائے تو کہتے ہیں کہ ہم یہاں اللہ کی عبادت کے لیے ہی آئے ہیں اگر تکلیفیں آگئی ہیں تو کیا ہوا۔ ہمارا جینا اسی کے لئے ہے یہ دنیا تو فانی ہے ہمیں آخر یہاں سے جانا ہی ہے۔ ہمیں ہمارا اللہ پیدا کرنے والا ہی یہاں لایا ہے اور اس نے ہمیں واپس اپنے ہاں لے جانا ہے ضرور ہم اسی کے پاس لوٹ جانے والے ہیں جسے ہم سے اس قدر محبت اور پیار ہے کہ سب سے بڑھ کر پیار کرنے والی ماں کا پیار اس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔

قاضی ناصر الدین بیضاوی متوفی ۷۰۱ھ اپنی "تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل" میں زیر آیات "هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُهٗ" لکھتے ہیں کہ جب صلوٰۃ کے فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنیٰ ہے رحمت کرنا اور جب فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار کرنا و بخشش مانگنا اور جب انسانوں کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ ہے دعا کرنا چنانچہ انہوں نے زیر آیت "هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ" لکھا ہے

قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ زیر آیت "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ۔الخ" لکھتے ہیں کہ "یَعْتَنُوْنَ بِاِظْهَارِ شَرَفِهٖ وَتَعْظِيْمِ شَانِهٖ اِعْتَنُوْا اَنْتُمْ اَيْضًا فَاِنَّكُمْ اَوْلٰى بِذَالِكَ۔الخ (تفسیر انوار التنزیل ۲/۲۵۱/۲۵۲)

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ ﷺ کی بزرگی کے اظہار اور آپ ﷺ کی شان کی تعظیم کا اہتمام فرماتے ہیں اے مسلمانو! تم بھی آپ ﷺ کی شان کی تعظیم وتکریم اور آپ ﷺ کی بزرگی وبلندی مرتبہ کے اظہار وبیان کا اہتمام کیا کرو کیونکہ تم اس بات کے زیادہ حقدار ہو۔

علامہ امام یوسف اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں کہ امام حلیمی علیہ الرحمۃ نے "شعب الایمان" میں فرمایا

"اِنَّ تَعْظِيْمَ النَّبِىِّ ﷺ مِنْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ فَتَعْظِيْمُهٗ مَنْزِلَةٌ فَوْقَ الْمَحَبَّةِ فَحَقٌّ عَلَيْنَا اَنْ نُّحِبَّهٗ وَنُجِلَّهٗ وَنُعَظِّمَهٗ اَكْثَرَ وَاَوْفَرَ مِنْ اِجْلَالِ كُلِّ عَبْدِهٖ سَيِّدَهٗ وَكُلِّ وَلَدٍ وَّالِدَهٗ وَبِمِثْلِ هٰذَا نَطَقَ الْكِتَابُ وَوَرَدَتْ اَوَامِرُ اللّٰهِ تَعَالٰى" (افضل الصلوات علی سید السادات صفحہ ۷)

ترجمہ:۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم ایمان کا ایک حصہ ہے تو آپ ﷺ کی تعظیم کا مقام محبت کے مقام سے بھی اوپر ہے تو ہم مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہم بچے کے اپنے باپ اور غلام کے اپنے مالک کی تعظیم سے بھی اکثر اور بہت زیادہ آپ ﷺ کی تعظیم کریں۔ اس کی وجہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو بالعموم اور فرشتوں اور انسانوں اور جنوں کو بالخصوص آپ

ﷺ کے نور سے پیدا فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ فرشتے بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور ہمیں بھی حکم ہوا کہ تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو جن کے وجود مسعود سے تمہیں وجود کی نعمت عطا ہوئی۔

اہلسنت وجماعت کا میلاد کی محفلیں کرنا مسجد مسجد گلی گلی اور جگہ جگہ قریہ قریہ جلسے کر کے ذکر محمد مصطفیٰ ﷺ اور فضائل احمد مجتبیٰ ﷺ کثرت سے بیان کرنا اسی فرمان الٰہی "صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" پر عمل کرنا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ ہم سے فرماتا ہے کہ تم میرے محبوب کا زیادہ سے زیادہ چرچا کرو۔

وجہ تخلیق

یعنی تم پر رسول اکرم ﷺ کا زیادہ حق ہے کہ تم آپ ﷺ پر درود بھیجو آپ ﷺ کے چرچے کرو آپ علیہ السلام کی عظمت وشان کا اظہار کرو اور آپ ﷺ کے گن گاؤ کیونکہ آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں تمہارا وجود اِنکے وجود کا مرھون کرم ہے وہ نہ ہوتے تو تم نہ ہوتے آدم علیہ السلام نہ ہوتے بلکہ یہ دنیا ہی نہ ہوتی۔ سارے جہان کے وجود کی غایت وعلت وسبب وہی ہیں جہان اِن ہی سے بنا اور آپ علیہ السلام ہی بنیادِ جہان ہیں جہان کو اِن کے صدقے زندگی ملی اور اِن کے صدقے ہی جہان کی بقاء ہے جیسے سایہ کا وجود سایہ والے کے وجود سے ہوتا ہے اور اس کی بقاء بھی اس کی بقاء سے ہوتی ہے سایہ والا نہ رہے تو سایہ ہی معدوم ہو جائے یہی حال رسول اللہ ﷺ اور جہان کا ہے۔

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کروڑوں درُود
تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درُود

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

گویا بندوں کا دُرود رسول اللہ ﷺ کی شکر گزاری کا ایک ذریعہ ہے' لیکن بندے اس قدر بڑے محسن و کریم کے احسان و کرم کے شکریہ کا حق ادا کیسے کر سکتے ہیں۔ اس لئے بندوں کو فرمایا گیا' کہ تم اللہ ہی سے عرض کرو وہی دُرود بھیجے تمہارا اس کی بارگاہ میں دُرود بھیجنے کی درخواست کرنا ہی تمہاری طرف سے شکریہ ادا کرنے کی ایک صورت ہے۔

حضرت امام ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت امام ابو العالیہ رضی اللہ عنہ رفیع بن مہران الریاحی البصری جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور حضور ﷺ کے وصال کے دو سال بعد اسلام لائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فیوض و برکات حاصل کئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان سے برکتیں حاصل فرمائیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے شرف شاگردی حاصل کیا ۹۵ھ میں وصال فرمایا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بلا سند روایت کیا کہ حضرت امام ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَالْمَلٰئِکَۃِ وَصَلٰوۃُالْمَلٰئِکَۃِ

اَلدُّعَاءُ (صحیح البخاری)

ترجمہ :۔ نبی کریم ﷺ پر اللہ کا درود فرشتوں کے ہاں نبی ﷺ کی تعریف کرنا ہے اور فرشتوں کا درود آپ ﷺ کے لئے دعا کرنا ہے' اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے "یصلون" کا معنی "یبر کون" سے فرمایا۔ امام عینیؒ فرماتے ہیں کہ "یبر کون" کا معنی برکت کی دعا کرنا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۲۶/۱۹)

یعنی اللہ کا دُرود فرشتوں کے سامنے حضور ﷺ کی تعریف کرنا اور فرشتوں کا درود اللہ سے حضور ﷺ کے لئے برکتوں کی دعا کرنا ہے۔ اصل میں فرشتوں کا حضور ﷺ کے لئے برکتوں کی دعا کرنا خود ان کے لئے برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

دُرود اور رحمت میں فرق

اس آیت میں "صلوات" جمع ہے اس کا واحد "صلوٰۃ" ہے صلوات سے مراد بخششیں ہیں اور رحمت سے مراد مزید کرم یعنی ایسے لوگوں کے گناہ وخطا بھی بخشے جاتے ہیں اور مزید لطف وکرم سے بھی نوازا جاتا ہے یعنی انہیں راحتیں اور خوشیاں پہنچائی جاتی ہیں اور ان کی دنیا وآخرت کی تکالیف بھی دور کی جاتی ہیں۔ چونکہ صلوات جمع ہے جو تکرار و تسلسل کے اظہار کے لیے ہے یعنی ایسے لوگوں کی بار بار بخشش کی جاتی ہے۔ چونکہ صلوات کے بعد و عاطفہ جمع کے لیے آتی ہے جسے لاکر "صلوات" اور "رحمت" کو جمع کر دیا گیا چونکہ معطوف

اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے "صلوات" کے جمع ہونے کی وجہ سے اس میں تکرار و تسلسل سمجھا جاتا ہے رحمت کے اِس پر "عطف" کی وجہ سے رحمت میں بھی از خود تکرار اور تسلسل سمجھا جاتا ہے لہٰذا اس کو جمع کی صورت میں لانے کی حاجت نہ رہی اس لئے 'رحمت' کو واحد کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا۔ معنی ہوگا ان کے لیے اللہ کی بخششیں اور مزید طرح طرح کی رحمتیں اور عنایتیں جو بار بار اور مسلسل ہوتی رہیں گی اور ہو سکتا ہے کہ اللہ کی درودوں سے مراد اس کی طرف سے اس کے فرمانبردار بندوں کی صفت وثناء تعریف وستائش اور تعظیم وتکریم ہو اور رحمت سے مراد ان پر خاص لطف واحسان ہو۔ (روح البیان ۲/۲۶۱، تفسیر کبیر امام رازی ۴/۱۵۵)

نبی کا معنی

لفظ نبی "نبأ" سے ہے جس کا معنی ہے "خبر" علامہؒ لغت وحدیث ملک المحدثین محمد طاہر صدیقی" ۹۸۶ھ لکھتے ہیں۔

"هُوَ بِمَعْنَى فَاعِلٍ مِنَ النَّبَاءِ "اَلْخَبَرُ" لِاَنَّهٗ اَنْبَأَ عَنِ اللّٰهِ" کہ نبی نبا سے اسم فاعل کے معنی میں ہے یعنی خبر دینے والا' نبی کو اس لئے نبی کہتے ہیں کیونکہ نبی نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (غیب کی) خبر دی (مجمع بحار الانوار ۴/۶۶۴)

امام جمال الدین محمد بن مکرم المصری متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں۔

"اَلنَّبَاءُ اَلْخَبَرُ وَالنَّبِیُّ : اَلْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِاَنَّهٗ اَنْبَأَ عَنْهُ وَهُوَ فَعِیْلٌ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ قَالَ ابْنُ بَرِی صَوَابُهٗ اَنْ یَّقُوْلَ فَعِیْلٌ بِمَعْنٰی مُفْعِلٍ

مِثْلُ نَذِیْرٍ بِمَعْنٰی مُنْذِرٍ وَاَلِیْمُ بِمَعْنٰی مُئْولِمٍ اَنَّھُمْ تَرَکُوْا الْھَمْزَۃَ فِی النَّبِیِّ کَمَا تَرَکُوْہُ فِی الذُّرِّیَّۃِ وَالْبَرِیَّۃِ وَالْخَابِیَۃِ وَاِنْ اُخِذَ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَالنَّبَاوَۃِ وَھِیَ الْاِرْتِفَاعُ عَنِ الْاَرْضِ اَیْ اَنَّہٗ اَرْفَعُ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ۔ (لسان العرب ۱/۱۶۲۔۱۶۳)

ترجمہ :۔ لفظ نبی "نبأ" سے بنا ہے جس کا معنی ہے "خبر" نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کو غیب کی خبر دیتا ہے۔ اور یہ فعیل کے وزن پر فاعل کے معنی میں ہے امام ابن بری علیہ الرحمۃ ابو محمد عبداللہ بن بری المصری النحوی واللغوی متوفی ۵۸۲ھ معجم المولفین ۶/۳۷ میں فرماتے ہیں صحیح یوں کہنا ہے کہ نبی بروزن فعیل بمعنی منبی بروزن مفعل ہے جیسے نذیر بمعنی منذر اور الیم بمعنی مئولم۔ اہل عرب نے نبی میں (تخفیف کی غرض سے) ہمزہ کو ترک کردیا ہے (کہ اسے یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں ادغام کیا ہے اس لئے یا مشدد پڑھی جاتی ہے) جیسا کہ عرب نے۔ "ذریۃ وبریۃ اور خابیۃ میں ہمزہ کو ترک کردیا ہے۔ (یعنی ادغام کا عمل کیا ہے) نبی کا لفظ اگر نبوۃ اور نباوۃ سے بنا ہو جس کے معنی زمین سے اونچا ہونے کے ہیں تو نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مرتبہ میں ساری مخلوق سے بلند اور اونچا ہوتا ہے۔

امام ابوالفضل قاضی عیاض علیہ الرحمۃ متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں۔

"اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ" (کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۱۶۱)

(ترجمہ) :۔ نبوت غیب جاننے کا نام ہے "نیعے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو غیب کا علم دیتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے اس لئے ان کے بارے میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "وَكَانَ رَجُلاً يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبِ" کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک ایسے مرد تھے جو علم غیب جانتے تھے۔ (اس لئے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکیں گے چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا انہوں نے فرمایا

شرح التجرید میں نبوت کا معنی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"هُوَ كَوْنُ الإِنْسَانِ مَبْعُوثًا مِنَ الْحَقِّ إِلَى الْخَلْقِ فَإِنْ كَانَ النَّبِيُّ مَاخُوْذًا مِنَ النَّبَاوَةِ وَهُوَ الارْتِفَاعُ لِعُلُوِّ شَانِهِ وَسُطُوْعِ بُرْهَانِهِ اَوْ مِنَ النَّبِيِّ بِمَعْنَى الطَّرِيْقِ لِكَوْنِهِ وَسِيْلَةً إِلَى الْحَقِّ فَالنُّبُوَّةُ عَلَى الأَصْلِ كَالأُبُوَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنَ النَّبَإِ فَهُوَ الْخَبَرُ لإِنْبَائِهِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالىٰ. الخ (شرح التجرید باب الالٰھیات ص ۵۲)

(ترجمہ):۔ نبوت انسان کے اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف بھیجے جانے کا نام ہے پھر اگر لفظ نبی "نباوۃ" سے ماخوذ ہو جس کے معنی بلند ہونے کے ہیں اس لئے کہ نبی کی شان ساری مخلوق سے بلند اور اس کی دلیل انتہائی روشن ہوتی ہے یا نبی سے ماخوذ ہو جس کا معنی ہے راستہ کیونکہ نبی اللہ کی طرف پہنچنے کا راستہ ہوتا ہے نبوت اپنی اصل پر ابوۃ کی طرح ہوتی ہے اور اگر یہ نبا سے ماخوذ ہو نبا کا معنی ہے خبر کیونکہ نبی کے اللہ کی طرف سے خبر دینے والے کی وجہ سے اسے نبی کہتے ہیں۔

تین باتیں

شرح تجرید کی مذکورہ بالا عبارت سے درج ذیل تین باتوں کا پتہ چلا۔

(۱) ایک یہ کہ نبی اللہ تعالیٰ سے غیب کا علم لیتا ہے اور لوگوں کو بتاتا ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ نبی شان میں سب سے بلند ہوتا ہے۔

(۳) تیسری یہ کہ نبی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا واحد راستہ ہوتا ہے۔

تھے وسیلے سب نبی تم　　　اصل مقصود ھدیٰ ہو

سب تمہارے در کے رستے　　　ایک تم راہ خدا ہو

(امام احمد رضا علیہ الرحمۃ)

تفسیر شمس الدین الخطیب

نبی سے مراد

علامہ نبہانی علامہ شمس الدین الخطیب کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیت درود کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں فرمایا کہ اللہ اور اُس کے فرشتے نبی ﷺ پر دُرود بھیجتے ہیں ! اے مسلمانو تم (بھی) اُن پر دُرود اور خوب سلام بھیجو' اِس میں "نبی" سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اللہ کا دُرود

اور یہ جو فرمایا گیا کہ اللہ نبی ﷺ پر دُرود بھیجتا ہے اس کا مطلب ہے کہ ان پر رحم فرماتا ہے یعنی ان پر مہربانی فرماتا ہے۔

رحم کا معنی

رحمت یا رَحم کا معنی "رِقتِ قلب" ہے یعنی کسی کے حق میں دل کا نرم ہونا' نرم دل "رَحیم" یا "راحم" کہلاتا ہے اور جس کے حق میں دل نرم ہو جائے "اسے "مرحوم" کہتے ہیں۔

ایک سوال و جواب

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو دل سے پاک ہے پھر اس کے رحیم ہونے کا کیا مطلب ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ رَحمت یا رَحم کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کریں گے تو اس وقت اس کا معنی "نرم دلی" والا معنی مراد نہیں لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ دل سے پاک ہے بلکہ اس وقت وہ معنی مراد لیں گے جو "نرم دلی" کو لازم ہے یا جو نرم دلی کا نتیجہ ہے اور وہ "احسان ہے کیونکہ جو کسی کے حق میں نرم دلی" رکھتا ہے وہ لازماً اس پر احسان بھی کرتا ہے اسے انعام واکرام سے نوازتا ہے۔اسے قرب عطا کرتا ہے۔اس کی مشکلیں آسان کرتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے' اس کی بات بھی مانتا ہے یہاں آیت دُرود میں اللہ کی طرف سے حضور ﷺ پر دُرود بھیجنے یعنی رحم فرمانے سے یہی مراد ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ پر احسان فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کو انعام واکرام سے نوازتا ہے' اپنا قرب اپنا عرفان عطا فرماتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ روز بروز اللہ سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتے اور روز بروز اس کے عرفان وجان پہچان میں ترقی فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" (سورہ الضحیٰ) کہ اے حبیب ﷺ آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔

فرشتوں کا درُود

فرشتوں کے درُود سے "استغفار" مراد ہے یعنی طلب مغفرت اور دعائے بخشش۔

سوال و جواب

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بخشش کی طلب تو گنہگار کے لئے ہوتی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ اور اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام تو گناہوں سے معصوم ہیں پاک ہیں "عصمت واجبہ" کے ساتھ متصف ہیں یعنی واجب وضروری ہے کہ اللہ کا نبی گناہوں سے پاک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

نبی کی معصومیت

"وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" (النساء ۶۴/۴)

ترجمہ :۔ "اور ہم نے کوئی بھی رسول بھیجا اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے"۔

نبی کی اطاعت

نبی کی اطاعت فرض ہے۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ نبی کی اطاعت و فرمانبرداری فرض ہے۔ اگر نبی گناہوں سے پاک نہ ہوتا تو اس کی طاعت فرض نہ

ہوتی معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

نبی کے سوا کسی کی اطاعت فرض نہیں

چونکہ اللہ کے پاک رسولوں اور نبیوں کے سوا کوئی گناہوں سے معصوم اور پاک نہیں ہے اِس لئے اِن کے سوا کسی کی اطاعت بھی فرض نہیں' ہاں اگر کسی کی اطاعت فرض ہوگی تو نبی کے ہی واسطہ سے ہوگی جیسے "اولی الامر" (امر والوں) کی اطاعت کرنے کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے' خواہ اِس سے مراد علماء ہوں یا حکمران ہوں'

ایک علمی نکتہ

اس لیے اللہ تعالیٰ کے فرمان

"اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"

(النساء ۴/۵۹)

ترجمہ : "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی' اور ان کی جو تم میں سے حکم والے ہیں"۔

یہاں علمی نکتہ ہے وہ یہ کہ اللہ کے لئے "اطیعوا" کا لفظ لایا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی "اطیعوا" کا لفظ لایا گیا مگر "اولی الامر" کے ساتھ لفظ "اطیعوا" نہیں لایا گیا بلکہ "اولی الامر" کا "الرسول" پر عطف ڈال کر اس کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کے تابع کر دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عالم دین یا حاکم رسول اللہ ﷺ کے تابع ہو کر ان کی ہدایات و تعلیمات کے

مطابق حکم دے گا اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی بات مانی جائے گی اور وہ بھی اس حیثیت سے مانی جائے گی کہ وہ بات رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات وہدایت کے مطابق ہے اگر مطابق نہ ہو تو نہیں مانی جائے گی۔ (اس کی مزید بحث ہماری کتاب "امام زین العابدین" میں دیکھئے)

آمدم بر سر مطلب

اب ہم اپنی بات کی طرف آتے ہیں کہ نبی ﷺ چونکہ معصوم ہیں اس لئے ان کا اپنے لئے استغفار کرنا تعلیم امت اور ثواب کے حصول کے لئے اور اس بات کے واضح کرنے کے لئے تھا کہ وہ بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود اپنے خالق ومالک اللہ رب العالمین کے محتاج اور ہمہ وقت محتاج ہیں اور کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحہ اس کے لطف وکرم اور اس کی مہربانی سے بے نیاز نہیں رہ سکتے اس استغفار سے ان کے درجے بلند ہوتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

"اِنِّی لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً"

(بخاری دعوات ۳، ترمذی تفسیر سورۃ ۴۷، ۱۔ ابن ماجہ ادب ۵۷
مسند احمد ۲/۲۸۲/۲۴۱)

(ترجمہ) کہ میں اللہ سے ہر روز ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کرتا اس سے بخشش مانگتا اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

نکتہ

یہاں پر ایک نکتہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا روزانہ اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ استغفار فرمانا اور بخشش مانگنا اور ایک روایت کے مطابق سو بار استغفار کرنا ہو سکتا ہے۔ امت کے لئے ہو' جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا"

(النساء ۴/۶۴)

(ترجمہ) اور ان (ایمان والے گنہگاروں) کے لئے رسول اللہ ﷺ استغفار فرمائیں تو وہ ضرور اللہ کو بہت ہی توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ فرمایا

"وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ" (محمد ۴۷/۱۹)

اور آپ اپنے خاصوں کے گناہ کی اور عام مسلمانوں کی بخشش کی دعا فرمائیں۔

فرشتوں کا درُود

اور فرشتوں کے درود کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور بخشش مانگتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور فرشتوں کی استغفار گویا آپ ﷺ کے لئے ترقی کی دعا ہے جو حسب وعدہ الٰہیہ آپ ﷺ کو ہر آن اور ہر لمحہ حاصل ہو رہی ہے۔

لیکن انسانوں، جنوں اور فرشتوں کا آپ ﷺ کے لئے دعا کرنا خود ان کے لئے بخشش ورحمت اور ان کی ترقی کا وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کیلئے خوشنودی کا باعث ہے۔ تو جو شخص آپ ﷺ کے لئے جس قدر زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے خاص لطف وکرم کا مستحق ہوگا۔ نیز درود شریف ان کی طرف حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اس بات کا شکرانہ بھی ہے کہ انہیں یعنی انسانوں جنوں اور فرشتوں کو وجود پھر ایمان اور عرفان کی جو نعمت نصیب ہوئی یا ہوتی ہے وہ حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہی ہے۔

فلسفہ درود شریف

فلسفہ درود فرشتوں کے درود ہوں یا انسانوں کے، جنوں کے ہوں یا کسی دوسری مخلوق کے دراصل یہ حضور ﷺ کے اس کرم واحسان کا شکرانہ ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کی نعمتوں کا جو اس کے بندوں تک پہنچتی ہیں وسیلہ وذریعہ ہیں جیسا کے اپنے زمانہ کے قطب سیدنا امام علامہ محمد بکری الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْ یُرْسِلُ ۔۔۔ مِنْ رَّحْمَةٍ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ

فِیْ مَلَكُوْتِ اللّٰهِ اَوْمُلْكِهٖ ۔۔۔ مِنْ كُلِّ مَا یَخْتَصُّ اَوْ یَشْمَلُ

اِلاَّ وَ طٰهٰ الْمُصْطَفٰی عَبْدُهٗ ۔۔۔ نَبِیُّهٗ مُخْتَارُهٗ الْمُرْسَلُ

وَاسِطَةٌ فِیْهَا وَاَصْلٌ لَهَا ۔۔۔ یَعْلَمُ هٰذَا كُلُّ مَنْ یَّعْقِلُ

(افضل الصلوٰت ص ۱)

(ترجمہ) اللہ رحمٰن نے (اب تک) جو رحمت بھیجی یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا جو اس کے اوپر کے جہان میں یا نیچے (زمین) کے ملک میں چڑھتی یا اترتی ہے خواہ وہ خاص نعمت ہو یا عام ہو بہر صورت اس کے خاص بندے اس کے نبی اس کے برگزیدہ رسول حضرت محمد ﷺ ہی اس میں واسطہ وسیلہ اور اس کی بنیاد ہیں یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے جو (حق بات کو) سمجھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے جو نعمت بھی کسی کو ملتی ہے رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے ملتی ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو اپنے مخصوص انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ثنائے مصطفیٰ ﷺ

جیسا کہ ہم صحیح بخاری کے حوالے سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت ابو العالیہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضور ﷺ پر اللہ کا دُرود یہ ہے کہ وہ اپنے ملائکہ (فرشتوں) کے ہاں حضور ﷺ کی ثناء (تعریف) فرماتا ہے گویا حضور ﷺ کی تعریف و توصیف کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

اہلسنت کی خوش قسمتی

یہ اہلسنت کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے فرشتوں کی

سنت اُن کے ہی حصہ میں آتی ہے۔ کیونکہ اہلسنت ہی ہیں جو کوئی موقع یاد رسول اور ذکر رسول اللہ ﷺ سے خالی نہیں جانے دیتے۔ علماء اہلسنت حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کر کے اللہ کی سنت اور عوام اہلسنت حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف سنکر فرشتوں کی سنت ادا کرتے ہیں۔

حمد بے حد بر رسولِ پاک را

آنکہ ایمان داد مشتِ خاک را

(اقبالؒ)

کہ رسول اللہ ﷺ کی بے حد تعریفیں اور آپ ﷺ پر بے حد دُرود وسلام جنھوں نے ایک مشت خاک (مٹھی بھر مٹی) کو ایمان کی دولت عطا فرمائی یعنی آپ وسیلہ وذریعہ ایمان بنے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

کہ کوئی دل کا اندھا ہی ہو گا جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ کے واسطے و وسیلہ کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ کچھ عطا فرماتا ہے۔

حکم خداوندی

ایمان والوں کو اللہ تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے کہ تم (بھی) اُن پر درود اور

خوب سلام بھیجو یعنی تم اُن کے لیے اللہ سے دعا کرو کہ وہ اِن پر رحم وکرم فرمائے۔

یہاں سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر دُرود کیسے بھیجیں؟

سب سے چھوٹا دُرود

آپ ﷺ نے فرمایا قُوْلُوْا" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کہ تم یوں کہو کہ اے اللہ تُو محمد ﷺ پر درود بھیج۔ یہ سب سے چھوٹا دُرود ہے مگر اس میں سلام نہیں ہے۔

دو حکم

جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان والوں کو دو باتوں کا حکم فرمایا ایک صلوٰۃ (دُرود) کا دوسرا سلام کا آپ نے ایک صلوٰۃ کا ہی طریقہ بتایا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے صرف صلوٰۃ کے بھیجنے کا طریقہ پوچھا تھا اس لیے کہ سلام بھیجنے کا طریقہ انہیں حضور ﷺ نماز تشھد یعنی التحیات میں بتا چکے تھے اسلئے بہتر ہے کہ جب آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے تو اس میں سلام کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ و سلام دونوں کے بھیجنے کا حکم دیا ہے اگرچہ دونوں حضور ﷺ پر الگ الگ بھی بھیجے جا سکتے ہیں۔ مگر بہتر دونوں کو جمع کرنا ہے اس لئے نماز میں بھی دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ ہمیں اللہ کا حکم ہوا کہ میرے نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجو اور ہمیں تعلیم دی گئی کہ تم اللہ ہی سے عرض کرو دعا کرو کہ اے اللہ تو ہی ان پر دُرود بھیج تو ہمارا دُرود کہاں گیا یا ہم نے کیا دُرود بھیجا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دُرود دراصل رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں امت کی طرف سے شکرانہ کا ایک تحفہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نہ صرف انسانیت کے محسن ہیں بلکہ آپ ﷺ ساری مخلوق کے محسن ہیں کیونکہ ساری مخلوق کو آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا گیا جبکہ آپ ﷺ کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیثوں میں ہے تو تحفہ ایسا ہونا چاہئے جو محسن کی شان کے لائق ہو مگر ہم آپ ﷺ کی شان کیا جانیں اللہ ہی جانے لہذا حکم ہوا کہ تم تو ان کی شان و عظمت سے پوری طرح واقف نہیں ہو کہ ان کی اس شان و عظمت کے لائق انہیں تحفہ شکرانہ پیش کر سکو ہاں اللہ ضرور جانتا ہے کہ ان کی شان و عظمت کیا ہے لہذا تمہارا درود اور تحفہ یہی ہے کہ تم اسے اللہ پر چھوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرو کہ یا اللہ تو ہی ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ کو ان کی شان و عظمت کے لائق تحفہ درود عطا فرما۔

غالب نے کیا خوب کہا ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کہ آں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

کہ اے غالب ہم نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دی ہے کیونکہ وہی حضرت محمد ﷺ کے مرتبہ کو جانتا پہچانتا ہے۔

اکمل درود

اکمل درود یعنی اس چھوٹے درود کے مقابلہ میں (نہ کہ سب درودوں کے مقابلہ میں) زیادہ کامل درود ابراہیمی ہے اور وہ یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ."

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ."

ترجمہ :۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجا اور حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر برکت فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت فرمائی۔

آل محمد ﷺ

لفظ "آل" اولاد کے لئے بھی آتا ہے اور پیروکاروں کے لئے بھی آتا ہے۔ قرآن کریم میں "آل فرعون" کا ذکر ہے اس سے مراد فرعون کے پیروکار ہیں کیونکہ فرعون کی کوئی اولاد نہ تھی۔

ایک ضابطہ

علماء نے ایک اچھا ضابطہ بیان کیا ہے وہ یہ کہ باب زکوٰۃ میں آل محمد ﷺ سے مراد حضور ﷺ کی اولاد مراد ہوتی ہے اور باب صلوٰۃ (درود) میں آل محمد سے

حضور ﷺ کے پیروکار مراد ہوتے ہیں۔ یعنی جب کہا جائے کہ آل محمد پر زکوٰۃ وصدقات حرام ہیں تو اس سے آپ ﷺ کی نسل مبارک اور اولاد مراد ہوتی ہے اور جب آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہوئے آل کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد آپ ﷺ کا ہر پیروکار اور آپ ﷺ کا جانثار امتی ہوتا ہے۔ جو آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی پیروی کرتا ہے۔

(حضور ﷺ کی آل (اولاد) کے دور حاضر میں زکوٰۃ کا مسئلہ تفصیل کے ساتھ ہماری کتاب معاشیات نظام مصطفیٰ میں دیکھیے)

ہر مسلمان حضور ﷺ کی آل ہے

آل محمد ﷺ کے بارے میں علماء محققین کا بیان کیا ہوا یہ ضابطہ کہ زکوٰۃ کے بیان میں آل محمد ﷺ کا لفظ آجائے تو اس سے حضور ﷺ کی اولاد مراد ہوگی اور درود وسلام میں آل کا لفظ آجائے تو اس سے مراد آپ ﷺ کے فرمانبردار ایماندار امتی ہوتے ہیں' اس حدیث کے مطابق ہے جس میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"کُلُّ مُؤْمِنٍ تَقِیٍّ آلِی"

(ترجمہ) "ہر پرہیزگار مسلمان میری آل ہے"۔

اور قرآن کریم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ"

ترجمہ:۔ اور نبی ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

حضرت ابی بن کعب کی قراۃ میں اس سے آگے ہے "وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ" اور نبی ﷺ مسلمانوں کے باپ ہیں۔ اس سے بلا شبہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحیح العقیدہ مسلمان حضور ﷺ کی اولاد ہیں۔ کیونکہ جب آپ ﷺ ہمارے باپ ہوئے تو ہم آپ ﷺ کی اولاد ہوئے اور حضور ﷺ کے ساتھ یہ ہمارا رشتہ ایمانی وروحانی ہے جو اس قدر مضبوط و محکم ہے کہ آپ ﷺ پیدا ہوتے ہی ہمیں یاد فرمانے لگے اور شب معراج اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو ہمیں یاد فرمایا اور قبر شریف میں جلوہ گر ہوئے تو بھی ہمیں یاد فرمایا پھر ہماری قبروں میں تشریف لا کر ہماری خبر لیتے ہیں اور ہمیں تسکین و تسلی دیتے ہیں اور قیامت میں بھی اس وقت تک چین نہیں پائیں گے جب تک ہمیں جنت میں داخل نہ فرمائیں گے۔ (وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) جہاں نسبی باپ کام نہ آسکیں وہاں آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہمارے کام آکر رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ چنانچہ امام یحییٰ بن شرف نووی شرح مسلم میں درود بعد تشہد کی بحث میں لفظ آل کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْ آلِ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی اَقْوَالٍ اَظْھَرُھَا وَھُوَ اِخْتِیَارُ الْاَزْھَرِیِّ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَنَّھُمْ جَمِیْعُ الْاُمَّۃِ" (شرح صحیح مسلم نووی طبع دمشق ۱۲۴/۴)

یعنی لفظ آل کے بارے میں علماء کے کئی ایک مختلف اقوال ہیں ان میں سے زیادہ صحیح اور زیادہ وزنی یہ ہے کہ آل سے مراد حضور ﷺ کی تمام امت ہے۔

امام نوویؒ آگے چل کر لکھتے ہیں

"فَاِنَّ الْمُخْتَارَ فِی الْاٰلِ اَنَّھُمْ جَمِیْعُ الْاَتْبَاعِ"

(شرح مسلم ۱۲۶/۴)

کہ درود میں مذکور آل محمد کے بارے میں پسندیدہ قول یہ ہے کہ آل محمد آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے سب مسلمان ہیں۔

درود و سلام کیسا؟

علامہ قاضی بیضاویؒ "صَلُّوْا عَلَیْہِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" اور یوں کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ" اور "وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں "قُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کہ آپ اے نبی ﷺ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت.

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

امام قاضی بیضاوی کا "وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" کی تفسیر میں فرمانا کہ اس سے "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کہنا مراد ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" بھی صحیح ہے کیونکہ دونوں میں کلمہ خطاب ہے۔

خوب سلام بھیجو

خوب سلام بھیجو۔ سلام بھیجنے کا معنی ہے سلامتی کی دُعا کرنا۔

"تسلیما" مصدر مفعول مطلق تاکید کے لئے ہے۔ "سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"

اس کا معنی ہے خوب سلام بھیجو۔

سوال وجواب

اللہ تعالیٰ نے "سَلِّمُوْا" کے بعد "تَسْلِیْمًا" اِس کا مصدر لاکر اس کی تاکید فرمائی لیکن "صلوا" کی تاکید نہیں لائی گئی کیوں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف کی گئی ہے اِس کی تاکید کے لئے اِس قدر ہی کافی ہے مزید تاکید کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے برعکس چونکہ سلام کی نسبت اللہ اور فرشتوں کی طرف نہیں کی گئی تھی اِس لئے اس کی تاکید فرمائی گئی۔

دُرود و سلام کی شرعی حیثیت

کسی بھی مجلس میں آپ ﷺ کا ذکر کرنے اور سننے والے دونوں کے لیے رسول اللہ ﷺ پر ایک بار دُرود و سلام بھیجنا واجب اور ایک سے زیادہ بار مستحب ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک آخری التحیات میں تشہد کے بعد دُرود شریف پڑھنا سنت ہے اور شوافع کے نزدیک فرض ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اگر کوئی پہلی تشہد کے بعد بھول کر دُرود شریف پڑھ جائے تو اِس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب کے حوالہ سے طحطاوی اور بحر الرائق میں ہے کہ آپ کو حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ ﷺ نے بطور شکوہ امام صاحب سے فرمایا کہ تم نے پہلی التحیات میں بھول کر مجھ پر درود پڑھنے والے پر سجدہ سہو لازمی قرار دیا ہے۔ امام صاحب نے عرض کی میں نے اِس پر سجدہ سہو اس لئے لازم کیا کہ اس نے بھول کر کیوں پڑھا جان بوجھ کر پڑھنا چاہیے تھا آپ ﷺ نے امام صاحب کی اِس بات کو پسند فرمایا بلکہ امام محمد علیہ الرحمۃ نے تو درود شریف پڑھنے پر سجدہ سہو کرنے کو بُرا قرار دیا ہے۔ (الطحطاوی علی دُرّ المختار ۱ص ۳۱۱ و بحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۵) یہی وجہ ہے کہ کتب احناف میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ احتیاط اِسی میں ہے کہ دونوں تشہدوں میں درود شریف پڑھے (فتاوی در مختار مع الشامی ۷۰/۲) راقم کو یہ روایت بہت پسند ہے کیونکہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں دوبار درود عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے بلکہ صاحبینؒ (امام محمد و امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہما) امام صاحب کے دو شاگردوں کا فتویٰ ہے کہ تشہد اولیٰ کے بعد درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا کیونکہ سجدہ تو نقصان کی تلافی کے لئے واجب ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا تو نقصان نہیں ہے تو پھر سجدہ سہو کس لئے؟ (بدائع الصنائع ۱۶۴/۱) بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے خواب کے واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ اگر کوئی تشہد کے بعد عمداً درود شریف پڑھے تو پھر سجدہ سہو نہیں ہوگا لیکن ذوق کی بات تو یہ ہے کہ تشہد اولیٰ (پہلی التحیات) کے بعد درود شریف پڑھنے والے پر سجدہ سہو نہیں ہونا چاہئے۔ اور یہی صاحبینؒ کا قول ہے۔ اور ہمارے بعض

فقہاء احناف نے صاحبین کے ہی قول کو اختیار کرتے ہوئے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ قہستانیہ المعروف جامع الرموز میں ہے "وَبِهٖ اَفْتٰی بَعْضُ اَهْلِ زَمَانِنَا كَمَا فِی الرَّوْضَةِ" (ج ا ص ۲۳۱) کہ ہمارے زمانے کے بعض علماء احناف نے صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ اَلرَّوْضَةُ فِیْ فُرُوْعِ الْحَنَفِیَّةِ لِلْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عُمَرَ النَّاطِفِیْ الطِّبْرِیْ الْحَنَفِیْ مُتوفیٰ ۴۴۶ھ میں ہے (کشف الظنون ۲/ ۴۰ او معجم المؤلفین)

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا سوال

ایک حدیث میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت درود نازل ہوئی۔

(ترجمہ) "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم (بھی) اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو" تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہم نے آپ ﷺ پر سلام بھیجنا جان لیا تو آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟

حضور ﷺ کا جواب درود ابراہیمی

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا:۔ یوں کہو

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

(۲) دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔اس میں بھی یہی سوال ہے اور جواب میں وہی درود مگر آخر میں اس قدر زیادہ ہے "وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ آلَ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(۳) تیسری حدیث میں ہے کہ انکے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(۴) چوتھی حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(۵) پانچویں حدیث میں فرمایا جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ جب ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو سب سے زیادہ پورے پیمانہ کے ساتھ ماپے یعنی سب سے زیادہ ثواب حاصل کرے وہ یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۶) چھٹی حدیث میں یوں کہنے کا ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۷) ساتویں حدیث میں ہے کہ آپ نے جواباً یوں کہنے کا ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ (الی آخرہ)

ان تمام حدیثوں کو ان مآخذ و مراجع (اصلی کتب) کے حوالوں اور سندوں کے ساتھ نویں صدی ہجری کے مجدد دین و ملت امام حافظ جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی بے مثل تفسیر الدُّرالمنثور کی جلد ۵ ص ۲۱۶/۲۱۷ پر نقل فرمایا ہے۔

ان سب حدیثوں میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا ہمیں آپ ﷺ نے اپنی ذات مبارکہ پر سلام بھیجنا تو بتا دیا اب

دُرود بھیجنے کا بھی فرمایئے کہ ہم آپ ﷺ پر کیسے دُرود بھیجیں، جس کے جواب میں آپ ﷺ نے دُرود ابراہیمی پڑھنے کا فرمایا جس کے الفاظ حضور ﷺ نے متعین بھی فرمائے بلکہ سات قسم کے مختلف الفاظ والے دُرود ارشاد فرمائے لہٰذا اس میں کسی ایک دُرود کو متعین کر کے کہنا کہ اس کا پڑھنا افضل ہے بلا دلیل ہے ہاں ہیں سب دُرود ابراہیمی۔ البتہ پانچویں نمبر کے دُرود میں فرمایا کہ جو ثواب سب سے زیادہ پورا پیمانہ حاصل کرنا چاہے تو وہ یہ پڑھے جس سے ان ساتوں دُرودوں میں سے اس کی فضیلت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

دُرود ابراہیمی نماز کے ساتھ مخصوص ہے

ہماری مدلل تحقیق یہ ہے کہ دُرود ابراہیمی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اور اسکے بارے میں یہ کہنا کہ نماز سے باہر بھی اسی کا پڑھنا افضل ہے۔ درج ذیل وجوہ کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔

(۱) ایک یہ کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سوال یہ تھا کہ ہمیں آپ ﷺ پر سلام بھیجنا تو معلوم ہو گیا اب فرمایئے کہ دُرود کیسے بھیجیں تو انہیں جو سلام بھیجنا سکھایا گیا تھا وہ نماز میں پڑھی جانے والے تشہد کا سلام یعنی "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" تھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ ہمیں تشہد ایسے سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے اور تشہد میں سلام عرض کرنے کا حکم فرمایا اور اس کے الفاظ تعلیم فرمائے جو ہم پڑھتے ہیں۔

(۲) دُوسری یہ کہ اِس تشہد نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے سیکھنے کا ذکر کر کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پوچھنا کہ ہم آپ ﷺ پر دُرود کیسے بھیجیں اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ وہ نماز میں ہی دُرود پڑھنے کی کیفیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔

(۳) تیسری یہ کہ محدثین اِن حدیثوں کو جن میں دُرود ابراہیمی ہے کتاب الصلوٰۃ کے باب تشہد میں لاتے ہیں۔

(۴) چوتھی یہ کہ دُرود ابراہیمی نماز میں تو کامل بھی ہے اور افضل بھی ہے مگر نماز سے باہر چونکہ دُرود کامل نہیں رہتا اس لئے اِسے افضل بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کامل اس لئے نہیں رہتا کہ قرآن میں تو دُرود اور سلام دونوں کے بھیجنے کا حکم ہے۔ جبکہ دُرود ابراہیمی میں صلوٰۃ (دُرود) تو ہے مگر سلام نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی نکتہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ہمیں تشہد میں سلام بھیجنا سکھایا گیا ہے اور دُرود نہیں سکھایا گیا ہے دُرود کا پوچھتے ہوئے سلام نماز کا بھی ذکر کر دیا تاکہ واضح ہو جائے کہ وہ نماز میں پڑھنے کے لئے دُرود پوچھتے ہیں لہٰذا انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں نماز کا سلام تو سکھادیا اب نماز کا دُرود سکھادیں۔

(۵) پانچویں یہ کہ بعض حدیثوں میں یہ صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ صحابہ کرام نے نماز میں ہی دُرود پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔ چنانچہ امام الائمہ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خذیمہ السلمی النیشاپوری علیہ الرحمتہ متوفی ۳۱۱ھ اپنی صحیح میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے

بیٹھ گیا اور ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اس نے عرض کی

(۱) "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ؟ قَالَ فَصُمْتُ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْاَلْہُ ثُمَّ "قَالَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

(صحیح ابن خذیمہ ۱/۳۵۲)

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول آپ ﷺ پر سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا تو جب ہم اپنی نمازوں میں آپ ﷺ پر درود بھیجیں تو کیسے بھیجیں' آپ ﷺ پر اللہ کا درود ہو؟ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ہمیں یہ بات پسند آنے لگی کہ اس کو یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھر آپ ﷺ بولے کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ تا آخر درود ابراھیمی۔

اس حدیث میں یہ جملہ فی "صلوتنا" کہ ہم اپنی نمازوں میں آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں۔ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ درود ابراھیمی نماز کا ہی درود ہے۔

(۲) اسی حدیث کو امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشا

پوری علیہ الرحمۃ م ۴۰۵ھ نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا اس میں بھی وہی الفاظ ہیں کہ جب ہم نماز میں آپ ﷺ پر درُود پڑھیں تو کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے یہی درُود ابراھیمی ارشاد فرمایا۔ امام حاکم نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ روایت کرنے کے بعد فرمایا۔

ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم (المستدرک علی الشیخین ۱/۲۶۸)

(ترجمہ) یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

اس دوسری حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ درُود ابراھیمی کا تعلق نماز کے ساتھ ہے اس کا اگرچہ نماز سے باہر پڑھنا بھی جائز ہے مگر افضل نہیں کہہ سکتے کیونکہ نماز میں تو اس سے پہلے التحیات میں سلام پڑھا جاتا ہے مگر باہر اس کے ساتھ سلام نہیں لھذا یہ نماز سے باہر نامکمل بھی ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ صلوٰۃ اور سلام دونوں پڑھو۔

(۳) تیسری حدیث میں ہے جسے امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت امام ابن اسحاق نے حدیث بیان کی کہ جب مسلمان نماز میں حضور ﷺ پر درُود پڑھے تو یہی درُود ابراھیمی پڑھے۔

(المستدرک للحاکم ۱/۲۶۸)

(۴) چوتھی حدیث جسے امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اِذَا تَشَھَّدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ

ارْحَمْ مُحَمَّداوآل مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی نماز میں التحیات پڑھے تو درود یوں پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى (تا آخر درود ابراہیم مذکورہ بالا) (المستدرک للحاکم ۱/۲۶۹)

اِس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ درود ابراہیمی نماز کا درود ہے۔

(۵) پانچویں حدیث جسے امام المحدثین حافظ امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ متوفی ۴۵۸ھ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنی نماز میں درود پڑھے تو درود ابراہیمی ہی پڑھے۔ (بیہقی شریف ۲/۱۴۷)

(۶) چھٹی حدیث ابو مسعود عقبہ بن عمرو سے انہیں مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ اسی بیہقی میں یہ حدیث مروی ہے اس میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ جب ہم نماز میں آپ ﷺ پر درود پڑھیں تو کیسے پڑھیں آپ ﷺ نے یہی درود ابراہیمی ارشاد فرمایا۔ (سنن کبریٰ بیہقی شریف ۲/۱۴۷)

(۷) ساتویں حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی اسی سنن کبریٰ میں اسی صحابی حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں آپ ﷺ پر سلام بھیجنا تو معلوم ہو گیا مگر جب ہم نماز میں آپ ﷺ پر درود بھیجیں تو کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں یہی درود ابراہیمی ارشاد فرمایا اس کے بعد امام بیہقی علیہ

الرحمۃ فرماتے ہیں "هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ بِذِكْرِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَوَاتِ ۔ (سنن کبریٰ امام البیہقی ج ۲/ ۱۴۷) کہ یہ حدیث نمازوں میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بیان میں صحیح ہے۔اِس سے ثابت ہوا کہ یہ بات آئمہ کے نزدیک بھی صحیح ہے کہ درود ابراہیمی نمازوں میں حضور ﷺ پر درود بھیجنے کے سلسلے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

غور طلب بات

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب دُرود شریف پڑھنا ہو تو دُرود ابراہیمی ہی پڑھو اور دُرود نہ پڑھو وہ اِن تمام حدیثوں پر غور فرمائیں یہ بات اُن کے لیے نہایت ہی غور طلب ہے۔اور تعصب کو چھوڑ دیں ہم نے سات حدیثیں پیش کی ہیں جن میں واضح مذکور ہے کہ یہ دُرود ابراہیمی نماز سے ہی متعلق ہے اور ثقہ راویوں کا یہ نماز میں پڑھنے کا اضافہ وزیادتی بلا شبہ مقبول و معمول ہے اِسی لئے محدثین اِس دُرود ابراہیمی کو نماز کے باب میں ہی ذکر کرتے ہیں۔

علامہ شوکانی علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۵ھ لکھتے ہیں

" فَيُفِيْدُ ذٰلِكَ اَنَّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظَ الْمَرْوِيَّةَ مُخْتَصَّةٌ بِالصَّلٰوةِ وَاَمَّا خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَيَحْصُلُ الْاِمْتِثَالُ بِمَا يُفِيْدُهٗ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ "الخ. فَاِذَا قَالَ

الْقَائِلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ فَقَدِ امْتَثَلَ الْاَمْرَ الْقُرْآنِیَّ

(تحفة الذاکرین ۱۳۲)

(ترجمہ) اس سے ثابت ہوا کہ درود ابراہیمی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اور نماز سے باہر اللہ کے فرمان "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ" کی تعمیل کسی بھی درود سے ہو جائے گی لہٰذا جب کہنے والے نے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کہا تو اس نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔ ثابت ہوا کہ نماز میں درود ابراہیم پڑھا جائے اور نماز سے باہر وہ درود پڑھا جائے جس میں سلام بھی ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درود

چونکہ درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے' اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ درود ابراہیمی پڑھنے کے بعد کہتے تھے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَرِضْوَانُ اللّٰهِ"

(ملاحظہ ہو "اَلصِّلَاتُ وَالْبُشَرُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی خَيْرِ الْبَشَرِ" مؤلفہ امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ ص ۱۰۳) لہٰذا نماز سے باہر درود ابراہیمی پڑھنا ہو تو سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے طریقہ کے مطابق آخر میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَرِضْوَانُ اللّٰهِ" پڑھ کر سلام کی کمی کو پورا کر لیا کریں۔

امام ابوالمواھب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں درود کامل سکھایا

ہماری اس بات کی تائید کہ درودِ ابراہیمی میں سلام کی کمی ہے جو تشہد میں پڑھے گئے سلام کے ساتھ مل کر پوری ہو جاتی ہے اور اگر نماز سے باہر درودِ ابراہیمی پڑھنا ہو تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق عمل کریں کہ آخر میں پڑھیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ وَرِضْوَانُ اللّٰہِ" یا صرف "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" امام ابوالمواہب کے اِس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جسے سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ

"عارف باللہ امام ابوالمواہب شاذلیؒ دن میں ایک ہزار بار اور رات کو ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" اور ایک ہزار کی تعداد پوری کرنے کے لئے بعض اوقات جلدی جلدی پڑھا کرتے تھے نبی کریم ﷺ خواب میں ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے" درود ٹھہر ٹھہر کر اور سنوار سنوار کر پڑھو اگر کبھی وقت تنگ ہو جائے تو پھر جلدی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں" (یہ نصیحت) بہتری کی بنا پر ہے ورنہ جس طرح بھی درود شریف پڑھو درست ہے اور سب سے پہلے درودِ کامل پڑھا کریں پھر اپنا (مقررہ) درود شریف کا وظیفہ شروع کیا کریں خواہ ایک بار ہی (درودِ کامل) پڑھ لیا کریں اسی طرح پھر آخر میں ایک بار درودِ کامل پڑھ لیا کریں۔

درود کامل

پھر فرمایا کہ درود کامل یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ علیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ علیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ''

امام ابوالمواہب فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے پیر و مرشد ابو سعید صفوریؒ مجھ پر یہ درود کامل پڑھتے ہیں اور بہت پڑھتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ جب درود شریف کا وظیفہ پڑھ لیا کریں تو اس کے آخر میں اللہ کی حمد بھی کیا کریں (الطبقات الکبریٰ ۲/۷۳ و سعادۃ الدارین ۵۷) راقم محمد (معروف بنام) غلام سرور قادری عرض کرتا ہے کہ یہ جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وظیفہ درود کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کریں اس سلسلہ میں آخر میں سورۂ فاتحہ پڑھ لیناہی کافی ہے کیونکہ اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے آخر میں دعا ہے۔

الحمد للہ ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا کہ درود ابراہیمی کا تعلق نماز کے ساتھ ہے اگر اسے نماز سے باہر پڑھنا ہو تو سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت امام ابوالمواہب شاذلی کے لئے رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق اس

کے آخر میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه"

پڑھیں۔ اور یہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا ہوا بھی ہے جیسا کہ دُرود ابراہیمی۔ لہٰذا دونوں کا

پڑھنا اگرچہ الگ الگ جائز۔ ہے تاہم افضل دونوں کا اکٹھے پڑھنا ہے جیسا کہ

"التحیات" میں یا حضور ﷺ کے بتائے ہوئے دُرود کامل میں۔

سلام نماز

اور یہ بھی مسلم ہے کہ نبی ﷺ نے جیسے نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کا ارشاد فرمایا ایسے ہی آپ ﷺ نے امت کو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ نماز میں تشہد کے اندر آپ پر سلام بھیجا کریں۔ اور یہ سلام تو پہلے ہی بتا چکے تھے' کیونکہ تشہد کی تعلیم پہلے دی جا چکی تھی پھر دُرود پڑھنے کا حکم ہوا تھا تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے اس کی کیفیت پوچھی آپ نے ارشاد فرمادی۔

دُرود ابراہیمی میں تشہد پر اعتراض اور اس کے جوابات

یہاں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ دُرود ابراہیمی میں "کما" حرف تشبیہ ہے' ماقبل (اس سے پہلے) دُرود مصطفیٰ ﷺ جو مطلوب ہے۔ مشبہ ہے اور اس کے بعد مذکورہ دُرود ابراہیم علیہ السلام مشبہ بہ ہے اور قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے افضل ہوتا ہے لہٰذا لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ابراہیم وآل ابراہیم علیہ السلام پر

درود بھیجا وہ اس درود سے افضل ہو جو حضور ﷺ اور آپ کی آل پر پڑھنے کی ہم دعا کرتے ہیں۔ اس کے کئی ایک جوابات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں تشبیہ اصل درود کے ساتھ ہے لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درود ابراہیمی سے افضل ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اس کے برعکس درود مصطفیٰ ﷺ درود ابراہیم سے افضل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں تو آپ ﷺ کا درود جو آپ ﷺ کی شان کے لائق ہوگا وہ ضرور درود ابراہیم سے افضل و اعلیٰ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے کسی بھی بندے کو جو تحفہ دے وہ کم از کم اس کی شان کے لائق ضرور ہو۔

مقام مصطفیٰ ﷺ

اور مقام مصطفیٰ ﷺ یہ ہے "اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ"

ترجمہ:۔ میں تمام اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑے مرتبہ والا ہوں۔

تو جو اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کے لئے درود و سلام کا تحفہ ہوتا ہے وہ بھی تمام تحائف انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے بہتر سب سے افضل اور سب سے بڑے مرتبہ والا ہوتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" الگ جملہ ہے اور "وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ" سے آخر تک الگ جملہ ہے اور "وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"

سے پہلے لفظ "صل" مقدر ہے اور تقدیر عبارت یوں ہوگی "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ الخ" تو درود ابراہیمی کی تشبیہ آل محمد ﷺ کے درود سے ہوگی ذات محمد ﷺ کے درود سے نہیں (شرح مسلم نووی ۱۲۵/۴ طبع دمشق)

درود میں تخصیص ابراہیم علیہ السلام کی وجہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص کیوں فرمائی؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا کسی بھی پیغمبر کے لئے برکت اور رحمت کو جمع نہیں فرمایا' صرف اور صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جمع فرمایا چنانچہ سورۂ ھود میں ہے۔

"رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

ترجمہ! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اہل بیت بے شک اللہ سراہا ہوا اور بلند شان والا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا کمال فہم

قارئین! نبی کریم ﷺ کا کمال فہم بھی دیکھئے کہ آپ ﷺ نے درود میں حضرت ابراہیم کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اللہ نے اپنی رحمت اور برکتوں

کو سورۂ ہود میں ان کے لیے جمع فرمایا جب کہ کسی پیغمبر کے لئے جمع نہیں فرمایا۔
پھر ابراہیم علیہ السلام کے لئے سورۂ ہود میں جو رحمت اور برکات کا بیان ہوا' آپ نے اسے نماز کے تشہد کے اندر سلام کے ساتھ ملا دیا اور اس کے آخر میں اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کو درُود ابراہیم کے اندر بہ صیغہء خطاب "اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" کی صورت میں رکھ دیا۔ اس کے علاوہ رحمت و برکات آیت ہود میں پہلے تھے اور "اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" بعد میں یہاں بھی آپ نے وہی ترتیب قائم رکھی' بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی " (سورۂ النجم)

(ترجمہ) اور نبی ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ان کا بول تو اللہ کی وحی ہے جو انہیں کی جاتی ہے کا ہی کرشمہ ہے۔
ہمارے شیخ الشیخ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اسے یوں بیان فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام نبیوں سے افضل ہیں اس لئے آپ نے درود میں ان کی تخصیص فرمائی۔

حضور ﷺ پر سلام کیسے بھیجیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم کہتے ''سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے (یعنی اس کے بندوں پر سلام سے پہلے اللہ پر سلام) سلام ہو جبرئیل علیہ السلام پر سلام ہو میکائیل پر سلام ہو فلاں پر (یعنی التحیات کی تعلیم سے پہلے اس طرح کہتے تھے تو (ایک بار ایسا ہوا کہ) جب نبی کریم ﷺ (سلام پھیر کر) نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا یوں نہ کہو 'اللہ پر سلام' کیونکہ اللہ تو خود سلام (سلامتی دینے والا ہے) تو جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یوں کہے۔

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ''

(ترجمہ) میری تمام قولی عبادتیں اللہ کے لئے اور میری بدنی عبادتیں اور میری مالی عبادتیں سب اللہ کے لئے ہیں۔ اے اللہ کے نبی آپ ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں' (آپ کے طفیل) ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر (بھی)۔

حضور ﷺ نے فرمایا جب بندہ نے نماز میں یہ کہا تو وہ (یعنی اس کا ثواب واجر و برکت اور اس کا فائدہ) آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے کو پہنچ گیا (پھر فرمایا کہ اس کے بعد کہنا چاہئے)

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ

وَرَسُوْلُهٗ"

(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ (بھیجے ہوئے) ہیں۔

پھر فرمایا کہ (درود ابراہیمی جو اپنے تمام الفاظ کے ساتھ آگے آتا ہے کے بعد) بندے کو جو دعا پسند ہو وہ دعا مانگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اسے صاحب مشکوٰۃ نے بھی مشکوٰۃ کی کتاب الصلوٰۃ میں نقل فرمایا ہے۔

سلام کی اہمیت

اس سلام "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کی اہمیت یہ ہے کہ یہ اس التحیات کا اہم حصہ ہے جس کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ" (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) "رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد (التحیات) ایسے سکھاتے تھے جیسے ہمیں قران سے سورت سکھاتے" اور اسی التحیات میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" بھی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جیسے آپ نے نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم

دی ایسے ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تاکید کے ساتھ قرآن کی سورت کی تعلیم کی طرح "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کی تعلیم دی۔

سلام و درود ابراہیمی

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ عرض کرنا کہ ہم نے آپ ﷺ پر سلام کو جان لیا' اب آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں' دونوں کا تعلق نماز سے ہے۔ جیسا کہ گزرا نیز امام بیہقی علیہ الرحمۃ بھی ارشاد فرماتے ہیں "وَقَوْلُهٗ فِي الْحَدِيْثِ "قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ" اِشَارَةٌ اِلَى السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّشَهُّدِ فَقَوْلُهٗ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ ايضا يَكُوْنُ الْمُرَادُ بِهٖ فِي الْقُعُوْدِ التَّشَهُّدُ"

(ترجمہ) حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم نے جان لیا کہ آپ ﷺ پر سلام کیسے پڑھیں اشارہ ہے نماز میں پڑھے جانے والے "السلام عليك ايهاالنبي ورحمة الله وبركاته" کی طرف اور صحابہ کا سوال کرنا ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں اس سے بھی مراد تشہد کے لئے قعدہ کرنے میں درود پڑھنا ہے۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ۱۴۷/۲)

علماء سے ایک سوال

اب ہمیں ان علماء سے سوال کرنا ہے جو نماز سے باہر درود ابراہیم پڑھنے

کو اس لئے افضل کہتے اور لوگوں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب و تلقین فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے تو وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" نماز سے باہر کیوں نہیں پڑھتے۔ ان کو چاہئے کہ وہ نماز سے باہر درود ابراہیمی کی طرح یہ تشہد والا سلام ہی پڑھا کریں۔

جناب جسٹس مفتی تقی عثمانی کا حوالہ صحیح نہیں نکلا

میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ جناب محترم جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنے کتابچہ "درود شریف ایک اہم عبادت" کے صفحہ ۲۳ (مطبوعہ میمن اسلامک پبلیشرز لیاقت آباد کراچی) پر لکھا ہے بعینہ ان کی عبارت یہ ہے جس کا عنوان ہے۔

"میں خود درود سنتا ہوں" اسی عنوان کے نیچے لکھتے ہیں۔

"ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میرا کوئی امتی دور سے میرے اوپر دُرود بھیجتا ہے تو اس وقت فرشتوں کے ذریعے وہ دُرود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے اور جب کوئی امتی میری قبر پر آکر دُرود بھیجتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" اس وقت میں خود اس کے دُرود و سلام کو سنتا ہوں" (کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۶۵) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قبر میں ایک خاص قسم کی حیات عطا فرمائی ہوئی ہے اس لئے وہ سلام آپ خود سنتے ہیں، اور اسی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ جب آپ کی قبر پر جا کر درود بھیجے تو یہ الفاظ کہے

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

اور جب دور سے دُرود شریف بھیجے تو اس وقت دُرود ابراہیمی پڑھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط طور پر بات منسوب کرنا

جناب محترم جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب 'ایک صاحب علم بزرگ ہیں ان کی خدمت میں مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط طور پر بات کو منسوب کرنا نہ صرف سخت گناہ بلکہ اس پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ جناب نے اپنے مذکورہ کتابچہ میں جس حدیث نمبر ۲۱۶۵ کا حوالہ دیا ہے اور اپنے طور پر ثابت کیا ہے کہ اس حدیث کی رو سے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یارسول اللہ" صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر پڑھا جائے اس حدیث میں ہرگز ہرگز یہ بات نہیں ہے وہ حدیث قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں یہ ہے'

"مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ" (ھب عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ" (کنز العمال ۱/۴۹۲ حدیث نمبر ۲۱۶۵)

(ترجمہ) "جو میری قبرِ انور پر مجھ پر دُرود بھیجے میں اسے سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے دُرود بھیجے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے"۔ اس حدیث میں وہ بات نہیں جو عثمانی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرمائی ہے۔

قارئین علماء دیوبند جن کو شیخ الاسلام کے خطاب سے یاد فرماتے ہیں 'جناب محترم جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب جو کرسی وعدل وانصاف پر جلوہ

افروز ہیں اور افتاء کے عظیم منصب شریف پر فائز ہیں کا انصاف اور ان کی منصب افتاء پر فائز ہونے کی ذمہ داری کا احساس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

قارئین! ہمارے کرم فرماؤں علماء دیوبند کے اپنے مسلک وفکر کو ثابت کرنے کے انداز وطریقے کو نوٹ فرمالیں کہ ان کرم فرماؤں کا شروع ہی سے یہی طریقہ چلا آرہا ہے جس کا علماء اہلسنت ہمیشہ سے شکوہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا عثمانی صاحب کا یہ فرمانا کہ

"اور اسی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ جب کوئی آپ کی قبر پر جاکر درود بھیجے تو یہ الفاظ کہے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" اور جب دُور سے درود بھیجے تو اس وقت درود ابراہیمی پڑھے" (ص ۲۳) بھی غلط ٹھہرا۔

عثمانی صاحب سے سوال

ہم جناب محترم عثمانی صاحب کی خدمت میں مودبانہ سوال کرنے کی جسارت کرتے ہیں کہ جناب براہ نوازش ان علماء کرام کے اسماء گرامی بتائیں جنہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی' ان کی ان کتابوں کے جلد وصفحات بھی ارشاد فرمائیں جن میں انہوں نے یہ لکھا۔ لیکن یہ خیال شریف میں رہے کہ یہ آپ کے علماء دیوبند نہ ہوں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کے سوا کسی نے بھی یہ نہیں کہابلکہ چودہ سو سال سے تمام اہل اسلام اسے جائز سمجھتے بلکہ پڑھتے چلے آرہے ہیں کسی نے بھی کبھی اس سے منع نہیں کیا اور کیوں کرتے جبکہ نماز میں

التحیات پڑھتے ہوئے "اَلسَّلامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" پڑھتے چلے آرہے ہیں کوئی سر پھرا ہی ہو سکتا ہے جو اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنے پر ایسی شرط لگائے گا کہ یہ درود روضہ انور پر جاکر پڑھو دور سے نہ پڑھو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہابیوں کے سوا کسی نے بھی اس درود سے منع نہیں کیا اگر کسی نے منع کیا ہو تو اس کا ثبوت دیجئے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اُن سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

علماء دیوبند کے مرشد

ہمیں اپنے کرم فرما محترم جناب جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی (بالقابہ) کی اس کرم فرمائی پر جہاں تعجب ہو رہا ہے کہ جناب نے حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے قارئین کو مغالطہ میں ڈالا وہاں اس بات پر بھی ہمیں حیرت ہو رہی ہے کہ جناب اپنے اکابر علماء دیوبند کے پیرو مرشد کے فرمان کو بھی بھول گئے یہ حضرت علماء دیوبند کے مرشد اور ان کے اعلیٰ حضرت جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ ہیں جنہیں علماء دیوبند کے قطب عالم علامہ حاجی رشید گنگوہی صاحب اور ان کے حکیم الامۃ علامہ حاجی قاری اشرف علی تھانوی صاحب "اعلحضرت" کے لقب سے یاد فرماتے تھے بلکہ تھانوی لکھتے ہیں "شیخ العلماء سید العرفاء حجۃ اللہ فی زمانہ وآیۃ اللہ فی اوانہ اعلحضرت مرشدنا وہادینا الحاج شاہ محمد امداد اللہ قدس سرہ العزیز علیہ الرحمۃ (امداد المشتاق صفحہ ۲)

یہی حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں"

(۶۵) فرمایا" اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" بہ صیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام (اعتراض) کرتے ہیں یہ اتصال (تعلق) معنوی پر مبنی ہے "للہ الخلق و الامر عالم امر مقیدبجہت وطرف وقرب وبعد وغیرہ" نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

(شمائم الامدادیہ ص ۵۲ وامداد المشتاق ص ۵۹)

حضرات علماء دیوبند کے اکابر کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے فیصلہ فرمادیا کہ " اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" پڑھنا جائز ہے قریب سے بھی اور دور سے بھی اور یہ کہ ہمارے لئے تو قریبی اور دوری کا معاملہ ضرور ہے مگر آقائے دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آگے قُرب اور بُعد دونوں برابر ہیں کیونکہ آپ ﷺ عالم خلق سے ترقی فرماکر عالم امر میں جلوہ افروز ہیں۔

معجزات وکرامات کا تعلق کس عالم سے ہے؟

واضح ہو کہ قُرب اور بُعد کا تعلق عالم خلق کے ساتھ ہے عالم امر کے ساتھ نہیں ہے دور سے ایسے سننا جیسے قریب سے اور دور سے ایسے دیکھنا جیسے قریب سے اسی طرح دور سے ایسے پکڑلینا جیسے قریب سے اور دور کا فاصلہ اس قدر جلدی اور تھوڑی مدت میں ایسے طے کرلینا جیسے قریب کا فاصلہ طے کرلینا وغیرہ وغیرہ یہ سب عالم امر کے کمالات ہیں جو اللہ تعالی کی مقبول ومحبوب ہستیوں [illegible] ولیوں سے کسی ظاہری سبب کے بغیر ظاہر ہوتے ہیں اور ہوتے

رہیں گے یہ معجزات اور کرامات ہیں ان معجزوں اور کرامتوں کا تعلق عالم خلق
سے نہیں عالم امر سے ہے چونکہ اللہ کے نبی اور ولی دنیا میں ہیں اگرچہ نبوت کا
سلسلہ ختم ہے تاہم اولیاء قیامت تک آتے ہی رہیں گے اس لئے ان کے واسطے
سے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہے گا' انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اگرچہ اس دنیا
میں ہوتے ہیں مگر یہاں پر ہوتے ہوئے روحانی اور باطنی اعتبار سے ان کا تعلق عالم
امر سے ہوتا ہے گویا ان کا وجود دنیا میں عالم امر کے کمالات کا مظہر ہوتا ہے جس
شخص پر جس قدر دنیاویت کا غلبہ ہوگا وہ اسی قدر عالم امر کے کمالات سے دور ہوگا
اور جس شخص پر جس قدر روحانیت کا غلبہ ہوگا وہ اسی قدر عالم امر کے قریب ہوگا
اور (نبی ہونے کی صورت میں) اس سے معجزات اور (ولی ہونے کی صورت میں
اس سے) کرامات کا ظہور ہوگا۔

اور یاد رہے کہ کسی بزرگ سے ظاہری کرامات کا ظہور نہ ہونا اس کے
روحانیت سے خالی اور عالم امر سے دور ہونے کی دلیل نہیں۔ اگر تاریخ کا مطالعہ
کیا جائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین جن سے کرامات کا ظہور ہوا
اُن سے تعداد میں بہت کم ہیں جن سے کرامات کا ظہور نہیں ہوا حالانکہ تمام
صحابہ کرام' اللہ تعالیٰ کے اولیاء بلکہ اولیاء اللہ کے بھی سردار ہیں اس طرح سیدنا
غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اس قدر کرامات کا ظہور ہوا کہ اس قدر کرامات تو
کسی صحابی سے بھی ظاہر نہیں ہوئیں تو اس سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ آپ کا
درجہ صحابہ کرام سے بڑھ گیا یا برابر ہوگیا اللہ کے ہاں کسی کے بڑے درجہ والے
ہونے کا تعلق کرامات کے ظہور یا عدم ظہور سے نہیں بلکہ کثرت ثواب سے
ہے۔ اور کثرت ثواب میں ساری امت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین سب سے آگے ہیں مگر کرامات کا ظہور ان سے اس قدر کثرت سے نہیں ہوا جس قدر بعد والے اولیاء امت سے ہوا لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی شخص کا اللہ کے ہاں بڑے درجہ والے ہونے کا دارومدار ظاہری کرامتوں پر نہیں ہے۔

فضیلت علم

اور کثرت ثواب کا تعلق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے بعد کثرت علم وتقویٰ سے ہے صحابی کے بلند ترین درجہ کی واحد اور اولین وجہ نبی کریم ﷺ کی صحبت شریفہ ہے جس کے برابر کوئی نیکی نہیں اور نہ ثواب ہے البتہ ان کے بعد امت کے افراد کے درمیان بڑے درجہ یا کثرت ثواب کا تعلق کثرت علم وتقویٰ کے ساتھ ہے جس کا علم وتقویٰ بڑا ہوگا اور جس قدر بڑا ہوگا وہ دوسروں کے مقابلہ میں اسی قدر بڑے درجہ والا ہوگا خواہ اس سے کسی کرامت کا بالکل ظہور ہی نہ ہوا ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ" (سورۃ الحجرات ۱۳)

(ترجمہ) بے شک تم میں اللہ کے ہاں سب سے بڑا درجہ اس کا ہے جو تم میں سے سب بڑا پرہیزگار ہے" اور یہ بات مسلم ہے کہ زیادہ پرہیزگار وہی ہو سکتا ہے جسے شریعت (قرآن وحدیث وفقہ) کا زیادہ علم ہوگا۔

عثمانی صاحب کی پیش کردہ دو حدیثوں کا جواب

جناب محترم عثمانی صاحب نے دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ دور سے پڑھا جانے والا درود خود نہیں سنتے بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

(۱) ایک وہ حدیث ہے جسے مشکوٰۃ میں نسائی اور دارمی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔

(ترجمہ) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر گھومتے پھرتے ہیں وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں"

ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ دُرود حضور ﷺ کی خدمت میں دُرود بھیجنے والے کا نام لے کر پہنچایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی امت میں سے فلاں بن فلاں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دُرود شریف کا یہ تحفہ بھیجا ہے۔

(۲) دوسری وہی حدیث جو ہم کنز العمال کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں جسے عثمانی صاحب نے نقل فرمایا اور جس کے ترجمہ میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا جس پر ہم پہلے کچھ عرض کر چکے ہیں اور مزید بھی کچھ عرض کریں گے' ان دونوں حدیثوں کا نمبر وار ترتیب کے ساتھ جواب عرض ہے۔

فرشتوں کا پہنچانا اور خود سننا دونوں صحیح ہیں

فرشتوں کا دُرود پہنچانا اور آپ ﷺ کا خود سننا دونوں باتیں صحیح ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں فرشتوں کے درود شریف پہنچانے سے

لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ براہ راست امت کا دُرود نہیں سنتے وہ غلط سمجھتے ہیں کیونکہ اگر ایسے ہوتا کہ فرشتوں کے پہنچانے سے آپ ﷺ کا براہ راست نہ سننا لازم آتا تو پھر درج ذیل حدیث سے بھی لازم آئے گا کہ آپ ﷺ قبر انور پر پڑھا جانے والا دُرود بھی نہیں سنتے وہ حدیث یہ ہے۔

فرشتہ موکل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کریگا جو اس کا درود مجھے پہنچائے گا۔

دُرود ہر مشکل کا حل

پھر فرمایا "وَكُفِيَ أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ" اور اس کی دنیا اور آخرت کے کام میں (اللہ کی طرف سے) کفایت کی جائے گی (جلاء الافہام ص ۱۶) یعنی درود شریف کی برکت سے اس کی ہر مشکل حل ہو گی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جیسے دور والوں کا درود فرشتے پہنچاتے ہیں ایسے ہی قریب والوں کا درود بھی فرشتے پہنچاتے ہیں۔

دوسری حدیث میں بھی ہے جو درج ذیل ہے۔

عجیب و غریب فرشتہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ فَلَیْسَ اَحَدٌ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلاَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ فَیُصَلِّی الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرًا“ (القول البدیع للامام السخاوی ۱۱۲)

(ترجمہ) بے شک اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کی تعداد کے برابر کان دیئے ہیں جب میں مروں گا وہ میری قبر انور پر کھڑا ہوگا تو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجے گا وہ درود بھیجنے والے اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا کہ اے محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔ (القول البدیع ۱۱۲)

امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون آیا ہے مگر اس میں اس قدر زائد ہے کہ وہ فرشتہ قیامت تک میری قبر انور پر کھڑا رہے گا اور اس طرح کہے گا کہ ”محمد ﷺ! فلاں فلاں نے آپ ﷺ پر اس طرح درود بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذمہ لیا ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں فرماتا ہے اگر وہ مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا تو اللہ اس پر زیادہ رحمتیں فرمائے گا۔ (القول البدیع ۱۱۲)

امام سخاوی معجم کبیر وغیرہ مختلف کتب حدیث کے حوالوں سے ان الفاظ سے ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں اس کے الفاظ اس طرح ہیں ”اِنَّ اللّٰہَ

وَكَّلَ بِقَبْرِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلَّا بَلَغَنِیْ بِاِسْمِہٖ وَاِسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ صَلٰوۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ عَشْرَ اَمْثَالِھَا وَاَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَعْطَانِیْ ذٰلِکَ" (القول البدیع ۱۱۲)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ (میرے وصال کے بعد) میری قبر پر ایک ایسا فرشتہ مقرر فرمائے گا جسے اس نے مخلوق کی تعداد کے برابر کان دیے ہیں تو جو شخص مجھ پر دُرود بھیجے گا وہ فرشتہ اُس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا کہ اے محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ علیہ السلام پر دُرود بھیجا ہے اور (ایک روایت میں اس قدر زائد ہے) کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے (اللہ) اِسی طرح اس پر دس رحمتیں فرمائے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ چیز دے دی (کہ اس پر دس رحمتیں فرمائے گا) اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ اس پر ستر رحمتیں فرمائے گا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس پڑھا جانے والا دُرود شریف بھی حضور ﷺ کی خدمت میں فرشتہ پیش کرتا ہے۔ اب اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں فرشتے کا دُرود پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ خود دُرود شریف کو نہیں سنتے تو ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوگا کہ آپ ﷺ قبر انور پر پڑھا جانے والا دُرود شریف بھی نہیں سنتے۔ حالانکہ محترم عثمانی صاحب تسلیم فرماتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے مذکورہ کتابچہ کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں کہ قبر انور پر پڑھا جانے والا دُرود حضور ﷺ خود سنتے

ہیں۔ اور آپ ﷺ کا فرمان گرامی بھی ہے۔

"مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ" جو میری قبر انور پر دُرود پڑھے میں اسے سنتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب قبر انور پر حاضر ہو کر دُرود شریف پڑھنے والوں کے دُرود قبر انور پر کھڑے فرشتے کے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرنے سے آپ ﷺ کا خود دُرود شریف کو نہ سننا لازم نہیں آتا تو دور سے دُرود شریف پڑھنے والوں کے دُرود شریف کو فرشتوں کے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے آپ ﷺ کا خود دُرود شریف کو نہ سننا کیسے لازم آتا ہے؟ یہ ہرگز لازم نہیں آتا جیسے اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال خود دیکھتا اور ہمارے اقوال خود سنتا ہے جبکہ فرشتے بھی ہمارے اعمال واقوال لکھتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا کر پیش کرتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی (ذمہ داری) ادا کرتے ہیں جس سے بندوں کے اعمال و اقوال کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار واقرار بھی۔

حضور ﷺ قریب اور دور کا دُرود برابر سنتے ہیں

بلاشبہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اُس کی بخشش اور اُس کے فضل وکرم سے دُرود پڑھنے والوں کا دُرود حضور ﷺ خود بھی سنتے ہیں اور قریب اور دور کا دُرود برابر سنتے ہیں اور اس کے باوجود فرشتوں کی بھی ڈیوٹی (ذمہ داری) ہے کہ وہ بھی دُرود شریف پڑھنے والوں کا دُرود شریف حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کریں اس میں دُرود شریف کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے اور حضرت محمد

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کا اظہار و اقرار بھی۔ بلاشبہ معنوی و روحانی ونورانی لحاظ سے حضور اکرم ﷺ ہم میں موجود ہیں۔ اس لئے آپ ہمارا درود سنتے ہیں اور ہمارے حال سے خوب واقف و باخبر ہیں۔

قرآنی دلائل

کہ

حضور ﷺ ہم میں موجود ہیں

ہمارا دُرود سنتے ہیں اور آپ ﷺ کے لئے قرب و بعد برابر ہے

کیونکہ آپ ہم میں روحانی طور پر موجود ہیں۔

قارئین زیر بحث مسئلہ کو قرآنی دلائل اور اُن کی تفاسیر کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل

قرآن کریم میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

"وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" اور رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ (ہیں اور) ہوں گے۔

فعل مضارع کی خاصیت

اس آیت میں لفظ "یَکُوْنُ" فعل مضارع ہے اور فعل مضارع کی خاصیت یا خصوصیت یہ ہے کہ اِس کی فعل حال اور فعل مستقبل دونوں پر دلالت ہوتی ہے کیونکہ یہ فعل حال اور فعل مستقبل دونوں میں مشترک ہے یا حال میں حقیقت اور مستقبل میں مجاز ہے۔

(ترجمہ) "کہ رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہوں" یعنی قیامت کے دن حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال واقوال کے بارے مین گواہی دیں گے۔ اور گواہی وہی دیتا ہے جس نے دیکھا ہو اور سُنا ہو۔

یہ سیدھی سی بات ہے، مگر منکرین کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟ تعصب مسلکی کی وجہ سے۔ تعصب چھوڑ دیں تو اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

مسلک شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

امام المحدثین فی زمانہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۴۰ھ اپنی تفسیر عزیزی میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

یعنی وباشد رسول شما ﷺ بر شما گواه زیرا که اومطلع است بنورنبوت برمرتبه ہر متدین بدین خود که در

کدام درجه از دین من رسیده وحقیقت ایمان او چیست وحجابی که بدان از ترقی محجوب مانده است کدام ست پس اومی شناسد گناہان شما را و درجات شمارا و درجات ایمان شمارا واعمال نیك وبدشمارا و اخلاص ونفاق شمارا الخ۔

(تفسیر عزیزی ۵۱۸/۱)

(ترجمہ) یعنی اور تمہارے رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ وہ اپنے نور نبوت کے ذریعے ہر مسلمان جو اپنے دین پر عمل کرتا ہے کے مقام ومرتبہ سے باخبر ہیں کہ وہ میرے دین میں کس درجہ میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور اس کی روحانی ترقی میں کون سا پردہ حائل ہے پس حضور ﷺ تمہارے گناہوں اور تمہارے درجوں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے نیک اور تمہارے برے عملوں اور تمہارے اخلاص ونفاق کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے "نور نبوت" کے ذریعے تمہارا سب کچھ جانتے پہچانتے ہیں اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ہمارا درود شریف بھی آپ ﷺ اسی نور نبوت کے ذریعے خود سنتے ہیں اس میں دور یا نزدیک کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کے لئے دونوں باتیں برابر ہیں۔

دوسری دلیل

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

(آیت ۴۵) وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (آیت ۴۶)

(الاحزاب ۳۳)

(ترجمہ) "اے نبی (غیب کی خبریں دینے والے) بے شک ہم نے تمہیں حاضر وناظر اور خوشخبری دینے اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے اور چمکا دینے والا چراغ بنا کر بھیجا"۔

شاہد کا معنی

شَاہِدًا "شُہُوْدٌ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی حاضر ہو کر دیکھنے کے ہیں اس لئے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے ترجمہ شریف کنزالایمان میں "شاھدا" کا یہی ترجمہ فرمایا ہے اور یہ ترجمہ بالکل صحیح ہے۔
علامہ امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۰۲ھ "المفردات فی غریب القرآن" میں لکھتے ہیں۔

"اَلشُّہُوْدُ وَالشَّہَادَۃُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاہَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ" (ص ۲۶۷)

(ترجمہ) شُہُوْد اور شَہَادَۃ "کسی چیز کو حاضر ہو کر دیکھنا خواہ آنکھ سے دیکھنا یا دل (کی آنکھ) سے دیکھنا۔

آگے چل کر امام راغب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اَلشَّہَادَۃُ قَوْلٌ صَادِرٌ" عَنْ عِلْمٍ حَصَلَ مُشَاہَدَۃِ بَصِیْرَۃٍ اَوْ بَصَرٍ"
یعنی شہادت (گواہی) اِس بات کو کہتے ہیں جو ایسے علم سے کہی جائے جو دل کی

آنکھ سے یا ظاہری آنکھ سے دیکھ کر حاصل ہوا ہو (ص۔ ۲۶۸) اِسی لئے نماز جنازہ کی دعا میں "شاھد" کا لفظ غائب کے مقابلہ میں لایا گیا چنانچہ دُعا کی جاتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا الخ (احمد و ابو داؤد و ترمذی وابنِ ماجہ مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

محدث و امام مکہ مکرمہ امام علی بن سلطان القاری رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۰۱۴ھ مذکورہ بالا دعائے نماز جنازہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شَاھِدِنَا" "اَیْ حَاضِرِنَا" یعنی "شَاھِدِنَا" کا معنی ہے حاضرنا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۴، ص ۱۶۱ طبع مکتبہ تجاریہ مکہ مکرمہ)۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شاھد کے معنی حاضر ہو کر ایک چیز کا مشاہدہ کرنے اور اُسے دیکھنے کے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جو علی الاطلاق "شاہدا" فرمایا جو "اَرْسَلْنٰکَ" کے مفعول بہ کاف ضمیر مخاطب سے حال واقع ہے۔

اِس کا معنی یوں ہوگا کہ ہم نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا آپ ﷺ کا حال اور آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ اپنی اُمت کے اعمال و اقوال واحوال کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں۔ پھر اِس حال میں کسی قسم کی کوئی قید و شرط بھی نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی ساری اُمت کے ہر عمل کو نُورِ نبوت کے ذریعے مشاہدہ فرماتے ہیں۔

مفعول کا حذف اس کے عموم کی دلیل ہے

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مفعول کا محذوف ہونا جبکہ اس کی تخصیص و تعیین کا کوئی قرینہ نہ ہو اس کے عموم کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

"اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ"۔ (صحیح البخاری کتاب العلم ۱۲۵/۱)

(ترجمہ) کہ میں تو بانٹنے والا ہی ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

قاسم اور یعطی دونوں کا مفعول محذوف ہے جس کا معنی ہوگا کہ میرا کام بانٹنا ہے اور اللہ کا کام دینا' ہے یعنی اللہ جو دیتا ہے میں مخلوق میں اس کو بانٹتا ہوں یعنی جو اللہ دیتا ہے وہ میرے ہی واسطہ سے دیتا ہے خواہ کسی کو اس واسطہ کا علم و یقین ہو یا نہ۔

چنانچہ امام محمد المہدی الفاسی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۱۰۹ھ مطالعہ المسرات شرح' دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں۔

وَالنَّبِیُّ ﷺ لَہٗ عَلَیْنَا مِنَ الْاَیَادِیْ الْعَظِیْمَۃِ وَالْمِنَنِ الْجَسِیْمَۃِ دِیْنًا وَدُنْیَا وَآخِرَۃً مَالَا یُحْصٰی وَاَنَّ کُلَّ خَیْرٍ نَالَتْہُ اُمَّتُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ فَاِنَّمَا نَالَتْہُ عَلٰی یَدِہٖ (مطالع المسرات ص ۳۱/۳۰)

(ترجمہ) اور ہم پر دین و دنیا و آخرت کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کے اس قدر بڑے بڑے احسان ہیں کہ جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا اور بے شک ہر وہ بھلائی جو آپ ﷺ کی امت کو پہنچی دنیا میں یا آخرت میں پہنچے گی وہ آپ ﷺ کے ہی ہاتھ مبارک کے ذریعے ہے اور ہوگی۔

پھر صورت "شَاھِدًا" قرآن کریم میں سے اس بات کی دوسری دلیل

ہے کہ آپ ﷺ کا امتی جو درود شریف پڑھتا ہے۔ وہ بھی امت کا ایک عمل ہے اور آپ امت کے اعمال کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں لہٰذا آپ ﷺ امت کا دُرود بھی خود سنتے ہیں جیسا کہ امت کے دوسرے اعمال کو نور نبوت سے ملاحظہ فرماتے ہیں جیسا کہ علماء کرام کی عبارات کے کچھ حوالے گذر چکے اور مزید آئیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل سورۃ فتح (پارہ نمبر ۲۰) میں ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (۸) لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (۹)

(ترجمہ) "(اے نبی ﷺ) بے شک ہم نے تمہیں حاضر و ناظر اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا (۹) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی خوب تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو"

اس میں کئی ایک باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(۲) دوم یہ کہ آپ ﷺ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں (جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں)

(۳) سوم یہ کہ آپ ﷺ ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے

ہیں۔

(۴) چہارم یہ کہ آپ ﷺ منکرین کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

(۵) پنجم یہ کہ لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ پر اور اُس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لائیں۔

(۶) ششم یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی خوب تعظیم و توقیر کریں۔

اللہ کا حکم کہ رسول اللہ ﷺ کی خوب تعظیم کرو

"تعزروہ" کا معنی ہے خوب تعظیم کرو یعنی نہ صرف تعظیم بلکہ خوب تعظیم جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم میں مُبالغہ کرو۔ یہ بات ہم محض اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ "تعزروہ" کا لفظ "تعزیر" سے ہے جس کے معنی سزا کے بھی ہیں جو حد سے کم ہو اور تعظیم کے بھی ہیں اور یہاں اس کی نسبت چونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہے اس لئے یہاں اِس کے معنی خوب تعظیم و توقیر کرنے کے ہیں یعنی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرنا اور یہ مبالغہ بھی محض ہماری نسبت سے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر میں جس قدر بھی مبالغہ کریں ہمارا مبالغہ اس شان کی نسبت سے جو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے، تقصیر و کوتاہی ہے' چنانچہ شفاء شریف کے تیسرے باب میں جہاں نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم کا بیان کرتے ہوئے امام

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کی آیات ذکر فرمائی ہیں۔ وہاں فرمایا "قَالَ الْمُبَرِّدُ "تُعَزِّرُوْهُ" تُبَالِغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِهٖ" کہ امام مبرد نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان "تعزروہ" کا معنی یہ ہے کہ "لوگو! تم نبی کریم ﷺ کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔

(الشفاء ۲/۲۸)

چوتھی دلیل

چوتھی دلیل سورۃ مزمل میں ہے۔

"اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً شَاهِدًا عَلَیْکُمْ"

(سورۃ مزمل آیت ۱۵/ ۷۳)

(ترجمہ) "بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا جو تم پر حاضر وناظر ہے"

یہاں بھی نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی امت پر حاضر وناظر کی صفت سے متصف فرمایا۔ بلاشبہ آپ ﷺ امت پر اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ دور کا درود بھی ایسے ہی سنتے ہیں جیسے قریب کا درود سنتے ہیں آپ ﷺ کے لئے قرب وبعد دونوں برابر ہیں۔

ایک سوال

رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ کس پر حاضر ہیں اور کسے مشاہدہ فرماتے ہیں اس کا جواب امام ابو السعود رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۵۱ھ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا) عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ تُرَاقِبُ

اَحْوَالَهُمْ وَتُشَاهِدُ اَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ مِنْهُمُ الشَّهَادَةَ بِمَا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ التَّصْدِيْقِ وَالتَّكْذِيْبِ وَسَائِرِ مَاهُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْهُدٰى وَالضَّلَالِ وَتُؤَدِّيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَدَاءً مَقْبُوْلًا فِيْمَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ۔

(تفسیر ابو سعود ۷/۷/۱۰)

(ترجمہ) اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو اُن سب پر حاضر وناظر بنا کر بھیجا جن کی طرف آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے آپ ﷺ ان کے احوال کی نگہبانی اور اُن کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی اُن سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور آپ ﷺ اِن سے شہادت کا تحمل فرماتے ہیں۔ یعنی اُن تمام چیزوں پر اُن کے گواہ بنتے ہیں جو اُن سے سرزد ہوتی ہیں تکذیب اور تصدیق جو بھی ہو اور اُن کے علاوہ اُن کی باقی تمام چیزوں کے گواہ بنتے ہیں یعنی ہدایت ہو یا گمراہی ہو اور آپ ﷺ اِس شہادت کو ادا فرمائیں گے جو قیامت کے دن ادا ہو گی یہ شہادت اُن تمام باتوں میں ہو گی جو اُن کے فائدے کے لئے ہوں گی اور ان تمام باتوں میں بھی جو اُن کے نقصان کے لئے ہوں گی۔ یعنی اُن کی ہر نیکی اور بدی کی گواہی ہو گی اور تفسیر بیضاوی شریف مطبوعہ مصر میں ہے۔

"شَاهِدًا" عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَيْهِمْ بِتَصْدِيْقِهِمْ وَتَكْذِيْبِهِمْ وَنِجَاتِهِمْ وَضَلَالِهِمْ (۴/۴۴)

کہ آپ ﷺ اُن سب کے گواہ ہیں جن کی طرف آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے اُن کے ایمان اور اُن کے کفر کے اور اُن کی نجات کے اور اُن کی گمراہی کے۔ اور تفسیر مدارک التنزیل جلد ۳ ص ۲۳۵ پر ہے۔

("يَاَيُّهَاالنَّبِىُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا") عَلٰى مَنْ بُعِثْتَ اِلَيْهِمْ وَتَكْذِيْبِهِمْ وَتَصْدِيْقِهِمْ" (ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے)

اور تفسیر جلالین شریف میں ہے

"شَاهِدًا عَلٰى مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَيْهِمْ" (ترجمہ گزر چکا ہے)

اور تفسیر جمل شرح جلالین میں ہے۔

"قَوْلُهٗ عَلٰى مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَيْهِمْ اَیْ تَتَرَقَّبُ اَحْوَالَهُمْ وَ تُشَاهِدُ اَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ الشَّهَادَةَ عَلٰى مَا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ التَّصْدِيْقِ وَالتَّكْذِيْبِ وَسَائِرِ مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْهُدٰى وَالضَّلَالِ تُؤَدِّيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَدَاءً مَقْبُوْلًا فِيْمَا لَهُمْ وَفِيْمَا عَلَيْهِمْ"

(جمل علی الجلالین ۴۴۲/۳)

اس کا ترجمہ وہی ہے جو تفسیر ابوالسعود کی عبارت کے تحت گزر چکا ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ ان تفاسیر کی عبارات منقولہ بالا سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ حضور ﷺ کو جن کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ ان سب پر حاضر و ناظر ہیں اب غور فرمائیں کہ حضور ﷺ کی رسالت و بعثت کس کس کے لئے ہے؟ تمام مخلوق کے لئے بلاشبہ آپ ﷺ ساری مخلوق آپ ﷺ کی رسالت و بعثت کے دائرہ میں آتی ہے۔

چنانچہ صحیح ترمذی کے حوالہ سے گزرا اور صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ''اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً'' یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں'' اور یہ الفاظ مشکوٰۃ میں بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(صحیح مسلم شریف ۱۹۹/۱ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ اور مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین ۵۱۲)

نتیجہ

اب تفسیروں کی مذکورہ بالا عبارتوں کو صحیح مسلم و ترمذی و مشکوٰۃ کی حدیث شریف کی عبارت سے منطقی طریقہ سے ملائیں اور یوں کہیں۔

''شَاهِدًا عَلٰی مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَيْهِمْ وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً''

یعنی اللہ فرماتا ہے آپ ﷺ ان سب پر شاہد (حاضر و ناظر) ہیں جن کی طرف آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ﷺ ساری مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں۔

نیز آخر میں علامہ طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ کے مجمع بحار الانوار کا حوالہ بھی

ملاحظہ فرماتے جائیں۔

"وَاَنَا شَهِيْدٌ اَیْ اَشْهَدُ عَلَيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ فَكَاَنِّیْ بَاقٍ مَعَكُمْ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ اَیْ اَشْفَعُ وَاَشْهَدُ بِاَنَّهُمْ بَذَلُوْا اَرْوَاحَهُمْ لِلّٰهِ وَفِيْهِ اَنَّ تَعْدِيَّهٗ يُنَافِيْهِ فَمَعْنَاهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ اُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَاَصُوْنُهُمْ مِنَ الْمَكَارِهِ"

(ترجمہ) "اور میں شہید ہوں یعنی میں تم پر تمہارے اعمال کی شہادت دوں گا پس گویا میں تمہارے ساتھ باقی ہوں۔ اور طبرانی میں "انا شَهِيْدٌ علی هٰؤُلَاءِ" وارد ہوا ہے یعنی میں شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اس بات کی کہ انہوں نے اپنی روحوں کو اللہ کے لئے خرچ کیا ہے۔ اور اس مقام میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ "علیٰ" ضرر کے لئے آتا ہے۔ اور شہادت نفع کے لئے ہوگی"۔

لہٰذا "شہید" کا "علیٰ" کے ساتھ متعدی ہونا اس معنی کے منافی ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہاں "شہید" معنی میں رقیب کے ہے اور رقیب "علیٰ" کے ساتھ متعدی ہوتا ہے لہٰذا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں ان پر رقیب یعنی نگہبان ہوں اور ان کے حالات کی نگہبانی فرماتا ہوں اور ان کو تکلیفوں سے بچاتا ہوں" (مجمع بحار الانوار ۲۷۱/۳) نیز اسی میں آگے فرماتے ہیں۔

"وَالشَّاهِدُ مِنْ اَسْمَائِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ يَشْهَدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِلْاَنْبِيَاءِ عَلَى الْاُمَمِ بِالتَّبْلِيْغِ وَيَشْهَدُ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ اَوْهُوَ بِمَعْنَى الشَّاهِدِ لِلْحَالِ كَاَنَّهُ النَّاظِرُ اِلَيْهَا"

(ترجمہ) شاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اس

لئے کہ حضور ﷺ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے حق میں ان کی اُمتوں کے خلاف اس بات کی گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اپنی اُمتوں کو پہنچا دیئے اور اپنی اُمت پر بھی گواہی دیں گے اور ان کا تزکیہ فرمائیں گے یعنی آپ ﷺ فرمائیں گے کہ میری اُمت نے جو پہلی نافرمان اُمتوں کے خلاف گواہی دی ہے وہ گواہی دینے کے قابل ہے اور میری اُمت سے کوئی ایسا کام سرزد نہیں ہوا جس کی وجہ سے وہ گواہی دینے کے قابل نہ ہو یا حضور ﷺ کا شاہد ہونا شاہد للحال ہونے کے معنی میں ہے یعنی نبی کریم ﷺ امت کے حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور گویا حضور اقدس ﷺ امت کے حال کی طرف دیکھ رہے ہیں امت کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہیں ہے آپ ﷺ اُمت کے تمام احوال دیکھ رہے ہیں یعنی حضور ﷺ کا نظر بصیرت سے دیکھنا گویا کہ نظر بصر سے دیکھنا ہے" (مجمع بحار الانوار ۳/۲۷۲)۔

پس واضح ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ تمام دنیا ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات پر حاضر ہیں اور ان کو اپنی ظاہری یا دل کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد کہنا کہ حضور ﷺ دور والوں کا درود نہیں سنتے کم علمی یا تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ بلاشبہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہمارا دُرود سنتے ہیں قریب سے بھی دور سے بھی آپ ﷺ کے لئے قرب و بُعد برابر ہے۔

شاہدا کی عجیب تفسیر

امام العارفین عمدۃ الکاملین فقیہ اسلام امام علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ

متوفی ۱۱۳۷ھ اپنی تفسیر روح البیان شریف میں لکھتے ہیں۔

"فمعنی تعظیم رسول اللہ ﷺ وتوقیرہ حقیقۃ اتباع سنتہ فی الظاہر والباطن والعلم بانہ زبدۃ الموجودات وخلاصتہا وہوا المحبوب الازلی وما سواہ تبع لہ ولذا ارسلہ تعالیٰ شاہدا فانہ لما کان اول مخلوق خلقہ اللہ کان شاہدا بوحدانیۃ الحق وربوبیتہ وشاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان و الملک والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لئلا یشذ عنہ مایمکن للمخلوق درکہ من اسرار افعالہ وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لایشارکہ فیہ غیرہ ولہذا قال علیہ لسلام علمت ماکان ومایکون لانہ شاہدا لکل وماغاب لحظۃ وشاہد خلق آدم علیہ السلام ولاجلہ قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای کنت مخلوقا وعالما بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ وآدم بین ان یخلق لہ جسد وروح ولم یخلق بعد واحدمنہما فشاہد خلقہ وماجری علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ بسبب المخالفۃ وما تاب اللہ علیہ الی آخر ما جری علیہ وشاہد خلق ابلیس وماجری علیہ من امتناع السجود لآدم والطرد واللعن بعد طول عبادتہ ووفور علمہ بمخالفۃ امر واحد فحصل لہ بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فہوم وعلوم ثم انزل روحہ فی قالبہ لیزدادلہ نور علی نور و وجود کل موجود من وجودہ و علوم کل نبی و ولی من علومہ حتی صحف آدم وابراہیم وموسیٰ وغیرہم من اہل الکتب الالہیۃ وقال بعض الکبار ان مع کل

سَعِیْدٍ رَفِیْقَهٗ مِنْ رُوْحِ النَّبِیِّ ﷺ هِیَ الرَّقِیْبُ الْعَتِیْدُ عَلَیْهِ فَاِعْرَاضُهٗ عَنْهَا بِعَدَمِ اِقْبَالِهٖ عَلَیْهَا سَبَبٌ کَاِنْتِبَاهِهٖ وَلَمَّا قُبِضَ الرُّوْحُ الْمُحَمَّدِیُّ عَنْ آدَمَ الَّذِیْ کَانَ بِهٖ دَائِمًا لَا یَضِلُّ وَلَا یَنْسٰی جَرٰی عَلَیْهِ مَاجَرٰی مِنَ النِّسْیَانِ وَمَایَتْبَعُهٗ وَاِلَیْهِ الْاِشَارَةُ بِقَوْلِهٖ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اِنْفَاذَ قَضَائِهٖ وَقَدْرِهٖ سَلَبَ عَنْ ذَوِی الْعُقُوْلِ عُقُوْلَهُمْ وَاِلَیْهِ یَنْظُرُ قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اَیْ یُنْزَعُ مِنْهُ الْاِیْمَانُ ثُمَّ یَزْنِیْ“

(ترجمہ) ”شاھدًا“ کے فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنے کا حکم دیا تو آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر وباطن ہر لحاظ سے حضور ﷺ کے طریقوں کی اتباع اور آپ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کی جائے اور اس بات کا یقین کرنا کہ آپ ﷺ موجوداتِ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات کی روح اور خلاصہ ہیں اور آپ ﷺ محبوب ازلی ہیں اور آپ ﷺ کے سوا جو کچھ ہے وہ آپ ﷺ کے تابع اور آپ ﷺ کے طفیل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شاہد یعنی حاضر وناظر بنا کر بھیجا کیونکہ جب آپ ﷺ سب سے پہلی مخلوق ٹھہرے جسے اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا تو آپ حق تعالیٰ کے واحد ہونے اور اس کے رب ہونے کے سب سے پہلے مشاہدہ کرنے اور گواہی دینے والے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جو ارواح‘ نفوس‘ اجرام‘ ارکان‘ اجسام ‘اجساد معادن‘ نبات‘ حیوان‘ فرشتے‘ جن‘ شیطان اور انسان وغیرہ۔ جو مخلوق بھی پیدا کی سب کی پیدائش کے منظر کو آپ ﷺ نے مشاہدہ فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار ورموز اور اس کی کمال صنعت اور اس کی قدرت کے عجائب وغرائب جن کا جاننا کسی مخلوق کے لئے ممکن نہیں ہے اس

میں سے کوئی چیز آپ ﷺ سے پوشیدہ نہ رہے اور آپ ﷺ وہ سب کچھ اپنے
مشاہدہ سے اس طرح جان لیں کہ اس علم ومشاہدہ میں مخلوق کا کوئی فرد بھی
آپ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو۔اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے وہ
سب جان لیا جو ہوا اور جو آئندہ ہو گا کیونکہ حضور ﷺ نے کل کائنات کا مشاہدہ
فرمایا اور ایک لمحے کے لیے بھی اس سے او جھل نہیں ہوئے آپ ﷺ نے
حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق (پیدا کیے جانے) کا مشاہدہ فرمایا اور اسی لئے
آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں اس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور کیچڑ کے درمیان
تھے کہ ان کا جسم خاکی تیار کیا جارہا تھا یعنی میں اس وقت مخلوق تھا اور جانتا تھا کہ میں
نبی ہوں اور مجھے نبوت دی جاچکی تھی جب آدم کی روح ان کے جسم مبارک میں
نہیں ڈالی گئی تھی۔ابھی وہ پیدا نہیں کیے گئے تھے اور ان دونوں آدم اور حوا میں سے
کوئی بھی پیدا نہیں ہوا تھا پھر آپ ﷺ نے آدم کی تخلیق دیکھی اور اللہ تعالیٰ کی
طرف سے جو ان کی تعظیم وتکریم کرائی گئی کہ فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا گیا
آپ ﷺ نے وہ بھی دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے حضرت آدم
علیہ السلام اور حضرت حوا کا جنت سے نکالا جانا بھی دیکھا پھر ان کی توبہ کا قبول
ہونا بھی۔حتی کہ شیطان کی پیدائش بھی دیکھی اور اس کا حضرت آدم علیہ السلام کو
سجدہ کرنے سے انکار کرنا بھی ملاحظہ فرمایا اور حضرت آدم کو سجدہ کرنے کے
ایک حکم خداوندی کو نہ ماننے کی وجہ سے بہت لمبی عبادات اور بہت وافر علم کے
باوجود اس کا دھتکارا جانا اور لعنت کیا جانا بھی دیکھا پھر نبیوں اور رسولوں اور ان کی
امتوں کو جو واقعات وحالات پیش آئے آپ ﷺ نے وہ بھی دیکھے اور ان سے
آپ ﷺ کو بہت فہوم وعلوم حاصل ہوئے۔آخر میں آپ ﷺ کی روح مبارک

کو آپ ﷺ کے جسم اقدس میں نازل فرمایا گیا تا کہ آپ ﷺ کے نور پر نور بڑھے۔ تو کائنات کے ہر موجود و مخلوق کا وجود حضور اکرم ﷺ کے وجود (نور) سے ہے اور ہر نبی اور ولی کے علوم آپ ﷺ کے ہی علوم سے ہیں حتیٰ کہ حضرت آدم وابراہیم وموسیٰ وغیرہم پیغمبروں کے صحیفے اور اللہ کی بھیجی ہوئی کتابیں سب کے علوم حضور ﷺ کے علوم سے ہیں اور بعض اکابر اولیاء کا فرمان ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ حضور ﷺ کی روح مبارکہ رہتی ہے اور اس کی رفیق ہے اور وہی "رقیب عتید" ہے (سورۂ ق ۵۰۔ آیت ۱۸) یعنی وہ اس کے لیے ایک تیار نگران ونگہبان ہے اور یہی روح محمدی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بھی تھی اور جب روح محمدی کی توجہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہٹائی گئی جو پہلے نہ بہکتے اور نہ بھولتے تھے۔

(اب روح محمدی کی توجہ ہٹا لئے جانے کے بعد) ان سے بھول ہوگئی اور اس کے نتائج انہیں پیش آگئے اور حضور ﷺ کے فرمان۔

(ترجمہ) "جب اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر نافذ کرنا چاہتا ہے تو عقلمندوں سے ان کی عقلیں چھین لیتا ہے" (گویا عقل کل حضور ﷺ ہی ہیں) سے اسی طرف اشارہ ہے اور آپ کے فرمان کہ

"زانی جب زنا کرتا ہے اس وقت وہ مؤمن نہیں ہوتا یعنی اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے وہ پھر زنا کرتا ہے" سے بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان سے روح محمدی کی توجہ ہٹالی جاتی ہے اور آپ ﷺ کی نگاہ کرم سے انسان گرتا ہے تو اس سے برائی سرزد ہوتی ہے۔

(روح البیان ج ۹ ص ۱۸ پ ۲۶، سورۂ فتح)

اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ ہر مسلمان کے قریب ہیں اور ہر مسلمان پر نظر رکھتے اور اس کے دل کی کیفیات سے باخبر ہیں لہٰذا آپ ﷺ کا دور سے درُود شریف سننا برحق ہوا۔

پانچویں دلیل

اب قرآن کریم سے پانچویں دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ"

(ترجمہ) یہ نبی ﷺ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

دیوبند مدرسہ کے بانی جناب شیخ محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ "اس آیت میں "اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ" کے معنیٰ "قریب تر" ہیں (تحذیر النّاس ص ۱۰) جب حضور ﷺ ہماری جانوں سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہیں تو یقیناً آپ ﷺ ہمارا درُود بھی سنتے ہیں۔

قرآن سے چھٹی دلیل

اب قرآن کریم سے چھٹی دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"

(سورہ انبیاء ۲۱۔ آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا۔

اتفاق

حضور ﷺ کی امت کے تمام مفسرین ومحدثین وفقہا اور علماء کا اس بات پر قطعی ویقینی اتفاق واجماع چلا آرہا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کلام وگفتگو فرمارہا ہے اور آپ سے خطاب کررہا ہے اس میں جو "ک" کلمہ خطاب یا کاف خطاب ہے، قطعی ویقینی طور پر اس سے سید عالم نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے۔

وصف خاص

اور اس بات پر بھی اتفاق واجماع چلا آرہا ہے کہ "رحمۃ للعالمین" (سارے جہانوں کے لے رحمت ہونا) سید عالم نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وصف خاص ہے یہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص ہے، قرآن کریم شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جایئے آپ کو یہ بات کہیں نہیں ملے گی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے سوا کسی اور نبی یا رسول کو "رحمۃ للعالمین" کا خطاب دیا۔ بلاشبہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب، سب سے بڑھ کر مطلوب اور سب سے بڑھ کر اس کے ہاں عزت والے ہیں۔ اسی طرح "رحمۃ للعالمین" کی صفت سب سے بڑھ کر عظمت ووسعت والی صفت ہے۔ لہذا یہ آپ ﷺ ہی کے شایان شان ہے اس لئے آپ ﷺ کے سوا کوئی دوسرا پیغمبر یا رسول "رحمۃ للعالمین" نہیں ہوسکتا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس صفت سے حضور ﷺ کو مخاطب فرمایا اور اس سے آپ ﷺ کی تعریف ومدح وتوصیف فرمائی۔

ایک قاعدہ مسلمہ

اور ایک قاعدہ مسلمہ ہے کہ مدح کے موقع پر جو وصف یا صفت لائی جاتی ہے وہ ذات ممدوح و موصوف کے ساتھ ہی مخصوص ہوتی ہے کیونکہ کسی ذات کی مدح و توصیف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مدح و توصیف کسی ایسے وصف و صفت سے کی جائے جو اس ذات میں ہی پائی جائے لہٰذا ضروری ہے کہ "رحمۃ للعالمین" ہونے کا وصف حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص ہو۔

ایک سوال و جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب "بوستان" میں اپنے زمانہ کے بادشاہ کو کہا ہے کہ تم "رحمۃ للعالمین" ہو اگر "رحمۃ للعالمین" ہونا نبی اکرم ﷺ کا وصف خاص ہے، تو شیخ سعدی جیسے بزرگ عالم و صوفی اپنے بادشاہ کو "رحمۃ للعالمین" کہ تم رحمۃ للعالمین ہو نہ کہتے؟ اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ یہ عدم توجہ پر مبنی ہے یعنی حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے جب اپنے بادشاہ کے لئے یہ لفظ استعمال کیا تو اس وقت ان کی توجہ میں یہ بات نہ ہوگی یا ان کی توجہ اس بات سے ہٹ گئی ہوگی کہ "رحمۃ للعالمین" ہونا حضور ﷺ کا وصف خاص ہے۔ یا یہ ایک مبالغہ ہے جس سے اس کا معنی واقعی مراد نہیں ہے یا اس سے مجازی معنی مراد ہوگا کہ ان کا وجود ان کے زیر کفالت و زیر احسان افراد کے لئے تو رحمت ہی ہوگا۔ حقیقی معنی مراد نہ ہوگا یا عالمین سے مراد حقیقی معنی مراد نہ ہوگا کہ ان تمام افراد عالم کے لئے

رحمت ہوں کیونکہ تمام افراد عالم سے تو ان کا کوئی تعلق نہیں تھا تو پھر سب کے لئے ان کا وجود کیسے رحمت ہو سکتا ہے یا اس سے ان کے زمانہ کی رعیت کے لوگ مراد ہوں گے جن پر بادشاہ کی حکومت تھی کہ بادشاہ عادل اپنی رعیت کے لئے زمین پر اللہ کا سایہ اور اس کی رحمت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ" اس سے مراد بنی اسرائیل کے اس زمانہ کے لوگ ہیں قیامت تک کے لوگ مراد نہیں ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کے سوا کسی اور کے لئے اگر کسی بزرگ نے یہ لفظ استعمال کیا ہے تو اسے حقیقت تصور نہیں کیا جائے گا حقیقت کے اعتبار سے "رحمة للعالمين" صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں کوئی اور "رحمة للعالمين" نہ تو ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

العالمین

"العالمین" العالم کی جمع مذکر سالم ہے جس سے مراد تمام مخلوق ہے کیونکہ "عَالَمُ مَايُعْلَمُ بِهِ الشَّيئُ" کو کہتے ہیں یعنی وہ چیز جس کے ذریعے کسی دوسری چیز کا علم آئے وہ عالم کہلاتی ہے۔ انسان وجن' فرشتے' حیوانات' نباتات اور جمادات' ہوا' دریا' وغیرہ۔ عرش الٰہی اور اس سے لے کر زمین اور زمین کے نیچے جہاں جہاں بھی مخلوق کا کوئی فرد ہے سب عالم ہے جو "العالمین" میں شامل ہے۔ سب کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "وما ا لنٰك الا ۔حمة للعالمين" میں آپ ﷺ کی رسالت و رحمت

کاذکر ہے جس سے واضح ہورہا ہے کہ آپ ﷺ کا "رحمة للعالمين" ہونے کا سبب آپ ﷺ کا رسول "للعالمین" ہونا ہے۔

ساری مخلوق کا رسول

چنانچہ اللہ کا فرمان ہے۔

"تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا". (الفرقان ۲۵/۱)

(ترجمہ) برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر قرآن اُتارا تاکہ وہ سارے جہاں والوں کوڈرانے والے ہوں۔

بعض مفسرین نے یہاں نذیر کو جن وانس کے لئے مختص کیا ہے لیکن اگر نذیر کورسول کے معنی میں لیاجائے کہ ہر رسول نذیر ہوتا ہے یعنی رسول کو نذیر ہونالازم ہے تو رسول ملزوم ہوا گویا مجاز مرسل کے طور پر لازم بول کر ملزوم بھی مراد لیاجاسکتا ہے اس طرح معنی ہوگا کہ ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اُتارا تاکہ وہ سارے جہانوں کے لئے رسول ہوں۔ یعنی وہ قرآن کی تعلیم اور قرآن کے علوم اور قرآن کی برکات سے سارے جہانوں کو مستفید ومبروک اور منور فرمائیں۔ اور آپ ﷺ اس معنی میں بھی ساری مخلوق کے نذیر قرارپاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کائنات کی ہر چیز کو لازم اور ہر چیز پر واجب ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت کرے خواہ وہ انسان ہو یا جن ہو یا جانور یا جمادات ونباتات میں سے کوئی ہو۔ اس لئے پتھروں نے آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا۔ درخت آپ کے

اشارہ سے چل کر آئے اگر کسی بھی چیز نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں ذرہ بھر تاخیر کی تو قابل مواخذہ ہوگی کیونکہ آپ ساری مخلوق کے رسول ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

"اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً" کہ میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح ترمذی ج۲ ص ۱۸۸ و صحیح مسلم)

جب آپ ﷺ ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے اور ساری مخلوق کے رسول ہوئے تو ساری مخلوق کے لئے رحمت ہوئے تو ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا ساری مخلوق کے لئے رحمت ہونے کا سبب آپ ﷺ کا ساری مخلوق کا رسول ہونا ہے تو آپ ﷺ کی رحمت اللہ کے سوا سب کو شامل ہوئی اور کائنات کا اور مخلوق کا کوئی ذرہ بھی حضور ﷺ کی رحمت سے بے نیاز نہ رہا بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ رحمت مصطفیٰ ﷺ کا محتاج قرار پایا۔

اس احتیاج کی بنا پر کائنات کے ہر ذرہ میں نور مصطفیٰ و رحمت مصطفیٰ جلوہ گر ہے پھر وہ ہمارا درود کیسے نہیں سنتے؟

معنی رحمت مصطفیٰ ﷺ

رحمت مصطفیٰ ﷺ کا معنی کیا ہے؟

مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ میں وارد لفظ "رحمۃ" کے بارے میں دو احتمال بیان کئے ہیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

"اِسْتِثْنَاءٌ مِنْ اَعَمِّ الْعِلَلِ اَیْ، وَمَا اَرْسَلْنَاكَ بِمَا ذُکِرَ لِعِلَّةٍ

مِنَ الْعِلَلِ اِلاَّ لِتَرحُمِ الْعَالِمِیْنَ بَارْسَالِكَ اَوْ مِنْ اَعَمِّ الاَحْوَالِ اَیْ وَمَاارْسَلْنَاكَ فِیْ حَالٍ مِنَ الاَحْوَالِ اِلاَّ حَالَ كُوْنِكَ رَحْمَةً اَوْ ذَا رَحْمَةٍ اَوْرَاحِمًا لَهُمْ بِبَيَانِ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ" (روح المعانی ۱۷/ ۹۵)

(ترجمہ) رحمۃ اعم علل (سب علتوں سے زیادہ عام علت) سے استثنا ہے یعنی ایک احتمال یہ ہے کہ "رحمۃ" مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ "اعلم علل" ہو تو "رحمۃ" "ارسلنا" فعل کا مفعول لہٗ ہوگا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی۔

"وَمَاارْسَلْنَاكَ لِعِلَّةٍ مِنَ الْعِلَلِ اِلاَّ لِتَرحُمِ الْعَالَمِیْنَ بِارِكْ سَلِمْ" یعنی (اے حبیب ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو صرف تمام جہانوں پر رحم کرنے کے لئے بھیجا ہے اور اگر رحمۃ" کا مستثنیٰ منہ عم الاحوال کو قرار دیا جائے تو "رحمۃ" ارسلناك" کی کاف ضمیر خطاب سے حال ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ ہم نے آپ ﷺ کو صرف اِس حال میں بھیجا ہے کہ آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں یا رحمۃ والے ہیں جو شریعت آپ ﷺ کو دے کر بھیجا گیا ہے اسے بیان کرنے کے سبب آپ ﷺ سارے جہانوں پر رحم فرمانے والے ہیں۔

ائمہ کرام و صوفیائے عظام نے جو آیت کریمہ کی تحقیق و تفسیر فرمائی ہے وہ اس قدر وسیع ہے کہ اس سے حضور اکرم ﷺ کی عظمت بتمام و کمال ظاہر ہوتی ہے اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ

وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ

(ترجمہ) "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد ﷺ) مگر رحم

کرنے والا تمام جہانوں کے لیے"۔

حضور ﷺ رحمت ہونے کی وجہ سے ہر فرد کے قریب ہیں

بلاشبہ آپ ﷺ رحمت ہونے کی وجہ سے ہر فرد کے قریب ہیں۔

اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ بالا آیہ کریمہ کی رو سے تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور جمیع ممکنات کے لیے ان کی قابلیت کے مطابق واسطہ فیض الٰہی ہیں اور اول مخلوق ہونے کی وجہ سے مخلوقات پر فیض تقسیم فرمانے والے ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں اسی آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وَكَوْنُهٗ ﷺ رَحْمَةً لِلْجَمِيْعِ بِاِعْتِبَارِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاسِطَةُ الْفَيْضِ الالٰهِيْ عَلَى الْمُمْكِنَاتِ عَلٰى حَسْبِ الْقَوَابِلِ وَلِذَا كَانَ نُوْرُهٗ ﷺ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ فَفِى الْخَبَرِ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْرَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ وَجَاءَ "اَللّٰهُ تَعَالٰى الْمُعْطِىْ وَاَنَا الْقَاسِمُ." (روح المعانی پ۔ ۱۷، ص ۹۶)

(ترجمہ) اور نبی کریم ﷺ کا تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ حضور ﷺ تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے مطابق فیض الٰہی پہنچنے کا واسطہ ہیں اور اسی لیے حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ"

ترجمہ : اے جابر اللہ تعالی نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔
دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالی دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

آگے چل کر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ اَخْتَارُہٗ اَنَّہٗ ﷺ اِنَّمَا بُعِثَ رَحْمَۃً لِکُلِّ فَرْدٍ مِنَ الْعَالَمِیْنَ مَلٰئِکَتِھِمْ وَاِنْسِھِمْ وَ جِنِّھِمْ وَلَا فَرْقَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْکَافِرِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ فِیْ ذٰلِکَ وَالرَّحْمَۃُ مُتَفَاوِتَۃٌ. (پ ۱۷)

(ترجمہ) اور جسے میں پسند کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کے ہر فرد کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ فرشتوں' انسانوں' جنات' سب کے لیے حضور رحمت ہیں اور اس امر میں جن و انس کے مومن و کافر کے مابین بھی کوئی فرق نہیں اور رحمت ہر ایک کے حق میں الگ الگ اور مختلف نوعیت رکھتی ہے۔

اسی آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب روح المعانی آگے چل کر فرماتے ہیں

"وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ" اَکْثَرُ الصُّوْفِیَۃِ قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْعَالَمِیْنَ جَمِیْعُ الْخَلْقِ وَ ھُوَ ﷺ رَحْمَۃٌ لِکُلٍّ مِنْھُمْ اِلَّا اَنَّ الْحُظُوْظَ مُتَفَاوِتَۃٌ وَیَشْتَرِکُ الْجَمِیْعُ فِیْ اَنَّہٗ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ سَبَبٌ لِوُجُوْدِھِمْ بَلْ قَالُوْا اِنَّ الْعَالَمَ کُلَّہٗ مَخْلُوْقٌ مِنْ نُوْرِہٖ ﷺ وَقَدْ صَرَّحَ بِذَالِکَ الشَّیْخُ

عَبْدُ الْغَنِی الْنَابَلِسِیْ قُدِّسَ سِرُّہٗ فِیْ قَوْلِہٖ وَ قَدْ تَقَدَّمَ غَیْرَ مَرَّۃٍ اِلٰی اَنَّ الْجَمِیْعَ مِنْ نُوْرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ طٰہٰ اِنِّیْ تَکُوِّنَتْ مِنْ نُوْرِہٖ کُلُّ الْخَلِیْقَۃِ (روح المعانی پ ۱۷ ص ۱۰۰)

(ترجمہ)اور آیہ کریمہ "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ" کے بارے میں اکثر صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ عالمین سے تمام مخلوق مراد ہے اور حضور ﷺ سارے جہانوں میں سے ہر ایک کے لیے رحمت ہیں لیکن ہر ایک کی رحمت کا حصہ مختلف اور جداگانہ ہے۔ البتہ اتنی بات میں سب شریک ہیں کہ حضور ﷺ سب کے وجود کا سبب ہیں۔ بلکہ صوفیائے کرام نے یہ فرمایا کہ تمام عالم حضور ﷺ کے نور سے مخلوق ہے۔ سیدنا شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ العزیز اپنے اس قول میں تصریح فرماتے ہیں اور ان کا یہ قول بار بار گزر چکا ہے۔

طٰہٰ نبی ﷺ کے نور سے تمام مخلوقات پیدا کی گئی ہے۔ پھر جمیع افراد اس کے ضمن میں آگئے اور کوئی ایسا فرد باقی نہ رہا جو اس عموم میں شامل نہ ہوا ہو جمیع کائنات کا ایک ایک ذرہ حضور ﷺ کے نور سے ہے۔

اِن تمام عبارات سے ثابت ہوا کہ آیت کریمہ **و ما ارسلنك الا رحمته للعالمين** کا مفاد یہ ہے کہ حضور ﷺ اٹھارہ ہزار عالم کے ہر فرد کو فیض پہنچا رہے ہیں اور ہر ایک کے قریب ہیں جیسا "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ" کہ نبی ﷺ تو ایمان والوں کے لیے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جس طرح اصل تمام شاخوں کو حیات بخشتی ہے۔ اسی طرح

تمام عالم ممکنات اور جملہ موجوداتِ عالم کے لیے رسول ﷺ کی ذاتِ مقدسہ اصل الاصول اور روح الارواح ہے اور ہر فرد ممکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے فرع اور شاخ اور ٹہنی کا حکم رکھتا ہے۔

جس طرح درخت کی تمام شاخیں اور ٹہنیاں جڑ سے حیاتِ نباتی حاصل کرتی ہیں۔ اسی طرح عالم امکان کا ہر فرد حضور ﷺ سے ہر قسم کے فیوض وبرکات اور حیات کا استفادہ کرتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر فرد ممکن کو اس کے حال اور اس کی اہلیت و استعداد کے مطابق اسے زندگی عطا فرماتے ہیں۔ اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے عالم کے ہر ذرہ کی طرف حضور ﷺ متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کو اس کے حسبِ حال فیض رسانی فرماتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ ہمارا درود کیسے نہیں سنتے؟ بے شک سنتے ہیں پڑھیے

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

قرآن کریم کی ساتویں دلیل ملاحظہ فرمائیں

ساتویں دلیل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (الانعام ۷۵)

(ترجمہ) اور اسی طرح ہم ابراھیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق، مخلوق، آیات، آثار حتی کہ عرش کرسی اور آسمانوں کی تمام عجیب چیزیں، جنت، جنتی حور و غلمان، مکانات و باغات، نعمتیں اور زمین اور تمام زمین کی مخلوق کا مشاہدہ کرایا جو انہوں نے اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا تمام مخلوق کا ظاہر و باطن سب آپ علیہ السلام کے سامنے کر دیا گیا' ان کا کوئی عمل آپ علیہ السلام سے مخفی نہ رہا۔ پھر فرمایا کہ

یعنی ایسے ہی ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں۔

ایک علمی نکتہ

یہاں ایک علمی نکتہ ہے وہ یہ کہ آیت کریمہ میں لفظ "نری" فعل مضارع استمرار اور تجدد پر دلالت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دکھانا ایک بار کے لیے نہ تھا بلکہ ہمیشہ کے لیے یعنی ہم ہمیشہ دکھاتے رہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صفت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ میں اکمل (زیادہ کامل) طور پر پائی جاتی ہے پھر حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اور آپ ﷺ کے طفیل حضور ﷺ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کو یہ فضیلت ملی اس حقیقت کا انکار کوئی دل کا اندھا ہی کرے گا۔

تشبیہ

آیت کریمہ میں لفظ "کذلك" تشبیہ کے لیے ہے جسے ہر معمولی عربی جاننے والا بھی جانتا ہے اور تشبیہ کے لیے "مشبہ" جسے تشبیہ دی گئی، اور مشبہ بہ جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی کا ہونا ضروری ہے۔ "مشبہ" تو خود قرآن میں مذکور ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام، باقی رہا مشبہ بہ تو وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نازل ہوا ہے۔

مطلب

مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب پاک ﷺ جیسے ہم آپ ﷺ کو آسمانوں اور زمین کی اپنی ساری سلطنت دکھا رہے ہیں یوں ہی آپ ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں۔

لھذا ثابت ہوا کہ عرش الٰہی سے تحت الثریٰ (زمین کے نیچے) تک سب حضور اکرم ﷺ کے زیر نظر ہے آپ ﷺ سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے۔

کما قال الشیخ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

جس کی یہ شان ہو وہ ہمارا درود کیسے نہیں سن سکتے۔ ضرور سنتے ہیں اس لیے ہم عرض کرتے ہیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلی آلک وصحبک یا حبیب اللہ

آٹھویں قرآنی دلیل

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحدید ۵۷/۳)

(ترجمہ) وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ ہر شے کا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ یہ بالذات اللہ تعالی کی صفات کو بیان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اول ہے کہ اس کی ابتدا نہیں اور وہی آخر ہے کہ جب سب فنا ہو جائیں گے آخر وہی رہ جائے گا وہ اپنی قدرت کے دلائل کے اعتبار سے ظاہر و عیاں ہے اور وہ ایسا باطن و مخفی ہے کہ اس کی حقیقت کا ادراک کوئی بھی نہیں کر سکتا اور وہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے کہ اس کے علم کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے چنانچہ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔

ایک عجیب دعا

اور یہ ایک عجیب دعا بھی ہے وہ یہ کہ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ (اَیْ قَبْلَ اِبْتِدَاءِ كَ الْخَلْقَ) شَیْءٌ وَاَنْتَ الاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ (اَیْ بَعْدَ اِفْنَاءِ كَ الْخَلْقَ) شَیْئٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ (اَیْ فَوْقَ ظُهُوْرِكَ) شَیْئٌ (بِاِعْتِبَارِ مُظَاهِرِ اَفْعَالِكَ وَصِفَاتِكَ) وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ (اَیْ دُوْنَ بُطُوْنِكَ) شَیْئٌ (بِاِعْتِبَارِ حَقِيْقَةِ ذَاتِكَ) اَقْضِ عَنّیْ دِيْنِیْ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ (يَعْنِیْ اِنَّكَ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیْ (شرح شفاء ملا علی قاری ج ا ص ۵۰۹)

(ترجمہ) اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے (یعنی تیرے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے) کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے پس تیرے بعد (یعنی تیرے مخلوق کو فنا کرنے کے بعد) کوئی چیز نہیں ہوگی اور تو ہی ظاہر ہے پس تیرے اوپر (یعنی تیرے ظاہر ہونے سے اوپر) کوئی چیز (ظاہر) نہیں (یعنی تیرے افعال و صفات کے مظاہر سے اوپر کسی چیز کا ظہور نہیں) اور تو ہی باطن ہے یعنی تیرے باطن و مخفی ہونے سے بڑھ کر کوئی باطن نہیں یعنی تو اپنی حقیقت کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر باطن و مخفی ہے۔ میری طرف سے میرا قرض ادا کر دے اور مجھے تنگدستی سے بچالے بے شک تو ہی غنی اور غنی بنانے والا ہے۔ اور یہی آیت کریمہ بہ عطائے الٰہی حضرت محمد رسول ﷺ کی صفات پر بھی مشتمل ہے کہ آپ ﷺ نبی ہونے کے لحاظ سے اول اور مبعوث ہونے کے لحاظ سے آخر اپنے معجزات کے لحاظ سے ظاہر اور اپنے نور کے لحاظ سے اور اپنی حقیقت کے لحاظ

سے باطن ہیں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے ہر شے کا علم دیا کہ اس کائنات میں عرش سے فرش، مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب کے درمیان کی حدود کی کوئی چیز آپ ﷺ کے علم سے باہر نہیں ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ متوفی ۱۰۵۲ھ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔

هُوَ الأَوَّلُ وَالأٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ این کلمات اعجاز سمات هم مشتمل بر حمد و ثنائی الهی است تعالی وتقدس که در کتاب مجید خطبه کبریائی خود بدان خواندوهم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناهی است ﷺ که وی سبحانه اور ابدان تسمیه و توصیف نمود و چندین اسماء حسنی الهی جل شانه است که در وحی متلو و غیر متلو حبیب خوذ رابدان نامیده و حلیه جمال و حلی کمال وی ساخته اگرچه وی ﷺ بتمائمه اسماء و صفات الهی متخلق و متصف ست باوجود آن به بعضی ازان بخصوص نامزد و نامور گشته است مثل نور حق علیم حکیم مومن مهیمن ولی هادی رؤف رحیم و جزآن و این چهار اسم اول و آخر و ظاہر و باطن نیزاز آن قبیلست اما اول وی ﷺ اولست

درایجاد که اول ما خلق الله نوری و اولست در نبوت که کنت نبیاو ان آدم لمنجدل فی طینته و اول مجیب در عالم در وز میثاق الست بربکم قالوا بلی و اول من آمن بالله و بذلك امرت و انا اول المومنین و اول من تنشق عنه الارض و اول من یوذن له بالسجود و اول من یفتح له باب الشفاعة و اول من یدخل الجنة باوجود سبقت و اولیت وآخرست در بعثت و رسالت و لکن رسول الله خاتم النبیین و کتاب او آخر کتب و دین اوآخرادیان ست چنانکه فرمود نحن الآخرون السابقون و درحقیقت این آخریت و خاتمیت در بعثت موجب اولیت و سابقیت است در فضیلت که ماحی و ناسخ جمیع کتب و ادیان شده برہمه غالب و عزیز آمد الظاہر الباطن ظاہر ست انواراو که تمامه آفاق را درگرفته و عالم را روشن ساخته است وہیچ ظہوری مثل ظہور وی و ہیچ نوری مانند نور وی نیست و باطن است اسرار وی که ہیچکس بدرك حقیقت حال وی راه نبرد و دور و نزدیك ہمه در نظارئه کمال و جمال وی حیران و خیره مانده وہو بکل شئ علیم و وی ﷺ داناست برہمه چیز ازشیونات ذات الہی و احکام صفات حق و اسماء افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطه نموده و مصداق و فوق کل ذی علم علیم شده علیه من الصلوة افضلہا ومن التحیات اتمہا و اکملہا۔ (مدارج النبوة ۱/۳-۳۰۲)

(ترجمہ) " هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ"

یہ معجزانہ کلمات مبارک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر بھی مشتمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اِن کلمات سے اپنی شان کبریائی بیان فرمائی ہے اور اس کے علاوہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اُن ناموں اور اُن اوصاف سے یاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے یہ جو اسماء حسنیٰ ہیں اس نے وحی متلو (قرآن) اور وحی غیر متلو (حدیث) میں اپنے ان اسماء حسنیٰ میں سے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو انہی ناموں سے یاد فرمایا اور انہی ناموں سے آپ ﷺ کا حلیہ اور جمال اور زیور کمال بنایا۔

حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات سے متصف ہیں

(ترجمہ) اگرچہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات سے متصف ہیں اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ اِن میں سے بعض کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ موسوم و معروف ہوئے ہیں مثلاً نور، حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم اور ان کے علاوہ اور یہ چار اسماء مبارک کہ اول و آخر و ظاہر و باطن بھی انہی ناموں میں سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو موسوم فرمایا۔

اول ﷺ

رہا آپ ﷺ کا اول ہونا وہ اس لیے ہے کہ آپ ﷺ ایجاد و تخلیق میں اول ہیں کیونکہ حدیث میں ہے ''اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ'' کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا؛ اور آپ ﷺ نبوت میں بھی اول ہیں حدیث میں ہے '' کُنْتُ نَبِیًّا وَاٰنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِہٖ'' کہ میں اسوقت بھی نبی تھا جب آدم کا خمیر گوندہ جارہا تھا۔ اور عالم ارواح میں جس روز عہد لیا گیا تھا اس میں بھی ''بلٰی'' کہہ کر جواب دینے والے سب سے پہلے آپ ﷺ ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے سب سے پہلے آپ ﷺ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ''وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' کہ مجھے اسی کا حکم کیا گیا اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ اور آپ ﷺ ہی کی پہلے قبر انور شق ہو گی اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے۔ اور آپ ﷺ ہی کو سب سے پہلے سجدہ کا حکم ہو گا اور آپ ﷺ ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہوں گے اور آپ ﷺ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے۔ (اور راقم ڈاکٹر مفتی محمد سرور عرف غلام سرور قادری عرض کرتا ہے کہ جنت میں آپ ﷺ ہی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے والے ہوں گے اور آپ ﷺ ہی سب سے پہلے جنت کی نعمتیں تناول فرمائیں گے باقی بعد میں کیونکہ جو پہلے داخل ہو گا وہی سب سے پہلے جنت کی نعمتیں پائے گا)۔

آخر ﷺ

اور اس اولیت و سابقیت کے باوجود آپ ﷺ آخر بھی ہیں کہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ورسول ہیں جو دنیا میں بھیجے گئے جیساکہ قرآن کریم میں ہے "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" اور آپ ﷺ کی کتاب آخری اور آپ ﷺ کا دین آخری دین ہے۔

جیساکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں "نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ" کہ ہم ہی آخر (ہونے کے باوجود) سابق ہیں یعنی سبقت لینے والے ہیں اور در حقیقت خاتمیت وبعثت میں آپ ﷺ کا آخر ہونا شان میں اول و سابق ہونے کا موجب ہے کیونکہ آپ ﷺ ماحی (شرک کے مٹانے والے) اور ناسخ تمام کتابوں اور دینوں کے منسوخ کرنے والے اور سب پر غالب آنے والے ہیں۔

الظاہر والباطن ﷺ

(ترجمہ) آپ ﷺ اس لحاظ سے ظاہر ہیں کہ آپ ﷺ کے انوار ظاہر ہیں آپ ﷺ کے انوار سارے جہان کے آفاق پر چھائے ہوئے ہیں اور اُنہوں نے سارے جہاں کو روشن کر رکھا ہے اور آپ ﷺ کے ظہور کی طرح کوئی ظہور اور آپ ﷺ کے نور کی طرح کوئی نور نہیں اور آپ ﷺ کے اسرار باطن و مخفی ہیں آج تک کوئی بھی آپ ﷺ کی حقیقت کو پانے کا راستہ نہیں پا سکا۔ اور دور و نزدیک کے سب آپ ﷺ کے کمال و جمال کے نظارہ میں حیران و دنگ ہیں۔

بکل شئ علیم ﷺ

(ترجمہ) اور حضور اکرم ﷺ بِکُلِّ شَیئٍ عَلِیمٍ ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے اللہ تعالےٰ کی ذات کے احوال اور اُس کی صفات کے احکام واسماء و افعال و آثار اور تمام ظاہر وباطن' اول و آخر کے علوم کا احاطہ فرماکر "فَوقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیمٍ" (کہ ہر علم والے کے اُوپر ایک علم والا ہے) کے مصداق ہو گئے۔ آپ ﷺ پر افضل دُرود اور اتم واکمل تحیات ہو۔ آمین۔

(مدارج النبوۃ ۱/۲۔۳)

اہم باتیں

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی صاحب علیہ الرحمتہ کی عبارت مذکورہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اول و آخر و ظاہر وباطن اور "بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٍ" اللہ تعالےٰ کی صفت بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی صفت بھی۔

۲۔ اللہ تعالےٰ کا کلام قرآن مجید اللہ کی وحی متلو ہے جو جبریل علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ کو ہوئی اور حدیث رسول اللہ ﷺ بھی اللہ تعالی کی وحی ہے مگر غیر متلو کہ جبریل علیہ السلام کے واسطہ کے بغیر ازروئے فرمان الٰہی "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحٰی" (النجم) کہ وہ خواہش سے نہیں بولتے وہ تو (جو بولتے ہیں) وحی ہے جو انہیں کی جاتی ہے وحی ہی ہے۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالی کی تمام صفات سے متصف ہیں۔

۴۔ آپ کا علم اولین وآخرین' عرش وفرش' مغرب ومشرق وشمال وجنوب کو

محیط ہے۔

ایک اہم بات

اب یہاں جناب جسٹس عثمانی صاحب اور ان کے ہم مسلک حضرات کی خدمت میں ایک بات عرض کرتے ہیں کہ وہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمتہ کے ارشاد گرامی "وی ﷺ بتمامہٗ اسماء و صفات الٰھی متخلق و متصف است" (مدراج النبوۃ ۱/۲) (حضور اکرم ﷺ اللہ کے تمام اسماء وصفات سے متخلق و متصف ہیں) کو ضرور درست تسلیم کریں گے کیونکہ تمام اکابر و علماء دیوبند حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کو باتفاق اکابر اہل سنت و محدثین و محققین اُمت میں سے ایک روحانی و علمی شخصیت اور خدا و مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں ایک مقبول و محبوب شخصیت تصور کرتے ہیں۔ جنہیں مکتوبات شریفہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ "فضیلت پناہ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور جنہیں حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ فتاویٰ عزیزیہ میں "شیخ اجل" یعنی اپنے زمانہ کی سب سے بڑی ہستی قرار دیتے ہیں جنہیں علماء دیوبند کے حکیم الامت جناب علامہ تھانوی صاحب "حضوری بزرگ" بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انہیں روزانہ بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ وہی حضرت شیخ محقق حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات سے متخلق و متصف ٹھہراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہر جگہ موجود ہونا بھی ہے اور ہر ایک کے قریب ہونا اور ہر ایک کی سننا بلکہ ہر ایک کے دل کے بھیدوں سے واقف ہونا بھی ہے۔ تو جب حضور

ﷺ اللہ کی صفات سے متصف ہوئے تو آپ ﷺ بھی عطاء الٰہی اور فضل خداوندی سے ہر جگہ موجود' ہر ایک کے قریب اور ہر ایک کی آواز' بالخصوص دُرود شریف سنتے اور ہر ایک کی دل کی نیت وارادہ سے باخبر ہوئے۔ لہذا

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

پڑھنا بلاشبہ صحیح ہے حق ہے' خواہ کوئی کہیں سے پڑھے آپ ﷺ سنتے ہیں دور ہیں تو ہم ہیں حضور ﷺ ہم سے دور نہیں ہیں۔

امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ

امام قاضی عیاض علیہ الرحمتہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنی میں سے "اول" ہے "آخر" ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایسا اول ہے کہ اس کی ابتدا نہیں ہے اور ایسا آخر ہے کہ اسے فنا نہیں اور حضور اکرم ﷺ بھی اول مگر مخلوق ہونے میں اول ہیں اور مبعوث ہونے میں آخر ہیں۔

اس کی شرح میں شیخ المحدثین والفقہاء سیدی ملا علی قاری مکی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اول ہیں کہ حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ"

(ترجمہ) "کہ سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میرا نور پیدا کیا"۔

پھر فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میری روح پیدا فرمائی۔ (شرح شفاء ۱ ۵۰۹)

بلاشبہ نوروں میں آپ ﷺ کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور روحوں میں آپ ﷺ کی روح مبارک سب سے پہلے پیدا ہوئی۔

مخلوق اول علی الاطلاق

حضرت علامہ امام وشیخ محدثین ملا علی قاری علیہ الرحمتہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کہ بعض حدیثوں میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا بعض میں ہے کہ عرش کو سب سے پہلے پیدا کیا بعض میں ہے کہ پانی کو اور بعض میں ہے کہ ہوا کو سب سے پہلے پیدا کیا لیکن ان سب کی اولیت اضافیہ ہے۔

"وَالاَوَّلُ الحَقِيقِيُّ هُوَ النُّورُ الْمُحَمَّدِيُّ عَلٰى مَا بَيَّنْتُهُ فِى الْمَوْرِدِ لِلْمَوْلِدِ" (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱ ۱۳۹)

(ترجمہ) اور اول حقیقی (علی الاطلاق) نور محمدی ﷺ ہی ہے (جو سب سے پہلے پیدا کیا گیا اس سے پہلے کوئی مخلوق نہ تھی) بنابراں کہ میں نے اسے اپنی کتاب "اَلْمَوْرِدُ لِلْمَوْلِدِ" میں بیان کیا۔ جو میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ہے۔

"اَلْمَوْرِدُ لِلْمَوْلِدِ" آپ کی ایک کتاب ہے جس میں آپ نے حضور ﷺ کا میلاد شریف کتاب وسنت وعلماء امت کے اقوال کی روشنی میں بیان

فرمایا۔

حضرت ملا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ شرح شفاء امام تلمسانی کی روایت کی ہوئی ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

امام تلمسانی

امام ابراہیم بن ابی بکر بن عبداللہ بن موسیٰ الانصاری تلمسانی مالکی ابو اسحاق جو ایک بہت بڑے فقیہ محدث تھے جن کا وصال ۶۹۰ھ میں ہوا۔ یہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ان میں سے ایک سیرت پر ہے' ایک فضائل مصطفےٰ ﷺ اور ایک حضور ﷺ کے میلاد شریف پر "اَلْمَوْلِدُ الْکَرِیْم" وغیرہ۔ آپ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَی التِلْمَسَانِیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ جِبْرِیْلُ فَسَلَّمَ عَلَیَّ فَقَالَ فِیْ سَلَامِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ظَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَاطِنُ فَاَنْکَرْتُ ذٰلِکَ عَلَیْهِ وَقُلْتُ یَا جِبْرَائِیْلُ کَیْفَ تَکُوْنُ هٰذِهِ الصِفَةُ لِمَخْلُوْقٍ مِثْلِیْ وَ اِنَّمَا هٰذِهٖ صِفَةُ الْخَالِقِ الَّذِیْ لَا تَلِیْقُ اِلَّا بِهٖ۔ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَلِّمَ بِهَا عَلَیْکَ لِاَنَّهٗ قَدْ فَضَّلَکَ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ وَخَصَّکَ بِهَا عَلٰی اَجْمَع

النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ فَشَقَّ لَكَ اِسْماً مِنْ اِسْمِهٖ وَوَصْفًا مِنْ وَصْفِهٖ وَسَمَّاكَ بِالْاَوَّلِ لِاَنَّكَ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَسَمَّاكَ بِالْاٰخِرِ لِاَنَّكَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فِی الْعَصْرِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ اِلٰی آخِرِ الْاُمَمِ وَسَمَّاكَ بِالْبَاطِنِ لِاَنَّهٗ تَعَالٰی كَتَبَ اِسْمَكَ مَعَ اِسْمِهٖ بِالنُّوْرِ الْاَحْمَرِ فِی سَاقِ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ اَبَاكَ آدَمَ بِاَلْفَیْ عَامٍ اِلٰی مَالَا غَايَةَ وَلَا نِهَايَةَ فَاَمَرَنِیْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْكَ فَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ يَامُحَمَّدُ اَلْفَ عَامٍ بَعْدَ اَلْفَ عَامٍ حَتّٰی بَعَثَكَ اللّٰهُ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا وَدَاعِيًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا وَسَمَّاكَ بِالظَّاهِرِ لِاَنَّهٗ اَظْهَرَكَ فِی عَصْرِكَ هٰذَا عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ عَرَّفَ شَرْعَكَ وَ فَضْلَكَ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَمَامِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ صَلّٰی عَلَيْكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ فَرَبُّكَ مَحْمُوْدٌ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ وَرَبُّكَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَاَنْتَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنِیْ عَلٰی جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ حَتّٰی فِیْ اِسْمِیْ وَ صِفَتِیْ (شرح الشفاء ا ۵۱۰)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے اور مجھے ان الفاظ سے سلام عرض کیا" اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ" تو مجھے ان الفاظ سے جبرئیل کا سلام عرض کرنا عجیب لگا تو میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ اے جبرئیل

یہ صفات میری جیسی مخلوق کے لیے کیسے ہو سکتی ہیں یہ تو اللہ کی صفات ہیں جو اس کے ہی شان کے لائق ہیں تو جبرئیل نے جواب دیا کہ اے محمد ﷺ آپ ﷺ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے حکم دیا کہ میں ان صفات کے ساتھ آپ ﷺ کو سلام عرض کروں کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ نے اِن صفات سے مخصوص فرمایا اور آپ ﷺ کو یہ صفات عطا فرما کر آپ ﷺ کو دوسرے نبیوں اور رسولوں پر فضیلت بخشی ہے اور آپ ﷺ کا نام (محمد ﷺ) اپنے نام (محمود و حمید) سے نکالا (کہ دونوں میں حمد ہے) اور اپنے وصف سے آپ ﷺ کے لیے وصف نکالا (یعنی آپ ﷺ کو اپنی صفات سے متصف کیا اور اپنی صفات کا مظہر بنایا) اور آپ ﷺ کا نام اول رکھا کیونکہ آپ ﷺ سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کا نام آخر رکھا کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے باپ آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ ﷺ کا نام باطن رکھا کہ (ساق عرش پر) آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ نور احمر سے لکھا تو اس نے مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ ﷺ پر درود پڑھوں تو اے محمد ﷺ میں ہزاروں سال آپ ﷺ پر درود بھیجتا رہا حتی کہ اللہ نے آپ ﷺ کو بشیر و نذیر اور سراج منیر اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا بنا کر بھیجا اور اس نے آپ ﷺ کا نام ظاہر رکھا کیونکہ اس نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے زمانہ میں تمام دینوں پر غالب کر دیا اور آپ ﷺ کی شریعت اور آپ ﷺ کی فضیلت کی تمام آسمانوں اور زمین والوں کو پہچان کرائی تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے آپ ﷺ پر درود نہ بھیجا آپ ﷺ پر اللہ نے درود بھیجا پس آپ ﷺ کا رب محمود اور آپ ﷺ محمد اور آپ ﷺ کا رب اول و

آخر و ظاہر و باطن ہے اور آپ ﷺ بھی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے تمام نبیوں پر فضیلت بخشی حتی کہ میرے نام میں اور میری وصف میں۔ (شرح الشفاء ۱ ۵۱۰)

قارئین غور فرمائیں جو ہستی اللہ کی صفات سے متصف اور اس کے کمالات کی مظہر ہو وہ کیسے ہمارا درود نہیں سن سکتی۔ کہ اللہ کی ایک صفت ہماری آواز کو سننا ہے خواہ ہم کہیں سے بھی اسے پکاریں اور وہ ہمارے دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اسی طرح اللہ کے فضل و کرم اور اس کی عطا سے حضور ﷺ بھی دور سے ہمارا درود سنتے بلکہ ہمارے ارادوں اور نیتوں سے بھی واقف ہیں۔ پڑھیے اور ذوق و شوق سے پڑھیے اور اس نیت سے پڑھیے کہ حضور ﷺ آپ کا درود و سلام سنتے اور جواب عنائیت فرماتے ہیں

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ ﷺ

احادیث

قرآنی دلائل کے بعد اب احادیث اور ان کی شروح سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ (وباللہ التوفیق)

پہلی دلیل

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَاءَ اَطَّتْ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ الخ (صحیح ابن ماجہ ص ۳۰۹ باب الحزن)

(ترجمہ) بے شک میں وہ سب دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سب سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے بے شک آسمان چرچر کر رہا ہے اور کیوں نہ چرچر کرے اس میں چار انگل کی جگہ بھی باقی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔

وحید الزمان

اس حدیث کے تحت علماء اہل حدیث کے بڑے عالم و فاضل جناب علامہ وحید الزمان خاں صاحب لکھتے ہیں "معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی سمع (سننے) اور بصر (دیکھنے) میں اور لوگوں سے زیادہ قوت تھی" (سنن ابن ماجہ مترجم

علامہ وحید الزمان خاں ۳ / ۵۴۴) اور یہی ہمارا مسلک ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سننے اور دیکھنے کی قوت کو اپنی قوت پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے دیکھنے اور سننے کی جو قوت بخشی ہے اس کا حال یہ ہے کہ میں وہ سب کچھ دیکھتا اور وہ سب کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور نہیں سن سکتے۔ حدیث شریف میں لفظ "ما" عام ہے جس میں قریب وبعید بلا تخصیص سب کچھ آ گیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے آسمان کے چر چر کرنے کی آواز کے سننے اور وہاں ملائکہ کے سجدہ میں ہونے کو دیکھنے کا ذکر فرمایا گویا آپ ﷺ اگرچہ زمین پر جلوہ گر ہیں مگر آسمان کے چر چر کرنے کی آواز بھی سن رہے ہیں تو وہ دور سے ہمارا دُرود کیوں نہیں سن سکتے جبکہ آسمان کا فاصلہ زمینوں کے فاصلوں سے ہزاروں گنا زیادہ ہے بلاشبہ " اَلسَّمعُ مَا لاَ تَسمَعُونَ" کے عموم میں امت کا دُرود سننا بھی شامل ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی رحمتہ اللہ علیہ

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر ابو العباس الحنفی الخفاجی المصری علیہ الرحمتہ متوفی سن ۱۰۶۹ھ نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھتے ہیں

"اَنَّ بَواطِنَهُمْ وَ قُواهُمُ الرُّوْحَانِيَةَ مَلَكِيَّةٌ وَلِذَا تَرٰى مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا وَتَسْمَعُ اَطِيْطَ السَّمَاءِ وَتَشُمُّ رَائِحَةَ جِبْرِيْلَ اِذَا اَرَادَ النُّزُوْلَ اِلَيْهِمْ كَمَا شَمَّ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ رَائِحَةَ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" پھر فرماتے ہیں "اِنَّ ظَاهِرَهٗ ﷺ بَشَرِیٌّ وَ بَاطِنَهٗ مَلَكِیٌّ" (نسیم الریاض ۳ / ۶۰۰_۶۰۱)

انبیاء علیھم السلام کا ظاہر بشری اور باطن ملکی ہوتا ہے

(ترجمہ) یقیناً انبیاء علیھم السلام کے باطنی اور ان کی روحانی قوتیں ملکی (نورانی) ہوتی ہیں اور اسی لیے انبیاء علیھم السلام زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھتے اور آسمان کے چرچر کرنے کی آواز کو سنتے ہیں اور جبریل (ساتویں آسمان سے) جب اُن کی طرف اترنے کا ارادہ کرتے تو انبیاء ان کی خوشبو سونگھ لیتے تھے جیسے یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ بے شک ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کا ظاہر بھی بشری اور باطن ملکی (نورانی) ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پر لاکھوں سلام

لہذا ثابت ہوا کہ مشرق و مغرب حضور ﷺ کے سامنے ہیں اور آپ ﷺ غلاموں کا دُرود و فریاد دور سے بھی سنتے ہیں جیسے قریب سے سنتے ہیں۔ پڑھیے

الصلوٰۃ و السلام علیک یارسول اللہ ﷺ

دوسری دلیل

صحیح ترمذی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی وہی حدیث ہے جو صحیح

ابن ماجہ سے پہلے نقل کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ الخ

(صحیح الترمذی ۲/ ۵۵۔ ابواب الزھد)

(ترجمہ) کہ بے شک میں وہ سب دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سب سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

تیسری دلیل

امام بیہقی اور امام صابونی و خطیب بغدادی و ابن عساکر رحمھم اللہ تعالےٰ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی نے مجھے آپ ﷺ کے دین میں داخل ہونے کی طرف مائل کیا وہ یہ ہے۔

رَاَیْتُکَ فِی الْمَھْدِ تُنَاغِیْ الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْہِ بِاِصْبَعِکَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْہِ مَالَ قَالَ " اِنِّیْ کُنْتُ اُحَدِّثُہٗ وَ یُحَدِّثُنِیْ وَیُلْھِیْنِیْ عَنِ الْبُکَاءِ وَاَسْمَعُ وَ جْبَتَہٗ حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ "

(الخصائص الکبریٰ ۱/ ۹۱ باب مناغاتہ ﷺ للقمر وھو فی مھدہ)

(ترجمہ) کہ میں نے آپ ﷺ کو جھولے میں دیکھا تھا کہ آپ ﷺ چاند سے باتیں کرتے اور اس کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے ہوتے تو چاند اسی طرف جھک جاتا جدھر آپ ﷺ اشارہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میں (جھولے میں لیٹا ہوا ہوتا تو) چاند سے باتیں کرتا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور میں چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز سنتا

ہوں جب وہ اللہ کے عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ مرشدی سیدی شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حدائقِ بخشش میں کیا ہی دلفریب انداز میں اس حدیث مبارکہ کو بیان کیا ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سبحان اللہ کیا ہی کمال ہے جو اللہ تعالےٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا کہ بچپن میں جھولے میں لیٹے لیٹے چاند سے باتیں کرتے تھے جبکہ چاند کی باتیں آپ ﷺ ہی سنتے تھے کوئی دوسرا نہیں سنتا تھا حالانکہ گھر کے دوسرے لوگ بھی گھر میں موجود ہوتے تھے۔ اس لیے فرمایا میں وہ (باریک سے باریک اور دُور سے دُور کی آواز) سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ ثابت ہوا کہ جو آقا ﷺ چاند کے زیر عرش سجدہ میں گرنے کی آواز سنتے ہیں وہ ہم غلاموں کا درود بھی سنتے ہیں۔ اس کا انکار تعصب اور تنگ نظری کے سوا کچھ نہیں۔ پڑھیے

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

چوتھی دلیل

مشکوٰۃ شریف کے "باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلھا" میں

امام بیہقی کی "دعوات کبیر اور امام ابو داؤد کی سنن کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ" (مشکوۃ ۸۶)

(ترجمہ) کوئی ایسا شخص نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر اللہ مجھ پر میری روح لوٹاتا ہے (یعنی اس کی طرف میری توجہ ہوتی ہے) یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس حدیث میں حرف ما نفی کا ہے اور اس کے بعد "احد" اسم نکرہ ہے۔ ایسی صورت میں نکرہ عام قرار پاتا ہے پھر نکرہ منفیہ سے پہلے حرف "من" آگیا ہے ایسی صورت میں نکرہ کے عموم واستغراق کی تنصیص وتاکید ہو جاتی ہے۔ اس طرح حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے اور میں اس کی طرف توجہ نہ فرماتا اور اس کے سلام کا جواب نہ دیتا ہوں۔ اس میں سب سلام بھیجنے والے داخل ہیں انسان' جن اور فرشتے خواہ دور سے پڑھنے والے ہوں یا قریب سے۔ کیونکہ حدیث میں قرب وبُعد کی کوئی تخصیص نہیں ہے لہٰذا آپ ﷺ ہر ایک کا سلام سنتے اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

الصلوٰۃ و السلام علیک یارسول اللہ ﷺ

حیات انبیاء علیھم السلام

روح کے لوٹانے سے مراد یہ نہیں کہ آپ کا جسم مبارک روح سے خالی ہوتا ہے جب کوئی آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ

آپ کے اندر آپ ﷺ کی روح مبارک لوٹا دیتا ہے اور آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں پھر روح مبارک جسم اقدس سے قبض کر لی جاتی ہے پھر جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو پھر روح مبارک لوٹائی جاتی ہے۔ اس طرح ہر ہر لمحہ میں نئی موت اور نئی زندگی پھر موت پھر زندگی کا تصور لازم آئے گا جو عقیدۂ اسلام کے خلاف ہے کیونکہ حضور ﷺ کے بارے میں اس طرح بار بار جینے اور بار بار مرنے کا عقیدہ کوئی بھی مسلمان نہیں رکھتا۔ کیونکہ سلف صالحین اور اصحاب حدیث کا حضور ﷺ سمیت تمام انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ مقدسہ کے بارے میں جو عقیدہ ہے وہ وہی ہے جو امام حافظ ابو بکر بیہقی متوفی سن ۴۵۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اَلاِعْتِقَادُ وَالْهِدَایَةُ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ عَلٰی مَذْهَبِ السَّلَفِ وَاَصْحَابِ الْحَدِیْثِ" میں فرماتے ہیں کہ

"وَالْاَنْبِیَاءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ بَعْدَ مَاقُبِضُوْا رُدَّتْ اِلَیْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ کَالشُّهَدَاءِ وَ قَدْ رَاٰی نَبِیُّنَا ﷺ جَمَاعَةً مِنْهُمْ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ الخ (الاعتقاد ۲۳۷ مطبوعہ لبنان ۱۹۸۸ء)

(ترجمہ) انبیاء علیہم السلام اس کے بعد کہ ان کی روحیں قبض کی گئیں ان کی روحیں ان کی طرف واپس لوٹا دی گئیں تو وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ شہیدوں کی طرح اور بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ نے ان میں سے ایک جماعت کو معراج کی رات کو دیکھا۔

سلفیوں اور اہلحدیثوں کا مذہب

امام بیہقی علیہ الرحمتہ کی کتاب کے نام سے یہ بات واضع وروشن ہے کہ سلف اور سلفیوں' اصحاب حدیث اور اہل حدیثوں (یعنی محدثین) کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہیں ان کی موت کے بعد ان کی روحیں اُن کے جسموں میں واپس لوٹادی گئیں اور اُن کی حیات' حیاتِ جسمانی ہے۔

مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ سلفی ہیں

مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ متوفی ۱۳۴۰ھ کے عقائد کا غیر متعصبانہ جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ ان کا عقیدہ سلفی ہے اور بلاشبہ وہ سلف صالحین کے عقائد پر تھے چنانچہ امام بیہقی علیہ الرحمتہ نے جو حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں سلف صالحین کا عقیدہ لکھا ہے مولانا شاہ احمد رضا بریلوی بھی یہی فرماتے ہیں ان کے مدحیہ کلام حدائق بخشش میں ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد اُن کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ

یُوْخَذُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ حَیٌّ عَلَى الدَّوَام

وَذٰلِكَ مُحَالٌ عَادَةً اَنْ يَخْلُوَ وُجُوْدُ كُلِّ زَمَانٍ مِنْ وَاحِدٍ مُسَلِّمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْلًا وَّ نَهَارًا (انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۲۴۵)

(ترجمہ) "اس حدیث سے یہ بات لی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہیں اور یہ اس لیے کہ یہ بات عادۃً محال ہے کہ کوئی رات اور دن ایسا گزرے کہ حضور ﷺ پر کوئی ایک بھی سلام بھیجنے والا نہ ہو"۔ لہذا آپ ﷺ ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہیں اور سلام بھیجنے والے کا سلام خود سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں خواہ سلام بھیجنے والا قبر انور کے پاس حاضر ہو یا دور سے سلام بھیج رہا ہو۔ اس حدیث سے دور والوں کا سلام سننا بھی ثابت ہو گیا اور جواب دینا بھی۔ لہذا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ہر جگہ پڑھا جا سکتا ہے اور آپ ﷺ خود سنتے ہیں خواہ پڑھنے والا بہ ظاہر کتنا ہی دور ہو۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اس سلسلے میں امام حافظ جلال الدین سیوطی جو عظیم الشان محدث تھے اور جنہوں نے بارہا بیداری میں رسول اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور جو نویں صدی ہجری کے مجددین میں سے ہیں سن ۹۱۱ھ میں دنیا سے پردہ فرمایا۔

آپ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

"وَيَتَوَلَّدُ مِنْ هٰذَا الْجَوَابِ جَوَابٌ اٰخَرُ وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ

الرُّوْحُ كِنَايَةٌ عَنِ السَّمْعِ وَيَكُوْنُ الْمُرَادُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلَيْهِ سَمْعَهُ الْخَارِقَ لِلْعَادَةِ بِحَيْثُ يَسْمَعُ سَلَامَ الْمُسْلِمِ وَاِنْ بَعُدَ قُطْرُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ اِحْتِيَاجٍ اِلٰى وَاسِطَةٍ مُبَلِّغٍ وَلَيْسَ الْمُرَادُ سَمْعَهُ الْمُعْتَادَ وَكَانَ لَهُ ﷺ فِي الدُّنْيَا حَالَةٌ يَسْمَعُ فِيْهَا سَمْعًا خَارِقًا لِلْعَادَةِ بِحَيْثُ كَانَ يَسْمَعُ اَطِيْطَ السَّمَاءِ كَمَا بَيَّنْتُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ الْمُعْجِزَاتِ" (انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء ص ۲۴۷)

(ترجمہ) اور (امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمتہ کے) اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ روح مبارک کے لوٹائے جانے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ حضور اکرم ﷺ پر آپ ﷺ کی سننے کی معجزانہ قوت کو یوں لوٹا دیتا ہے کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی دور ہو اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اس قوت سے درود بلا واسطہ سنتے ہوں اور آپ ﷺ کو درود پہنچانے والے فرشتے کی حاجت نہیں ہوتی اور اس سے مراد آپ ﷺ کا دور والے کا دور سے درود سننا معمولی قوتِ سماعت سے نہیں ہے (بلکہ معجزانہ قوت سماعت سے ہے) اور دنیا میں حیات ظاہرہ کے زمانہ میں بھی آپ ﷺ کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ معجزانہ قوت سے سنتے تھے حتی کہ آپ ﷺ آسمان کے چرچرانے کی آواز بھی سنتے تھے چنانچہ امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے اس کو اپنی کتاب "المعجزات" میں بیان کیا ہے۔

الحمد للہ اس حدیث سے بھی امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے حضور ﷺ کے دور سے درود سننے کو ثابت کر دیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ

قبر انور کے پاس درُود پڑھنے والے کا درُود سنتے ہیں اسی طرح دور سے درُود پڑھنے والے کا درُود بھی سنتے ہیں۔ اسی طرح جیسے دور کا درُود حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے ایسے ہی قبر انور پر پڑھا جانے والا درُود شریف بھی حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ فرشتے کے درُود پہنچانے سے آپ ﷺ کے خود بلاواسطہ درُود سننے کی نفی نہیں ہوتی اور آپ ﷺ کے درُود سننے سے فرشتے کے درُود کو پہنچانے کی نفی نہیں ہوتی۔ اور جیسا کہ ہم نے پہلے وضاحت کر دی ہے کہ حدیث میں جو فرمایا گیا کہ جو درُود میری قبر انور پر پڑھا جاتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھا جاتا ہے وہ مجھے فرشتے پہنچا دیتے ہیں اس میں توجہ خاصہ سے یعنی خصوصی توجہ سے سننا مراد ہے ایسی خصوصی توجہ سے کہ علی العموم دور سے پڑھے جانے والے درُود کو اس خصوصی توجہ سے نہیں سنا جاتا بلکہ عمومی طور پر یعنی عام توجہ سے سنا جاتا ہے اُس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے ایک شخص دور سے سفر کر کے مشکلیں برداشت کر کے آپ کے پاس آتا ہے تو آپ اس کی تکالیف و مشکلات کا احساس کرتے ہوئے اس کی بات کو خاص توجہ اور دل کی گہرائی سے سنیں گے جبکہ جس نے ایسی تکالیف و مشکلات برداشت نہیں کیں اس کی بات اس خاص توجہ سے اور دل کی گہرائی سے نہیں سنیں گے جبکہ سنیں گے دونوں ہی کی مگر ایک کی عمومی توجہ سے اور دوسرے کی خصوصی توجہ سے۔

محبت والوں کا درُود میں خود سنتا ہوں

چنانچہ اس مفہوم کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو دلائل

الخیرات شریف میں امام ابو عبداللہ محمد بن سلیمان بن ابی بکر الجزولی والسملانی الشریف الحسینی المتوفی ۸۵۴ھ علیہ الرحمتہ نے نقل فرمائی ہے۔

دلائل الخیرات اور اس کے مصنف کی شان

دلائل الخیرات کا پورا نام "دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر الصلوۃ علی النبی المختار" ہے۔ کشف الظنون میں ہے

وَهٰذَا الْكِتَابُ اٰيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يُوَاظَبُ بِقِرَاءَتِهٖ فِي الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ لَا سِيَّمَا فِي بِلَادِ الرُّوْمِ (کشف الظنون ۱/ ۷۰۹)

(ترجمہ) اور یہ کتاب (دلائل الخیرات) نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے موضوع پر اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے مشرقوں اور مغربوں میں ہمیشہ اسے پڑھا جاتا ہے خصوصا بلاد روم میں۔

یہ کتاب چاروں سلسلوں کے بزرگوں کا صدیوں سے وظیفہ چلی آرہی ہے۔

علماء دیوبند دلائل الخیرات پڑھتے ہیں

دلائل الخیرات شریف کی فضیلت وعظمت کے لیے اس قدر کافی ہے کہ علماء دیوبند بھی اسے نہ صرف پڑھتے چلے آرہے ہیں بلکہ مریدوں کو بھی دلائل الخیرات کے گھر میں رکھنے اور اس کا ورد جاری رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ کتاب "المہند عقائد علماء دیوبند" میں لکھتے ہیں

"ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجبِ اجر وثواب و اطاعت ہے۔ خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ دُرود ہے جس کے لفظ بھی حضرت ﷺ سے منقول ہیں مگر غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو گا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اس کی اجازت دیتے رہے" (المہند عقائد علماء دیوبند ۱۶ طبع دیوبند)

خاص باتیں

المہند عقائد علماء دیوبند کی مذکورہ بالا تحریر سے خاص درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ علماء دیوبند کے نزدیک دلائل الخیرات کا ورد مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب و اطاعت ہے۔

۲۔ دلائل الخیرات کے علاوہ دیگر رسائل دُرود کا پڑھنا بھی مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب ہے۔

۳۔ افضل وہ دُرود ہے جس کے الفاظ حضور ﷺ سے منقول ہوں۔

۴۔ جن دُرودوں کے الفاظ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں (دوسروں کے بنائے ہوئے ہیں) ان کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں۔

۵۔ جن دُرودوں کے الفاظ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں (یعنی وہ دوسرے بزرگوں کے بنائے ہوئے ہیں) ان کے پڑھنے والا بھی اس خوشخبری کا حقدار ہوگا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں فرمائے گا۔

۶۔ علماء دیوبند (گنگوہی صاحب و دیگر مشائخ دیوبند) دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔

۷۔ علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی بھی مریدوں کو حکم فرماتے کہ وہ دلائل الخیرات کا ورد رکھیں۔

۸۔ علماء دیوبند کے شیخ گنگوہی صاحب بھی مریدین کو دلائل الخیرات کے پڑھنے کی اجازت دیتے تھے۔

اب دلائل الخیرات شریف کے مصنف کے بارے میں سنیئے کہ وہ کیسی ہستی تھی۔ امام محمد المهدی بن احمد بن علی بن یوسف رحمہم اللہ تعالے متوفی سن ۱۱۰۹ھ جو اپنے زمانہ کے محدث تھے ابو عیسیٰ کنیت ہے۔ انساب کے ماہر فقیہ و صوفی تھے فاس میں ۹ شعبان سن ۱۱۰۹ھ کو انتقال فرمایا وہ صاحب دلائل الخیرات کے بارے میں فرماتے تھے کہ فھو الشیخ الامام العالم العامل الولی الکبیر الکامل العارف المحقق الواصل قطب زمانہ وفرید دھرہ زمانہ الخ۔

(ترجمہ) ''وہ شیخ امام' عالم باعمل بہت بڑے ولی کامل صاحب معرفت'

محقق، واصل اللہ سے ملنے والے یعنی اس کے قرب خاص والے، اپنے زمانہ کے قطب اور اپنے زمانہ کے یکتا"۔

آپ نے چودہ سال عبادت ریاضت کے لئے تخلیہ میں گزارے پھر تخلیہ سے باہر آئے اور آپ کا روئے زمین پر چرچہ ہو گیا اور آپ سے بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئیں آپ کتاب وسنت کے بہت بڑے عالم اور کثرت سے اوراد و وظائف پڑھتے تھے۔ بلاد مغرب میں آپ کے مریدین بے شمار ہو گئے۔ مغرب میں طریقت کے آثار مٹ چکے تھے جنہیں آپ نے نیا کیا اور تازگی بخشی۔ بلاد مغرب میں بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ (۱۲۶۶۵) افراد نے آپ سے علم عرفان اور روحانی فیوض و برکات حاصل کیں۔ آپ کا انتقال ۱۶ ربیع الاول سن ۸۷۰ھ صبح کی نماز کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ یا دوسری رکعت کے پہلے سجدہ میں ہوا اور آپ کو آپ کی تعمیر کردہ مسجد کے صحن کے درمیان دفن کیا گیا۔ آپ کے انتقال سے ستتر ۷۷ سال بعد آپ کی قبر شریف میں پانی آگیا جس کا علم کسی کو نہ ہوا آپ نے وہاں کے امیر کو خواب میں فرمایا کہ آپ مجھے سیلاب سے بچاؤ تو اس نے قبر مبارک کھدوائی تو پانی آپ کے پاس پہنچنے ہی والا تھا۔ آپ کو وہاں سے مراکش منتقل کیا گیا آپ کا کفن اور جسم مبارک بالکل تر و تازہ تھا چہرہ مبارک بھی ایسے ہی چمک رہا تھا جیسے نور۔ آپ کے ماتھے پر انگلی رکھ کر ہٹائی گئی تو وہاں خون واپس آگیا جیسے زندہ انسان کا۔ سچ ہے کہ اللہ کے دوست نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے ارد گرد قرآن مجید اور دلائل الخیرات شریف کے ختم کرنے والوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے اور حضور علیہ ﷺ پر کثرت درود شریف پڑھنے کی وجہ سے ہر وقت قدرتی طور پر آپ کی

قبر انور سے خوشبو کی مہکیں آتی رہتی ہیں۔ آپ کا طریقہ شاذلیہ ہے۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۳/ ۴) .

دلائل الخیرات شریف اور اس کے مصنف کی شان و عظمت کے بیان کے بعد اب ہم وہ حدیث لاتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دور کا درود سنتے ہیں۔ حدیث سے پہلے یہ عرض کردوں کہ

دلائل الخیرات کی کوئی حدیث بغیر سند کے نہیں

امام محمد بن سلیمان الجزولی علیہ الرحمتہ نے فضائل درود شریف میں کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں فرمائی جس کی ان کے پاس سند نہ ہو مگر خوف طوالت اور قارئین کی سہولت قراءت کے لیے انہوں نے حدیثوں کی سندیں بیان نہیں فرمائیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

فَالْغَرَضُ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ ذِكْرُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ فَضَائِلُهَا نَذْكُرُهَا مَحْذُوْفَةَ الْأَسَانِيْدِ لِيَسْهَلَ حِفْظُهَا عَلَى الْقَارِئَ الخ

(دلائل الخیرات ص ۱۴/ ۱۵)

(ترجمہ) اس کتاب (دلائل الخیرات) سے غرض نبی کریم ﷺ پر دُرود اور اس کے فضائل کا بیان ہے فضائل والی حدیثیں ان کی سندوں کو حذف کر کے ہی ہم بیان کریں گے تاکہ پڑھنے والے پر ان حدیثوں کا یاد کرنا آسان ہو۔

لہذا یقین رکھنا ہوگا کہ امام صاحب نے جو حدیث بھی فضائل درود شریف میں ذکر فرمائی ہے ان کے علم میں اس کی سند موجود ہے لہذا ہمیں ان پر

اعتماد کرنا ہوگا اور فضائل میں تو تنقید کی حاجت ہی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہوتی ہے پھر بالخصوص سید الکونین محبوب رب المشرقین والمغربین کے فضائل میں بحث مباحثہ کرنا اور حدیثوں پر جرح وقدح کرنا اور انہیں رد کرنے کی کوشش کر کے اس سے ثابت ہونے والی فضیلت وعظمت مصطفےٰ ﷺ کا انکار کر دینا کسی صحیح عقیدہ مسلمان کا ہرگز کام نہیں ہے۔

پانچویں حدیث

پانچویں دلیل حدیث دلائل الخیرات

دلائل الخیرات شریف کی حدیث درج ذیل ہے۔

قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَّاْتِیْ بَعْدَكَ ' مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوةُ غَيْرِهِمْ عَرْضًا (دلائل الخیرات ۳۲) اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

میں محبت والوں کا دُرود خود سنتا ہوں

(ترجمہ) اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی گئی ان دُرود پڑھنے والوں کے دُرود کے بارے میں ہمیں کچھ ارشاد فرمایئے' جو آپ ﷺ سے دور ہیں اور

جو آپ ﷺ کے بعد آئیں گے ان کا کیا حال ہو گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں اور سنوں گا اور ان کو جانتا پہچانتا ہوں اور پہچانوں گا اور دوسروں کا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے اور پہنچایا جائے گا۔

اس کی شرح میں امام محمد المہدی الفاسی متوفی سن ۱۱۰۹ھ مطالع المسرات میں فرماتے ہیں۔

(فَقَالَ اَسْمَعُ) يَعْنِىْ بِلَاوَاسِطَةٍ (صَلٰوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِىْ) اَلَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلَىَّ مَحَبَّةً لِىْ وَشَوْقًا وَتَعْظِيْمًاوَظَاهِرُهٗ سَوَاءٌ صَلّٰى عَلَيْهِ الْمُحِبُّ لَهٗ عِنْدَ قَبْرِهٖ اَوْ نَائِيًا عَنْهُ لِتَاَلُّفِ اَرْوَاحِهِمْ بِرُوْحِهٖ وَتَعَارُفًا مَعَهَا بِالْمَحَبَّةِ الرَّابِطَةِ وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَاتَعَارَفَ اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ' وَلِتَكَرُّرِ صَلٰوتِهِمْ عَلَيْهِ ﷺ وَاكْثَارِهِمْ لَهَا مِنْ اَجَلِ الْمَحَبَّةِ الْمُقْتَضِيَةِ لِذَالِكَ الخ

(مطالع المسرات ۷۷)

(ترجمہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا درود جو مجھے سے محبت وشوق اور میری تعظیم کے ساتھ مجھ پر درود بھیجتے ہیں میں ان کا درود بلاواسطہ خود سنتا ہوں۔ اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ محبت والے کا درود خود بلاواسطہ سنتے ہیں خواہ محبت والا آپ ﷺ کی قبر انور کے قریب ہو یا اس سے دور ہو کیونکہ آپ ﷺ پر محبت سے درود پڑھنے والوں کی روحیں حضور ﷺ کی روح مبارک سے مالوف ومانوس ہو جاتی ہیں اور محبت جو ایک رابطہ ہے اُس کے ذریعے ان میں اور حضور ﷺ کی روح مبارک میں تعارف وجان

پہچان کا خصوصی سلسلہ قائم ہو جاتا ہے اور روحیں تو اللہ تعالیٰ کا جمع شدہ لشکر ہے جن روحوں میں کسی سبب سے پہچان ہو گئی ان میں الفت و محبت ہو گئی اور جن میں اجنبیت رہی وہ ایک دوسرے سے دور ہو گئیں۔ اور آپ ﷺ پر محبت و شوق سے درود پڑھنے والے چونکہ آپ ﷺ پر بار بار اور کثرت سے درود پڑھتے ہیں جو قرب اور رابطہ کا سبب اور متقاضی ہے۔ اس لیے ان کی طرف حضور اکرم ﷺ کی خاص توجہ مبذول ہوتی ہے اور آپ ﷺ خاص توجہ سے اُن کا دُرود سنتے ہیں۔

الحمد للہ اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ محبت والوں کا درود خصوصی توجہ سے اور بلاواسطہ سنتے ہیں خواہ وہ قریب ہوں یا دور ہوں۔

چھٹی دلیل

چھٹی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الدمشقی المعروف امام ابن قیم الجوزیہ متوفی سن ۷۵۱ھ اپنی کتاب جلاء الافہام فی الصلوۃ والسلام علی خیر الانعام میں طبرانی کے حوالہ سے سند کے ساتھ لاتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَكْثِرُوْا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ. قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ. اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (جلاء الافہام ص ۷۳)

ہم حدیث مذکور کا ترجمہ درجہ ذیل عنوان بنا کر لکھتے ہیں۔

مجھے درُود پڑھنے والوں کی آواز پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہوں

(ترجمہ) مجھ پر جمعہ کے دن بہت درُود پڑھا کرو کہ اس میں حاضری ہوتی ہے' اس میں فرشتے (زیادہ) حاضر ہوتے ہیں کوئی بندہ ایسا نہیں جو مجھ پر درُود بھیجے مگر مجھے اس کی آواز نہ پہنچتی ہو' وہ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کی' اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد؟ فرمایا' میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ نے زمین پر یہ حرام کر دیا کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ بعض روایات میں اور اسی حدیث میں بھی لفظ "صوتہ" کی بجائے "صلوتہ" بھی آیا ہے جس کا معنی ہے کہ اس کا درُود مجھے پہنچتا ہے۔ اس صورت میں آواز کے پہنچنے والی روایت مشکوک ہو جائے گی؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ "صلوتہ" والی روایت میں بعض راویوں کی طرف سے "صوتہ" کی بجائے "صلوتہ" کا لفظ غلط فہمی کی بنا پر بھی ہو سکتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس روایت میں "صلوتہ" یعنی آواز کی بجائے درود کے پہنچنے کا لفظ ہے اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے چنانچہ امام شمس الدین سخاوی علیہ الرحمتہ متوفی سن ۸۳۱ھ "القول البدیع" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "وقال العراقی ان اسنادہ لا یصح" (ص ۱۵۹) لہ

امام عراقی نے فرمایا اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ دونوں روایتیں درست ہیں "صلوتہ" بھی صحیح ہے اور "صوتہ" بھی صحیح ہے جیسا کہ ہم پہلے دلائل سے ثابت کر چکے کہ حضور ﷺ درود شریف خود بھی سنتے ہیں اور فرشتے بھی پہنچاتے ہیں۔

لہذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے دونوں اپنے اپنے محل میں درست ہیں۔ بذاتِ خود سننا' پہنچانے کے اور پہنچانا بذاتِ خود سننے کے معارض و منافی نہیں۔ جیسے اللہ تعالی بندوں کے اعمال کو خود بھی ملاحظہ فرماتا ہے اور فرشتے بھی اس کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی عطاء اور اس کے فضل و کرم سے حضور ﷺ کا حال بھی ایسا ہی ہے۔

تاویلِ حدیث

جب قرآن و حدیث کے متعدد حوالوں سے ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے اور ان کا درود بھی سنتے ہیں کیونکہ درود پڑھنا بھی ایک عمل ہے اور آپ ﷺ تمام اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور سننا بھی ثابت ہے سنتے بھی ہیں۔ اس کے بعد اس حدیث کی تاویل کی جائے گی جس میں ہے کہ جس نے میری قبر انور پر دُرود پڑھا اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

وہ تاویل یہ ہے کہ ہم حدیثوں سے حوالے پیش کر چکے ہیں کہ قبر انور پر دُرود پڑھنے والوں کا دُرود فرشتہ بھی پہنچاتا ہے تو جیسے قبر انور پر پڑھنے

والوں کا دُرود حضور خود بھی سنتے اور فرشتہ بھی پہنچاتا ہے اسی طرح دور سے دُرود پڑھنے والوں کا دُرود بھی فرشتے پہنچاتے ہیں اور آپ ﷺ خود بھی سنتے ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

لہذا تاویل یہ ہوئی کہ آپ ﷺ کا فرمان کہ جو میری قبر انور پر دُرود پڑھے میں اسے خود سنتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ قبر انور پر حاضر ہو کر کمال اخلاص سے دُرود پڑھنے والوں کا دُرود آپ ﷺ زیادہ اور کمال توجہ سے سنتے ہیں اور دور سے پڑھنے والوں کے دُرود کو ویسی کمال توجہ سے نہیں سماعت فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض حدیث کے ان الفاظ میں کہ ''جو میری قبر انور پر دُرود پڑھے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ واقع تقابل سے کوئی خواہ مخواہ یہی سمجھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ دور والوں کا دُرود خود نہیں سنتے تو ہم کہیں گے کہ اس سے نفس سماع یعنی محض سننے کی نفی نہیں ہے بلکہ قبر انور پر حاضر ہو کر درود بھیجنے والے کے مقابلہ میں کمال توجہ سے سننے کی نفی ہے یعنی آپ ﷺ دور والوں کا بھی دُرود شریف سنتے ہیں لیکن اس کمال توجہ سے نہیں جس کمالِ توجہ سے قبر انور پر حاضر ہو کر دُرود شریف پڑھنے والوں کا دُرود شریف سنتے ہیں کیونکہ قبر انور پر حاضر ہو کر دُرود شریف پڑھنے والوں کو کچھ ایسی خصوصیتیں حاصل ہوتی ہیں جو دور سے دُرود پڑھنے والوں کو حاصل نہیں ہوتیں مثلاً

۱۔ سفر کر کے جانا

۲۔ سفر کی تکلیفیں برداشت کرنا

۳۔ دولت وسرمایہ خرچ کرنا

۴۔ بے وطن ہونا

۵۔ عزیز و اقارب، بہن بھائی اور اہل و عیال کی جدائی

۶۔ حضور ﷺ کے باطنی قرب کے ساتھ ساتھ عین بارگاہ اقدس میں پہنچ کر ظاہری قرب حاصل کرنا۔

۷۔ حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہونا کہ جس کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ذی شان ہے۔

قبر انور کی زیارت کی اہمیت

۱۔ "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی"

(ترجمہ) کہ جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب (ضروری) ہو گئی۔ (سنن دار قطنی ۲ / ۲۷۸۔ شعب الایمان از بیہقی ۳ / ۴۹۰ الکامل لابن عدی ۶ / ۲۳۵۰۔ شفاء السقام للامام السبکی ۲۔۱۴)

۲۔ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ زَارَنِیْ فِیْ مَمَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ زَارَنِیْ حَتّٰی یَنْتَهِیَ اِلٰی قَبْرِیْ کُنْتُ لَهُ شَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

(ترجمہ) جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اور جس نے میری زیارت کی حتی کہ میری قبر تک آپہنچا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا (کتاب

الضعفاللعقیلی ۳ / ۵۷ ۴و شفاء السقام للسبکی ص ۳۸)

۳۔ تیسری حدیث میں فرمایا

مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

(ترجمہ) جس نے مدینہ منورہ حاضر ہو کر ثواب کی نیت سے میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے (ایمان کے) بارے میں گواہی دوں گا۔

(شعب الایمان بیہقی ۳ / ۴۸۸ و تاریخ جرجان ۴۳۴ و شفاء السقام ۳۵)

۴۔ چوتھی حدیث ہے۔

مَنْ اَتَی الْمَدِیْنَةَ زَائِرًا لِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ اٰمِنًا.

(ترجمہ) جو مدینہ منورہ میں میری زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی اور جو حرم مکہ معظمہ اور حرم مدینہ منورہ میں کسی ایک میں مراوہ قیامت کے دن امن کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۵۔ پانچویں حدیث ہے۔

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَمَوْتِیْ فَکَاَنَّمَازَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (سنن دار قطنی ۲ / ۲۷۸ و شعب الایمان ۳ / ۴۸۸)

(ترجمہ) جس نے میری وفات کے بعد میری (قبر انور کی) زیارت کی

پس گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو (حرم مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) دو حرموں میں سے کسی ایک میں مرا وہ قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا۔

۶۔ چھٹی حدیث میں ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اَوْ قَالَ مَنْ زَارَنِیْ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْشَهِیْدًا اَوْمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(منحۃ المعبود ا / ۲۲۸، سنن کبریٰ بیہقی ۵ / ۲۴۵ و شعب الایمان ۳ / ۴۸۸)

(ترجمہ) جس نے میری قبر انور کی زیارت کی یا فرمایا جس نے میری زیارت کی میں (قیامت کے دن اس کی) شفاعت کرنے اور اسکے حق میں گواہی دینے والا ہوں گا۔

۷۔ ساتویں حدیث ہے۔

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَکَنَ الْمَدِیْنَةَ وَ جَدَّعَلٰی بَلَآئِهَا کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(شعب الایمان ۳ / ۴۸۹)

(ترجمہ) جس نے جان بوجھ کر میری زیارت کی یعنی صرف میرے لیے سفر کیا وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہو گا اور جس نے مدینہ میں رہائش اختیار کی اور اس کی تکلیفیں برداشت کیں میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں گا اور جو دو حرموں میں سے کسی ایک میں مرا اسے اللہ قیامت کے دن امن والوں

میں سے اٹھائے گا۔

۸۔ آٹھویں حدیث میں ہے۔

"مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ"

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۴۰۶ سنن کبری للبیھقی ۵/۲۴۶۔ الکامل لابن عدی ۲/۷۹۰ والترغیب والترھیب للاصھانی ۱/۴۴۷ وسنن دار قطنی ۲/۲۷۸ المطالب العالیہ ۱/۳۷۲)

(ترجمہ) جس نے حج کیا پھر میری موت کے بعد میری زیارت کی وہ اس کی طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

اِن تمام حدیثوں سے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر دُرود پڑھنے کا جو درجہ ہے وہ اِن سات خصوصیات ووجوہات کی بنا پر جو ہم نے اوپر بیان کیں۔ اس سے کہیں بلند ہے جو دُور سے پڑھنے کا ہے لہذا جو آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دُرود عرض کرے اس کا دُرود انتہائی کمال کرم وکمال توجہ اور خاص توجہ سے سنتے ہیں اور جو دُور سے پڑھے اس کا بھی دُرود سنتے ہیں اور توجہ فرماتے ہیں مگر ویسی توجہ نہیں جیسی سفر کر کے حاضر ہو کر دُرود پڑھنے والی کی طرف۔

اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کے باوجود کمال اخلاص اور کمال توجہ سے دُرود نہیں بھیجتا لیکن اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص دور سے دُرود بھیجتا ہے لیکن کمال اخلاص و

کمال توجہ سے درود بھیجتا ہے تو آپ ﷺ کی توجہ پہلے کی نسبت دوسرے کی طرف زیادہ ہوتی ہے یہی حال آپ ﷺ کے فیضان وکرم کا ہے کہ جس میں ایمان واعتقاد کی درستگی کے ساتھ جس قدر زیادہ اخلاص وادب پایا جائے گا اُسی قدر وہ آپ ﷺ کے فیضان وکرم سے نوازا جائے گا۔

محبت سے دُرود پڑھنے والوں کا دُرود آپ ﷺ خود سنتے ہیں خواہ وہ کہیں ہوں

چنانچہ دلائل الخیرات شریف میں امام جزولی علیہ الرحمتہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِىْ وَتُعْرَضُ عَلَىَّ صَلٰوةُ غَيْرِهِمْ عَرْضًا.

(ترجمہ) کہ میں محبت والوں کا دُرود خود (کمال توجہ سے) سنتا ہوں اور بے محبت والوں کے دُرود (کی طرف میں خاص توجہ نہیں فرماتا بلکہ اس) کو میرے پیش کیا جاتا ہے۔ (دلائل الخیرات ص ۳۲)

الحدیث دنیا ہتھیلی کی مانند

دنیا آپ ﷺ کے لیے ہتھیلی کی مانند کردی گئی ہے اس لئے حضور اکرم ﷺ سے کوئی چیز بعید اور دُور نہیں ہے لھذا " الصلوة والسلام علیك یا

رسولَ اللہ" کا درُود بھی آپ ﷺ سنتے ہیں اس سلسلہ میں ایک اور حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد قسطلانی شارح بخاری ۹۲۳ھ مواہب شریف میں فرماتے ہیں۔

"اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ"

(المواہب اللدنیہ ۲ / ۱۹۲)

(ترجمہ) امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا اٹھادی ہے تو میں اسے دیکھ رہا ہوں اور اس کی طرف جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے میں اپنے ہاتھ مبارک کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے

طبرانی کی ایک اور روایت میں یوں ہے جسے امام اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں یوں نقل فرمایا ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جَلِیًّا جَلَّاھَا اللّٰہُ

لِنَبِیِّہٖ کَمَا جَلَاھَا لِلنَّبِیِّیْنَ قَبْلُ (تفسیر روح البیان پارہ ۱۳ سورہ ابراھیم ۴/۴۰۱)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا اٹھادی ہے سمیٹ دی ہے۔ پس میں ساری دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنے اس ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے دنیا کو روشن کر دیا ہے (کہ اللہ کا نبی سب کچھ دیکھتا ہے) جیسا کہ اللہ نے دنیا کو پہلے پیغمبروں کے لیے روشن کیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ نے تمام نبیوں کے لئے دنیا کو سمیٹ دیا تھا۔ اور یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہوتا ہے اور ہو رہا ہے اور جو قیامت تک ہو گا تمام انبیاء علیہم السلام کے پیش نظر ہے لیکن بہ وسیلہ سید الانبیا علیہ افضل التحیہ والثناء وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

علم محیط

اس کی شرح میں امام عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"اِنَّ اللّٰہَ قَدْرَفَعَ) اَظْھَرَ وَکَشَفَ (لِی الدُّنْیَا) بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِجَمِیْعِ مَا فِیْھَا (فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذَا) اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّہٗ نَظَرُ حَقِیْقَۃٍ دَفَعَ بِہٖ اِحْتِمَالَ اَنَّہٗ اُرِیْدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ"

(شرح المواھب للزرقانی ۷/ ۲۰۴۔۲۰۵)

(ترجمہ) (بے شک اللہ تعالیٰ نے اٹھادیا) ظاہر کر دیا اور بے حجاب کر

دیا (میرے لیے دنیا کو) اس طرح کہ جو کچھ دنیا میں ہے میں نے سب کا احاطہ اور گھیر اکر لیا یعنی ساری دنیا میری نظروں میں اس طرح کر دی گئی کہ اس کی کوئی چیز بھی میری نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہی تو میں دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہو گا سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف اشارہ کر کے بتانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ دنیا کو حقیقی نگاہ سے ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ ﷺ نے اس فرمان سے دراصل اس احتمال کو دور کر دیا ہے کہ نظر سے علم کا ارادہ کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہتھیلی کی طرف اشارہ کر کے جیسے میں اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس لیے فرمایا تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہو سکتا ہے دیکھنے سے مراد جاننا ہو۔ لیکن ہتھیلی کی طرف نظر فرمانے کی بات فرما کر آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ نہ صرف یہ کہ تمام دنیا کی ایک ایک چیز میرے علم میں ہے بلکہ اس کی ایک ایک چیز میری نظر میں بھی ہے اور قیامت تک میری نظر میں رہے گی۔ حضرت علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا اس حدیث کی شرح میں ''احطت بجمیع ما فیہا'' فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اہلسنت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا علم مبارک تمام دنیا کو محیط ہے۔ دنیا کی کوئی چیز آپ ﷺ کے علم سے باہر نہیں۔ وھذا بفضل اللہ تعالیٰ واکرمہ۔ اس کے باوجود کہنا کہ حضور ﷺ دور سے ہمارا درود نہیں سنتے بلاوجہ کی ضد ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین۔

مشرق و مغرب نظر میں ہیں

مشکوٰۃ میں کتاب الفضائل کی پہلی فصل میں حدیث نمبر ۵۷۵ ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَازُوِیَ لِیْ مِنْھَا الخ

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفضائل الفصل الاول)

(ترجمہ) "بے شک اللہ تعالےٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور بے شک میری امت کی سلطنت و حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی یعنی مشرق و مغرب تک"۔

اس کی شرح میں محدث مکی حضرت علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ م سن ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں۔

"قَالَ النُّوْرُ بُشْتِی: زَوَیْتُ الشَّیْئَ جَمَعْتُہٗ وَ قَبَضْتُہٗ. یُرِیْدُبِہٖ تَقْرِیْبَ الْبَعِیْدِ مِنْھَا حَتّٰی اِطَّلَعَ عَلَیْہِ اِطِّلَاعَہٗ عَلَی الْقَرِیْبِ مِنْھَا وَ حَاصِلُہٗ اَنَّہٗ طَوٰی لَہُ الْاَرْضَ وَجَعَلَھَا مَجْمُوْعَۃً کَھَیْئَۃِ کَفٍّ فِیْ مِرْآۃِ نَظْرِہٖ وَلِذَا قَالَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱۰/ ۱۵)

(ترجمہ) امام شہاب الدین تورپشتی علیہ الرحمۃ م سن ۶۳۰ھ نے فرمایا کہ "زویت الشئ" کا معنی کسی چیز کو اکٹھا کرنا اور اسے قبضہ میں لینا ہے۔ اس

حدیث سے آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مشرقوں اور مغربوں کی دوری کو قریب کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مشرقوں اور مغربوں کو ایسے دیکھا جیسے آپ ﷺ نے کسی قریب کی چیز کو دیکھا۔ حاصل معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کے لیے ساری زمین سمیٹ کر اکٹھی کر دی اور اسے آپ ﷺ کے آئینہ نظر میں ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح کر دیا اور اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے زمین کے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا"۔

الحمدللہ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ ساری زمین اور ساری دنیا (جیسا کہ طبرانی کے حوالہ سے حدیث گزری) حضور ﷺ کے لیے ہتھیلی کی طرح ہے جسے آپ ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ سے دنیا کا کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے، پھر آپ ﷺ ہمارا درُود دور سے کیونکر نہیں سن سکتے جبکہ آپ ﷺ کے لیے دُور اور نزدیک ایک ہی جیسے ہیں۔

اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے مولانا نواب محمد قطب الدین علیہ الرحمتہ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے میری لیے روئے زمین کو سمیٹا یعنی اس کو سمیٹ کر ایک ہتھیلی کے برابر کر دیا اور پھر مجھ کو دکھایا چنانچہ میں نے روئے زمین کو مشرق سے لے کر مغرب تک دیکھا الخ" (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ۵ / ۳۱۵_۳۱۶)

اسی طرح امام قاضی عیاض م سن ۵۴۴ھ شفاء شریف میں حضور ﷺ کے فضائل شریفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فضائل وکمالات شریفہ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو آپ ﷺ کے لیے سمیٹ دیا ہے۔ اس کی شرح میں امام شہاب الدین الخفاجی علیہ الرحمتہ م سن

۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں۔

اَیْ اَنَّہٗ تعالٰی جمعَ لَہُ الاَرْضَ بِیَدِ قُدْرَتِہٖ وَ طَوَاھَا فِیْ قُبْضَۃِ قُدْرَتِہٖ حَتّٰی نَظَرَھَا کُلَّھَا وَ بَشَّرَہٗ بِاَنَّ اُمَّتَہٗ تَمْلِکُھَا کُلَّھَا حَقِیْقَۃً بَعْدَ نُزُوْلِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْ قَبْلَہٗ اِنْ قُلْنَا اِنَّ مَا مَلَکُوْہُ مِنْھَا اَعْظَمُھَا وَ اَشْرَفُھَا الخ (نسیم الریاض شرح شفاء ۲/۳۱۵)

(ترجمہ) یعنی بے شک اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے ساری زمین کو اپنے دست قدرت سے اکٹھا کر دیا اور اسے اپنے قبضۂ قدرت میں سمیٹ دیا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری زمین کو ملاحظہ فرمایا اور آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو خوشخبری دی کہ آپ ﷺ کی اُمت حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کے بعد کل زمین کی حقیقۃً مالک ہو گی یا ان کے اترنے سے پہلے اسی طرح کل زمین کی مالک ہو گی کہ اسکا اکثر اور سب سے بڑا حصہ ان کے پاس ہو گا۔

(جسے "للاکثر حکم الکل" کے قاعدہ کے تحت مجازاً کل زمین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قادری)

سوال وجواب

یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ساری زمین کا سمیٹ کر دکھایا جانا ایک وقتی بات تھی جو بطور معجزہ کے تھوڑی سی دیر کے لیے تھی۔ اسے ہمیشہ کے لیے اس طرح سے سمجھ لینا کہ وہ اب بھی آپ ﷺ کے لیے ہاتھ کی

ہتھیلی کی مانند ہے کیسے درست ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اب تک ہم جو دلائل
نقل کر چکے ہیں ان سب کو سامنے رکھنے کے بعد یہی صحیح قرار پاتا ہے کہ یہ
فضیلت آپ ﷺ کے لیے وقتی نہیں دائمی ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے اور بلاشبہ
یہی حق ہے' حق ہے' حق ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے لیے نہ صرف زمین بلکہ
ساری دنیا آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی کی طرح ہے دنیا و مافیہا (اور
جو کچھ دنیا میں ہے سب) آپ ﷺ کے پیش نظر ہے کوئی بھی چیز آپ ﷺ سے
پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے آگے کوئی حجاب نہیں البتہ ہمارے آگے حجاب
ہے اور جن اھل معرفت کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے حجاب اٹھادے اور وہ حضور
ﷺ سے ملتے اور آپ ﷺ کے جلوے دیکھتے ہیں چنانچہ ہم آگے چل کر اقوال
علماء میں اسے بیان کریں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

ہر چیز نور مصطفیٰ ﷺ سے بنی

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آٹھویں حدیث

امام عبدالرزاق جو امام بخاری کے بھی اُستاذ ہیں جن کا وصال ۲۱۱ھ کو
ہوا اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں
جسے آگے بے شمار علماء وفقہاء و محدثین نے ان کے حوالہ سے اپنی اپنی کتابوں
میں نقل فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ، اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ
خَلَقَهُ اللّٰهُ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ؟ قَالَ: یَا جَابِرُ، اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ
نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِهٖ فَجَعَلَ ذَالِکَ النُّوْرَ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَاءَ
اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَ لَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ
وَلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَلَا
اِنْسٌ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذَالِکَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ
اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَ مِنَ الثَّانِیْ اللَّوْحَ وَمِنَ
الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ
الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَ مِنَ الثَّانِیْ الْکُرْسِیَّ وَ مِنَ الثَّالِثِ بَاقِیَ
الْمَلَائِکَةِ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ
اَلسَّمٰوَاتِ وَمِنَ الثَّانِیْ الْاَرْضِیْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ
قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ نُوْرَ اَبْصَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
مِنَ الثَّانِیْ نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ وَ هِیَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ وَمِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ
اَنْفُسِهِمْ وَ هُوَ التَّوْحِیْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(الفتاویٰ الحدیثیہ لخاتمۃ الفقہاء والمحدثین امام احمد شہاب الدین بن حجر المکی ۹۷۴ھ ص ۵۲ والمواہب اللدنیہ لخاتمۃ المحققین امام احمد بن محمد القسطلانی شارح البخاری ج ۱/ ص ۹)

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ

قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟
فرمایا اے جابر! بے شک اللہ تعالےٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی ﷺ
کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا پھر میر اوہ نور اللہ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ
نے چاہا گھومتا رہا اس وقت لوح نہ تھی اور نہ قلم اور نہ جنت اور نہ دوزخ اور نہ فرشتے
اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ سورج اور نہ چاند اور نہ انسان اور نہ جن تھے غرض یہ
کہ کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے میرے نور کے چار
حصے کئے (حصے کرنے سے مراد ٹکڑے کرنا نہیں کیونکہ نور کے ٹکڑے یا حصے
نہیں ہو سکتے بلکہ مراد یہ ہے کہ میرے نور سے چار عکس لیے آئندہ بھی جب
ٹکڑے یا حصے کرنے کا ذکر آئے گا اس سے بھی یہی عکس لینا مراد ہو گا) پہلے عکس
سے قلم اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش کو پیدا کیا پھر چوتھے عکس
سے چار عکس لیے پہلے سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا۔ دوسرے
سے کرسی اور تیسرے سے باقی تمام فرشتے پیدا کئے۔ پھر چوتھے سے چار عکس لیے
پہلے سے آسمانوں کو' دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے سے جنت اور دوزخ
کو پیدا فرمایا پھر چوتھے سے چار عکس لیے پہلے سے ایمان والوں کی آنکھوں کا نور
اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور اور وہ اللہ تعالےٰ کی معرفت و پہچان ہے اور
تیسرے سے ان کی محبت کا نور اور وہ توحید ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس
حدیث سے ظاہر و مسلم ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ نور مصطفےٰ ﷺ کا فیضان ہے وجود
میں بھی اور بقا میں بھی' کما قال الامام العارف الشیخ احمد رضا علیہ الرحمتہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے (حدائق بخشش)

جب آسمان پر چمکنے والا سورج اپنی روشنی سے عالم کو منور کئے ہوئے ہے ہم جہاں جاتے ہیں اس کی روشنی کو اپنے ساتھ موجود پاتے ہیں اور سورج کو اپنے اوپر جلوہ گر دیکھتے ہیں تو جن کا نور سورج کے نور کا بھی منبع اور سرچشمہ ہے ان کا نور کیونکر ہر جگہ نہ ہو گا اور کونسی ایسی جگہ ہو گی جہاں وہ اپنی روحانیت و نورانیت سے جلوہ گر نہ ہوں گے لہذا جہاں بھی کوئی ہو ان الفاظ سے "الصلوٰۃ و السلام علیک یارسول اللہ ﷺ" درود بھیج سکتا ہے اور بلاشبہ آپ سنتے ہیں براہِ راست سنتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔ لھذا پڑھیے اور ذوق و شوق سے اور اس اعتقاد و یقین سے پڑھیے کہ آپ ہمارے درود و سلام خود سن رہے ہیں اور جواب عنایت فرما رہے ہیں۔

الصلوٰۃ و السلام علیک یارسول اللہ ﷺ
الصلوٰۃ و السلام علیک یاحبیب اللہ ﷺ

کمالِ نگاہ مصطفیٰ ﷺ

نویں حدیث

صحیح البخاری میں ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ

"مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلاَّ قَدْ رَاَیْتُهُ فِیْ مَقَامِ هٰذَا حَتّٰی الْجَنَّةِ وَالنَّارِ"

(ترجمہ) کوئی چیز ایسی نہیں جو میں نے نہیں دیکھی تھی مگر اس وقت

اُسی جگہ میں۔ اُسے میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی دیکھ لی ہے پھر فرمایا کہ قبر میں تمہارا امتحان لیا جائے گا اور میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا اور یوں سوال کیا جائے گا۔ "مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ" کہ اس مرد کے بارے میں تیرا کیا اعتقاد ہے؟ (صحیح البخاری ۱/۱۸ کتاب العلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز حضور ﷺ کے سامنے کر دی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی آپ ﷺ کے پیش نظر کر دی گئیں۔

جب خدا ہی نہ چھپا

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت امام بدر الدین محمود عینی علیہ الرحمۃ م ۸۵۵ھ لکھتے ہیں کہ "مَا مِن شَیٔ" کے عموم میں ہر چیز آگئی یہاں تک کہ یہ عموم اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو بھی شامل ہے کہ حضور ﷺ نے اسی مقام میں کائنات کی ایک ایک چیز کو اس کے خالق و مالک ذات باری تعالیٰ سمیت دیکھ لیا۔ کائنات اور خالق کائنات سب آپ ﷺ کی نگاہ میں آگئے۔ امام عینی لکھتے ہیں

فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّهٗ ﷺ رَاٰى فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ ذَاتَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲/۹۸)

(ترجمہ) کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف راہنمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی مقام میں (ساری کائنات کو دیکھنے کے علاوہ) اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو بھی دیکھا۔

قارئین غور فرمائیں کہ جن کی نظر کا یہ عالم ہو کہ کائنات کا کوئی ذرہ بھی

اس سے مخفی نہ ہو یہاں تک کہ خود خالق کائنات جو غیب الغیب ہے وہ بھی آپ ﷺ سے چھپا نہ رہا ہو تو پھر آپ ﷺ سے اور کیا چیز چھپی رہ سکتی ہے۔ اِس حدیث مبارکہ کی تشریح کے ضمن میں الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حدائق بخشش میں کیا ہی خوب ارشاد فرمایا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درُود

پھر آپ ﷺ براہ راست اپنے غلاموں کا دُرود کیسے نہیں سنتے ہوں گے۔ جبکہ آپ ﷺ نے اپنے دیکھنے اور سننے کی دونوں خداداد قوتوں کا اکٹھے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سب کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ (حدیث شریف کا حوالہ گزر چکا ہے)

علم مصطفیٰ ﷺ

دسویں حدیث

منافقوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب حضور ﷺ وعظ کر رہے ہوں تو اس وقت آپ ﷺ پر طرح طرح کے اور ہر طرف سے سوالات کرنے شروع کر دیے جائیں اور ایسے ایسے سوالات کریں اور ایسی ایسی غیب کی باتیں

پوچھی جائیں کہ آپ ﷺ لاجواب رہ جائیں آپ ﷺ کو ان کے اس منصوبہ کا پتہ چل گیا تو آپ ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر آپ ﷺ نے قیامت کا ذکر کیا اور قیامت میں واقع ہونے والی بڑی بڑی چیزوں کا ذکر فرمایا اس کے بعد اعلان فرمایا کہ

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ فَلَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا فَاَکْثَرَ النَّاسُ الْبُکَاءَ وَ اَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِیُّ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ؟ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی رُکْبَتِهٖ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَسَکَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِیْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ کَالْخَیْرِ وَالشَّرِّ.

(صحیح البخاری ۱/۷۷)

(ترجمہ) جو کسی بھی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ لے تم لوگ کسی بھی چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھو گے میں اپنی اس جگہ میں جب تک ہوں بتادوں گا تو لوگ منافقوں کی منافقت پر مبنی رویے اور آپ ﷺ کے جلال وہیبت سے بہت رونے لگے اور آپ ﷺ نے بہت مرتبہ فرمایا کہ مجھ سے پوچھو جو چاہو پوچھو تو حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے (یہ اپنے باپ کے ہم شکل نہ تھے ان کے مخالفین انہیں طعنہ دیتے تھے کہ تم اپنے باپ حذافہ کے نہیں ہو کیونکہ تمہاری شکل ان سے نہیں ملتی تو انہوں نے حقیقت حال

معلوم کرنے کے لیے اور مخالفین کے طعن کو ہمیشہ کے لیے بند کرنے کی نیت سے آپ ﷺ سے سوال کیا) تو عرض کی حضور ﷺ۔ میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر بہت مرتبہ فرمایا مجھ سے اور پوچھو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حضور دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کی ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں تو حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی اس دیوار کی جانب میں جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں تو میں نے جنت جیسی اچھی چیز اور دوزخ جیسی بری چیز نہیں دیکھی۔

قارئین' غور فرمائیں کہ کسی کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ حقیقت کی رو سے وہ کس کا بیٹا ہے اور کس کا نہیں ہے کس قدر بڑا کمال ہے اور کس قدر وسیع علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا کیا ہے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر امتی کی خفیہ حالت کو جانتے ہیں ایسی خفیہ حالت کو کہ جس کا خود اُسے بھی علم نہیں تو آپ ﷺ اس کا دُرود کیوں نہیں سن سکتے' یقیناً سنتے ہیں۔ نیز جنت و دوزخ جس کے سامنے ہوں وہ ہمارے دُرود سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں جو براہ راست جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرماتے ہیں وہ براہ راست ہمارا دُرود بھی سنتے ہیں۔ لیکن ۔

بے خبر انہیں بے خبر جانتے ہیں۔

علم خضر علیہ السلام ساتوں آسمانوں اور سات زمینوں کو محیط ہے

امام علامہ کبیر حافظ وفقیہ شیخ الاسلام قاضی القضاۃ امام بدر الدین محمود الحنفی القاھری علیہ الرحمۃ م ۸۵۵ھ مصنف عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری علیہ الرحمۃ شرح بخاری میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے اسم گرامی میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ کہ ان کا اسم گرامی "بلیا" ہے "ابلیا" بھی کہا جاتا ہے دوسرا یہ کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی "خَضِر" ہے "خِضر" اور خَضر" (تینوں طرح) بھی صحیح ہے۔ یہ دراصل آپ کا لقب ہے اور کنیت ابو العباس ہے۔

"لاَنَّہٗ اِذَا جَلَسَ عَلٰی فَرْوَۃٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا ھِیَ تَھْتَزُّ مِنْ خَلْفِہٖ خَضْرَاءَ وَ اِذَا کَانَ صَلّٰی اَخْضَرَ مَاحَوْلَہٗ وَلِحُسْنِہٖ وَ اِشْرَاقِ وَجْھِہٖ"

(ترجمہ) خضر اس لیے کہلاتے ہیں کہ جس خالی زمین پر آپ بیٹھ جائیں وہاں سبزہ اُگ آتا ہے اور آپ علیہ السلام جہاں نماز پڑھتے ہیں وہاں آس پاس سبزہ ہو جاتا ہے اور یہ کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ پر رونق ہے منور ہے روشن ہے نورانی ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں

وَقِیْلَ اِسْمُہٗ "اَلْیَسَعُ" قَالَہٗ مُقَاتِلٌ وَیُسَمّٰی بِذٰلِکَ لِاَنَّ عِلْمَہٗ وَسِعَ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ وَسَبْعَ اَرْضِیْنَ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲/۶۰)

(ترجمہ) امام مقاتل نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا نام گرامی "اَلْیَسَعْ" (وسعت سے ماخوذ) ہے آپ علیہ السلام کو "اَلْیَسَعْ" اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کا علم سات آسمانوں اور سات زمینوں پر محیط ہے۔
(نوٹ) عمدۃ القاری میں "سبع کی بجائے "ست" ہے جس کے معنی چھ کے ہیں شاید یہ کاتب قلم کا سہو ہے ورنہ زمینیں تو سات ہیں اسی طرح آسمان بھی لہذا ہم نے چھ کی بجائے اصلاح کرتے ہوئے "سات" زمینیں اور سات آسمان لکھے ہیں۔

قارئین یہ حضرت خضر کے علم کا عالم ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اپنے "مَافِیْهِمَا" کے ساتھ ان کے علم میں سمائے ہوئے ہیں تو سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے علوم کا کیا عالم ہوگا پھر یہ کہنا کہ وہ اپنے غلاموں کا دور سے درود نہیں سنتے یا اُن کو دیوار کے پیچھے کا پتہ نہیں ہوتا تھا جیسا کہ علماء دیوبند کے بزرگ شیخ گنگوہی شیخ انبیٹھوی "براھین قاطعہ" میں لکھتے ہیں۔ آپ کے مقام و عظمت سے بے خبر اور ناواقف ہیں۔

گیارھویں حدیث

روزانہ دن میں پانچ وقت "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" پڑھنے کا ثواب جنت ہے۔

جناب جسٹس عثمانی صاحب تو "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" روضہ اقدس کے سوا کہیں اور پڑھنے کو جائز نہیں ٹھہراتے جبکہ

فقہاء کے نزدیک ایک حدیث کے مطابق دن میں پانچ وقت "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" پڑھنے والوں کو حضور ﷺ جنت میں لے جائیں گے۔

چنانچہ فقہاء کرام بالخصوص فقہاء احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ہر اذان میں پہلی بار "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ" سن کر یوں پڑھنا چاہیے۔

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" اور دوسری بار اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر انہیں اپنی دونوں آنکھوں پر ملیں اور ساتھ ہی کہیں "قُرَّةُ عَیْنِی بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" اے اللہ کے رسول آپ ﷺ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ایسا عمل کرنے والے کو حضور ﷺ کل قیامت کے دن صفوں میں سے نکال کر جنت میں لے جائیں گے۔

چنانچہ امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی المتوفی ۹۶۲ھ یا ۹۵۵ھ اپنی مشہور کتاب "جامع الرموز" جسے فتاویٰ قہستانیہ بھی کہتے ہیں، میں لکھتے ہیں۔

"وَاعْلَمْ اَنَّهُ یُسْتَحَبُّ اَنْ یُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّهَادَةِ الثَّانِیَةِ" صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِیَةِ مِنْهَا" قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" ثُمَّ یُقَالَ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفُرَیِ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّهُ ﷺ یَكُوْنُ قَائِدًا لَهُ اِلَی الْجَنَّةِ كَذَا فِیْ كَنْزِ الْعِبَادِ.

(جامع الرموز ۱/۱۲۵)

(ترجمہ) معلوم ہوا کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا جائے تو اس وقت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنا مستحب (ثواب کا کام) ہے اور جب یہ کلمہ دوسری بار سنا جائے تو کہنا چاہیے "قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" (یارسول اللہ آپ ﷺ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر پڑھے "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" اے اللہ مجھے ہمیشہ میرے کانوں اور آنکھوں سے فائدہ پہنچانا۔ ایسا عمل کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن جنت کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔ اسی طرح کنز العباد میں ہے۔

کنز العباد

یہ کنز العباد فی شرح الاوراد شیخ اجل محی السنۃ شیخ شہاب الدین سہروردی المتوفی ۵۶۳ھ کے اوراد شریف کی شرح ہے جو بعض مشائخ نے لکھی ہے ایک جلد میں ہے کتب فتاوی اور واقعات سے حوالے جمع کیے گئے ہیں بہت عمدہ کتاب ہے (کشف الظنون)

جامع الرموز کا حاشیہ "غواص البحرین فی میزان الشرحین" میں علامہ فخر الدین بن ابراہیم افندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

فِىْ ذِكْرِ هٰذَا الْكَلَامِ بَعْدَ اَحْكَامِ الْاَذَانِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ هٰذَا الْاِسْتِحْبَابَ يَخْتَصُّ بِالْاَذَانِ وَاَمَّا فِى الْاِقَامَةِ فَلَمْ يُوْجَدْ بَعْدَ الْاِسْتِقْصَاءِ التَّامِ وَالتَّتَبُّعِ (۱/۱۲۵)

(ترجمہ) مصنف علیہ الرحمتہ کا اذان کے احکام کے بعد اس کلام کا ذکر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ عمل اذان کے ساتھ مخصوص ہے اور اقامت میں اس عمل کا مستحب ہونا پوری جستجو وتلاش کے بعد نہیں پایا گیا۔

راقم ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری بڑے ادب سے عرض کرتا ہے کہ اقامت بھی تو اذان ہی ہے اس لئے ان دونوں کو ''اذانین'' بھی کہا جاتا ہے لہذا اقامت بھی چونکہ اذان ہی ہے اس لیے اس میں اس عمل کا مستحب ہونا خود بخود سمجھا جاتا ہے اس کے الگ ذکر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

طحطاوی

فقہ حنفی کے بڑے فاضل علامہ شیخ احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ شارح در مختار اپنی شرح علی مراقی الفلاح میں فتاوی قہستانیہ کے حوالہ کے ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام دیلمی رحمتہ اللہ علیہ نے مسند فردوس میں سند کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمَلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ وَكَذَا رُوِیَ عَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بِمِثْلِهٖ يُعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ (شرح الطحطاوی ۱۱۱)

(ترجمہ) اذان سننے والوں کے لیے مستحب وثواب کی بات ہے کہ جب موذن پہلی بار کہے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" تو کہنا چاہیے "صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" اور جب دوسری بار کہے تو اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھتے ہوئے کہنا چاہیے۔ "قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" (یارسول اللہ! آپ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں) تو حضور ﷺ اسے قیامت کے دن جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے اور امام دیلمی نے مسند الفردوس میں سند کے ساتھ بیان فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے موذن سے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" سنکر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کے اندرونی حصوں کو بوسہ دے کر اپنی دونوں آنکھوں پر ملتے ہوئے کہا "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا" اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی اور ایسی حدیثوں پر فضائل اعمال میں عمل کیا جاتا ہے۔ (الطحطاوی ۱۱۱)

حدیث ضعیف

علامہ طحطاوی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمانا کہ فضائل میں ایسی حدیثوں پر عمل کیا جاتا ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مسند الفردوس والی حدیث میں کوئی ضعف ہو تو اس سے فرق نہیں آتا کیونکہ فضائل میں خواہ اشخاص کے فضائل ہوں یا اعمال کے ایسی حدیثیں معتبر ہوتی ہیں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام سخاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح السند کے درجہ کی نہیں ہے' اور اسے امام شیخ احمد رداد نے اپنی کتاب موجبات الرحمۃ میں ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کچھ نامعلوم حالات راوی ہیں باوجود اس کے کہ اس کی سند حضرت خضر علیہ السلام سے منقطع ہے اور اس میں سب مروی حدیثیں صحیح السند کے درجہ کی نہیں ہیں ان کا رفع حضور ﷺ تک ہرگز ثابت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں

میں (حضرت امام علامہ علی بن سلطان القاری المکی ۱۰۱۴ھ) کہتا ہوں

کہ "اِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ عَلَی الصِّدِّیْقِ فَیَکْفِی الْعَمَلُ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَقِیْلَ لَایُفْعَلُ وَلَایُنْهٰی وَغَرَابَتُه لَا یُخْفٰی عَلٰی ذَوِی النُّهٰی "

(موضوعات ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ۶۴)

جب اس حدیث جس میں ہے کہ موذن کے پہلی بار "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ" کہنے پر "صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ" اور دوسری بار پر شہادت کی دو انگلیوں کے پوروں کے اندرونی حصوں یا دو انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر ملتے ہوئے کہیں " قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا " کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک سند کے ساتھ پہنچ جانا ثابت ہو گیا تو اس کے ساتھ عمل کافی ہے کیونکہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے (لہذا حضور ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس سنت کو اپنا معمول بنالیا جائے) کہا گیا ہے کہ یہ عمل نہ کیا جائے اور نہ ہی اس سے روکا جائے اس بات کا عجیب و غریب ہونا عقل مندوں سے مخفی نہیں ہے۔

الحمد اللہ! حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمتہ نے اس بات کی تائید فرما دی ہے کہ موذن سے پہلی بار " اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" سن کر " صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" کہنا اور دوسری بار شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کے اندرونی حصوں یا دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر ملتے ہوئے "قُرَّةُ عَيْنِىْ يَا قُرَّتَ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا" کہنا یہ عمل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت قرار پایا اور اس پر عمل کرنے والا صحیح العقیدہ مسلمان جنتی ٹھہرا تو "الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ" جنتیوں کا عمل ہوا اور اس عمل سے روکنے والا جنت کے عمل سے روکنے والا ہوا۔ اور جنت کے عمل سے روکنے والا کیا ٹھہرا؟ یہ آپ خود ہی سوچ لیجئے۔

کتاب الفردوس

کتاب الفردوس کا تعارف کرانا مناسب ہوگا جس میں اوپر والی حدیث گزری۔ اصل کتاب کا نام "فردوس الاخبار بما ثور الخطاب المخرج علی کتاب

الشہاب'' ہے۔ یہ مجموعہ احادیث ہے اسکے مصنف امام ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار ابن شیرویہ بن خسرو الھمدانی الدیلمی ہیں جن کی وفات ۵۰۹ھ کو ہوئی آپ نے اس میں دس ہزار حدیثیں جمع فرمائیں پھر اِسے اُن کے صاحبزادے حافظ شہر دار م ۵۵۸ھ نے چار جلدوں میں مزید خوبصورت ترتیب کے ساتھ مرتب فرمایا اور اس کا نام ''مسند الفردوس'' رکھا۔ (کشف الظنون ۲/ ۱۲۵۴)

موجبات الرحمتہ

نیز یہ حدیث کتاب موجبات الرحمتہ میں بھی آئی ہے اس کا تعارف یہ ہے کہ کتاب کا نام ''موجبات الرحمتہ وعزائم المغفرۃ'' ہے یہ امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابی بکر بن محمد الشہیر ''ابن الرداد' قرشی صوفی تمیمی شافعی م ۸۲۱ھ کی تالیف ہے۔ آپ نے اس میں دن اور رات کی عبادات وظائف واذکار جمع فرمائے کشف الظنون میں ہے ''کِتَابٌ حَسَنٌ جِدًّا'' کہ یہ بہترین کتاب ہے۔

(کشف الظنون ۲/ ۱۸۹۸)

امام سخاوی

امام حافظ شمس الدین السخاوی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں کہ اذان میں حضور ﷺ کا اسم گرامی سن کر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کے اندرونی حصوں کو چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر ملنا اور کہنا '' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا''.

اس سلسلے میں حدیث موجود ہے جسے امام دیلمی نے ''الفردوس'' میں

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے سند کے ساتھ روایت کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل

یہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

آنکھوں کی بینائی قائم رہے گی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

امام شمس الدین سخاوی ۹۰۲ھ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ امام ابن صالح نے فرمایا اور میں نے خود فقیہ محمد بن الزرندی سے سنا انہوں نے عراق یا عجم کے بعض مشائخ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا

"يَقُوْلُ عِنْدَمَا يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِىْ وَ يَا نُوْرَ بَصَرِىْ وَ يَا قُرَّةَ عَيْنِىْ لَمْ يَرْمُدْ اَبَدًا. وَ قَالَ لِىْ كُلُّ مِنْهُمَا مُنْذُ فَعَلَهُ لَمْ تَرْمُدْ عَيْنِىْ. قَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَ اَنَاوَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنْهُمَا اِسْتَعْمَلْتُهُ فَلَمْ تَرْمُدْ عَيْنِىْ وَاَرْجُوْ اَنْ عَافِيَتَهُمَا تَدُوْمُ وَاَنِّىْ اَسْلَمُ مِنَ الْعَمٰى اِنْشَاءَ اللّٰهُ.

(المقاصد الحسنۃ ۳۸۴)

(ترجمہ) کہ جب موذن کے اشهد ان محمد رسول الله تو سننے والے کو اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں یا انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہوئے یوں کہنا چاہیے :-

"صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
يَا حَبِيْبَ قَلْبِیْ وَيَا نُوْرَ بَصَرِیْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِیْ"

(ترجمہ) اے میرے سردار' اے اللہ کے رسول ﷺ' اے میرے دل کے محبوب۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! آپ پر اللہ کا درود ہو۔ اس کی برکت سے آنکھیں خراب نہ ہوں گی۔ مجھے دونوں اماموں امام محمد بن صالح المدنی امام و خطیب مسجد نبوی شریف و امام فقیہ محمد بن زرندی نے بتایا کہ انہوں نے جب سے یہ عمل شروع کیا ان کی آنکھوں کو کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اور امام ابن صالح علیہ الرحمتہ نے فرمایا اور میں بھی اللہ کی حمد اور اس کا شکر کرتا ہوں کہ جب سے اس کی برکت سنی اس پر عمل کرتا ہوں مجھے بھی اس کی برکت سے آنکھوں میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی اور مجھے امید ہے کہ میری آنکھیں اس عمل کی برکت سے ہمیشہ سلامت رہیں گی اور میں انشاء اللہ اس کی برکت سے اندھے پن سے محفوظ رہوں گا۔

جناب عثمانی صاحب تو روضہ اقدس کے علاوہ کہیں بھی "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بلاشبہ یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے مگر قارئین پر واضح ہو گیا کہ سچا عقیدہ جو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے وہ یہ ہے کہ آگے پیچھے کے علاوہ اذان میں بھی حضور ﷺ کا اسم گرامی سنکر انگوٹھوں کے ناخن یا دو انگلیوں کے پورے چوم کر آنکھوں پر ملتے ہوئے عشق و محبت مصطفےٰ ﷺ کی وجدانی و ایمانی کیفیت کے ساتھ زبان سے عرض کرے "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا حَبِیْبَ قَلْبِیْ یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ" گویا اہل ایمان کو یہی سبق دیا گیا ہے کہ تمہارے محبوب اور تمہارے رب کریم کے محبوب، تخلیق کائنات کے مقصود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمہارے گھروں میں، مسجدوں میں اور خود تمہارے اندر، تمہاری جانوں سے بھی قریب تر حاضر اور موجود ہیں لہذا نماز کی ہر التحیات میں اپنے دل میں انہیں حاضر یقین کرتے ہوئے کہا کرو کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" اور اذان میں ان کا اسم گرامی سن کر "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ" کہا کرو، ان کے نام گرامی کو چوما کرو وہ اس کے صلہ میں تمہیں جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے اور تمہاری آنکھیں بھی سلامت رہیں گی۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ" اور "صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه" کے الفاظ سے ہمیشہ درود بھیجا جاتا رہا ہے۔

خواہ کوئی یہ درود آپ ﷺ کی قبر انور پر پڑھے یا دور دراز سے پڑھے جیسا کہ امت کے فقہاء پوری امت کو اذان میں حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی سن کر یہ درود پڑھنے اور انگلیوں کے پورے یا انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کی تلقین و ترغیب دیتے اور اسے مستحب بتاتے چلے آرہے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه" کے بارے میں یہ رائے رکھنے والے کہ یہ "قبر انور" کے قریب پڑھا جائے دور سے اسے نہ پڑھا جائے بلکہ اس کی جگہ درود ابراہیمی پڑھا جائے غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور ایک ایسے مسلک و موقف پر گامزن ہیں جس کا راستہ سرزمین دیوبند پھر وہاں سے سرزمین نجد پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ

خاتمہ المحققین علامہ محمد امین المعروف علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۵۲ھ اپنی کتاب "ردُّ المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار" المعروف "فتاویٰ شامی" میں لکھتے ہیں۔

"یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّھَادَۃِ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" وَعِنْدَالثَّانِیَۃِ مِنْھَا "قُرَّتْ عَیْنِی بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" ثُمَّ یَقُوْلُ "اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الْاِبْھَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ" فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَکُوْنُ قَائِدًا لَہٗ اِلَی الْجَنَّۃِ. کَذَافِیْ کَنْزِ الْعِبَادِ قھستانی وَنَحْوُہٗ فِی الفتاوی الصوفیۃ" (ردالمحتار ۱/۳۹۸)

(ترجمہ) جو موذن سے اذان میں پہلی بار "اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہِ" سنے اس کے لیے یوں کہنا مستحب وثواب کا کام ہے۔ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" (اے اللہ کے رسول آپ ﷺ پر اللہ کا دُرود ہو) اور جب موذن سے دوسری بار یہ سنے تو کہے "قُرَّتُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" (ترجمہ) اے اللہ کے رسول آپ ﷺ (کے نام پاک کے سننے) سے میری آنکھ ٹھنڈی ہو گئی مجھے سکون مل گیا" پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کے (ناخن چوم کر) اپنے دونوں آنکھوں پر ملتے ہوئے کہے " اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ" (اے اللہ مجھے میرے کانوں اور آنکھوں کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ فائدہ پہنچاتے

رہنا۔ یعنی میری سننے اور دیکھنے کی قوتیں ہمیشہ قائم رکھنا اسی طرح کنز العباد میں ہے۔ قہستانی سے نقل ہوا اور فتاویٰ صوفیہ میں بھی اسی طرح ہے۔ (فتاوی شامی ۱/ ۳۹۸)

فتاویٰ صوفیہ

فتاویٰ صوفیہ' علامہ امام فضل اللہ محمد ابن ایوب "ماجو" کی تالیف ہے جن کی وفات ۶۶۶ھ میں ہوئی۔ فتاویٰ صوفیہ کا پورا نام اس طرح ہے "الفتاویٰ الصوفیہ فی طریق البہائیہ"۔

"طریق البہائیہ" میں حضرت شیخ المشائخ ابو محمد بہاؤالدین زکریا ملتانی قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف نسبت ہے جن کا ۶۶۱ھ کو وصال ہوا۔

فتاویٰ صوفیہ کی اہمیت

علامہ امام فضل اللہ محمد ۶۶۶ھ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ فتاوی امرتب کر لیا اور ہمارے شہر ملتان کے قاضی فخر الدین بن سالار دہلوی نے اس کے مسائل کے جواز و استحباب کا فیصلہ دیا تو میں نے خواب میں اپنے مرشد سیدنا شیخ الاسلام ابو محمد بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمتہ کو دیکھا۔ میں نے خواب میں صبح کی نماز پڑھائی اور ایک بڑی جماعت کے ساتھ میرے شیخ و مرشد شیخ الاسلام علیہ الرحمتہ نے میرے پیچھے نماز پڑھی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں جائے نماز سے اٹھ کر حضرت کے پیچھے جا بیٹھا جیسے میں اپنے شیخ کی حیات ظاہرہ میں ان کے ادب سے کرتا تھا۔ میں نے اس خواب سے یہ تعبیر حاصل کی کہ یہ فتاویٰ کا

جمع کرنا اللہ تعالی کے قرب اور شیخ الاسلام کی خوشی کا باعث ہوا ہے۔ (کشف الظنون ۲/۱۲۲۵)

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ شامی نے جراحی کے حوالہ سے لکھا ہے انہوں نے فرمایا اس سلسلہ میں کسی بھی حدیث کا مرفوع ہونا صحیح ثابت نہیں ہے۔

"وَلَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوْعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْءٌ" (فتاویٰ شامی ۱/۳۹۸)

(ترجمہ) کہ اس میں سے مرفوع (حدیث) میں کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ "یعنی اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں آئی"۔ پھر عمل کیسے درست ہوگا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کسی بھی حدیث پر عمل کے لیے اِسقدر کافی ہے کہ وہ حدیث ہو خواہ صحیح نہ ہو ضعیف ہی ہو جیسا کہ پہلے علامہ قہستانی وطحطاوی نے فرمایا اور اس پر سب ائمہ وفقہاء ومحدثین کا اتفاق ہے کہ فضائل اشخاص وفضائل اعمال میں ضعیف حدیثیں بھی مانی جاتی ہیں، حضور اکرم ﷺ وصحابہ کرام کے فضائل شریفہ میں بہت سی حدیثیں ضعیف بھی ہیں لیکن محدثین وفقہاء وعلماء ومورخین وسیرت لکھنے والے انہیں بڑی اہمیت کے ساتھ فضائل میں بیان فرماتے ہیں اور اسی لئے اس کے باوجود یہ فقہاء اس پر عمل کرنے کو مستحب قرار دے رہے ہیں۔ اگر ان حدیثوں کو معتبر نہ مانا جائے تو ان کے مستحب ہونے کی بنیاد کیا ہوگی؟ پھر خاص یہ عمل جو فقہاء باب اذان میں

مستحب لکھتے ہیں اسے مستحب نہ لکھتے۔ جبکہ سب اس کو مستحب لکھ رہے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علامہ جراحی نے اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں قرار دیا تاہم علامہ محدث علی بن سلطان القاری المکی م ۱۰۱۴ھ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک مرفوع ہونا (سند کے ساتھ ان تک پہنچ جانا) ثابت ہو چکا ہے لہذا اس پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان کا فرمان پیچھے گزر چکا ہے۔

بارھویں حدیث

یہ شب معراج والی حدیث ہے حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں پھر مسجد اقصیٰ میں بھی موسیٰ علیہ السلام حاضر تھے پھر چھٹے آسمان پر بھی موجود تھے۔ اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ

شب معراج کا عظیم معجزہ

شب معراج میں مصطفیٰ ﷺ کے کئی ایک معجزات کا ظہور ہوا ان میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ کئی پیغمبر ایک ہی وقت میں کئی ایک جگہ موجود تھے اس سلسلے میں امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمتہ م ۹۷۳ھ الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر۔ الیواقیت والجواہر ۲ / ۳۶ میں لکھتے ہیں

وَمِنْهَا شُهُوْدُ الْجِسْمِ الْوَاحِدِ فِیْ مَكَانَیْنِ فِیْ آنٍ وَاحِدٍ كَمَا رَاٰی مُحَمَّدٌ ﷺ نَفْسَهٗ فِیْ اَشْخَاصِ بَنِیْ آدَمَ السُّعَدَاءِ حِیْنَ اِجْتَمَعَ بِهٖ فِی السَّمَاءِ الْاُوْلٰی كَمَا مَرَّ وَكَذَالِكَ آدَمُ وَ

مُوْسیٰ وَ غَیْرُھُمَا فَاِنَّھُمْ فِیْ قُبُوْرِھِمْ فِی الْاَرْضِ حَالَ کَوْنِھِمْ سَاکِنِیْنِ فِی السَّمَاءِ فَاِنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ آدَمَ رَاَیْتُ مُوْسیٰ رَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ وَ اَطْلَقَ وَ مَا قَالَ رَاَیْتُ رُوْحَ آدَمَ وَ لَا رُوْحَ مُوْسیٰ فَرَاجَعَ ﷺ فِی السَّمَاءِ وَ ھُوَ بِعَیْنِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ فِی الْاَرْضِ قَائِمًا یُصَلِّیْ فَیَامَنْ یَّقُوْلُ اِنَّ الْجِسْمَ الْوَاحِدَ لَا یَکُوْنُ فِیْ مَکَانَیْنِ کَیْفَ یَکُوْنُ اِیْمَانُکَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ؟

(الیواقیت والجواہر ۲/۳۶)

(ترجمہ) اور ان معجزات و عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک جسم ایک ہی وقت دو جگہ موجود ہو سکتا ہے جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے نیک بخت اشخاص بنی آدم کے درمیان اپنے آپ کو دیکھا جب آپ ﷺ پہلے آسمان میں ان کے ساتھ جمع ہوئے جیسا کہ گزرا اسی طرح حضرت آدم و حضرت موسیٰ (علیھم السلام) تو بلا شبہ وہ زمین پر اپنی قبروں میں تھے جبکہ عین اسی وقت وہ آسمان میں بھی تشریف رکھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے آدم کو دیکھا میں نے موسیٰ کو دیکھا میں نے ابراہیم کو دیکھا اور آپ ﷺ نے علی الاطلاق بغیر کسی تخصیص کے فرمایا اور یوں نہ فرمایا کہ میں نے آدم کی روح کو دیکھا اور نہ ہی فرمایا کہ میں نے موسیٰ کی روح کو دیکھا پھر آپ ﷺ واپس تشریف لاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور وہ بعینہ اسی وقت زمین پر اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو اے وہ بندۂ خدا جو کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ موجود نہیں ہو سکتا اس حدیث پر تیرا ایمان کیسے صحیح ہو گا؟

اس سے معلوم ہوا کہ محبوبان خدائے قدوس کے اجسام وارواح میں وہ قوت ہوتی ہے کہ جس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت کا یہ عالم ہے کہ وہ بہ یک وقت کئی ایک مقامات پر حاضر ہیں اور باتیں کرتے اور سنتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ ہم میں جلوہ گر ہو کر ہمارا درود کیوں نہیں سنتے۔ ضرور سنتے ہیں۔

روح اور جسم ایک سے ہو جاتے ہیں

بندے کی اندرونی نورانی اور روحانی کیفیت جب ترقی کرتی ہے تو وہ جسم پر غالب آجاتی ہے یہ صورت حال صحیح العقیدہ ہونے اور ظاہر وباطن میں شریعت پر عمل کرنے اور احسان واخلاص میں ترقی کرنے سے حاصل ہوتی ہے جب روح اپنی قوت پر آجاتی ہے تو جسم کو اپنے جیسا کر دیتی ہے اب جسم دیکھنے میں کثیف ہو گا مگر حقیقت میں لطیف ہو گا ایسا جسم ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ تذکرہ الموتی والقبور میں فرماتے

"اَوْلِیَاءَ اللّٰہ گفتہ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا وَ اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا" (تذکرہ ص ۳۶)

(ترجمہ) کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی روحانی قوت کے آگے قرب وبعد ایک جیسے ہو جاتے ہیں تو نبی کی شان کا کیا عالم ہو گا۔

تیرھویں حدیث

جس سے تمام مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے

راقم ناچیز ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری عرض کرتا ہے اگر کوئی تعصب سے ہٹ کر انصاف کے ساتھ حق قبول کرنا چاہے تو اس کے لیے ایک حدیث ہی کافی ہے تمام اختلافی مسائل ایک ہی حدیث سے حل ہو جاتے ہیں۔

حدیث قدسی

وہ حدیث قدسی ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمتہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَ نِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ الخ

(مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ ص ۱۹۷)

(ترجمہ) جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کرتا جو اس

چیز سے بڑھ کر مجھے محبوب ہو جو میں نے اس پر فرض کی اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے ہمیشہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ (کسی چیز سے) میری پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

اس حدیث قدسی میں درج ذیل باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

۱۔ جو اللہ کے دوست و مقبول بندے کی مخالفت یا اس سے جھگڑا کرتا ہے وہ اللہ سے جھگڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس سے اعلانِ جنگ کر دیتا ہے۔

۲۔ بندے کو اللہ کا قرب فرائض کی بجاآوری سے بھی حاصل ہوتا ہے اور نوافل سے بھی لیکن بندے کا فرائض کی بجاآوری سے اللہ کا قرب حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ فرائض کو چھوڑ دے یا اس میں دلچسپی نہ لے مگر نوافل میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لے بلکہ ایسے ہونا چاہیے کہ پہلے فرائض کی پابندی پھر نوافل میں دلچسپی۔

۳۔ بندہ فرائض کی پابندی کے بعد جب نوافل میں دلچسپی لیتا ہے مثلاً نمازِ فرض کے بعد نماز نوافل، زکوۃ کے ادا کرنے کے بعد راہ خدا میں مزید خرچ کرنا وغیرہ تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو محبوب بنالیتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو محبوب بنا کر اس کی شان کے لائق اس پر تجلی فرماتا ہے (تجلی کی تفسیر آگے آتی ہے)

۵۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب بندے سے وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے جو مانگتا ہے میں اسے دیتا ہوں۔ اس لیے اللہ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا چاہیے ان سے دعائیں کرانا چاہیے ان کی زیارت کو جانا اور ان سے برکتیں حاصل کرنا چاہیے زندہ بزرگوں سے بھی اور اصحاب مزارات شریفہ سے بھی۔

۶۔ اللہ کا محبوب بندہ کسی چیز سے اللہ کی پناہ مانگے تو اللہ اسے پناہ عطا فرماتا ہے اور اس چیز سے اسے بچالیتا ہے۔

مقام فنا

اس حدیث پر حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ

"یَحْصُلُ فِی الاَوَّلِ فَنَاءُ الذَّاتِ وَ فِی الثَّانِیْ فَنَاءُ الصِّفَاتِ" (۲/۱۴۷)

(ترجمہ) فرائض کی بجاآوری میں فناءِ ذات اور نوافل کی کثرت کرنے میں فناء صفات کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

فناء کے معنی

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ م سن ۱۰۶۷ھ جنہوں نے بیضاوی شرح عقائد، شرح شمسیہ (منطق) پر اور حاشیہ عبدالغفور علی شرح الجامی پر حاشیے لکھے۔ آپ نے علامہ عبدالغفور علی شرح الجامی پر اپنے حاشیہ میں مقام فناء کی یوں تعریف لکھی ہے کہ

تَبْدِيْلُ الصِفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ بِالصِفَاتِ الاِلٰهِيَّةِ دُوْنَ الذَّاتِ فَكَمَا اَنَّهُ كُلَّمَا اِرْتَفَعَ صِفَةٌ مِنْهَا قَامَتِ الصِفَةُ الاِلٰهِيَّةُ مَقَامَهَا فَيَكُوْنُ الْحَقُّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ كَمَا نَطَقَ بِهِ الْحَدِيْثُ (حاشیہ عبدالحکیم ص ۷)

(ترجمہ) فناءِ بشری صفات کا خداوندی صفات میں بدلے جانے کا نام ہے ذات تبدیل نہیں ہوتی (صفات ہی تبدیل ہوتے ہیں) پس جوں ہی بندے کی صفات میں کوئی صفت اٹھتی ہے اس کی جگہ صفت خداندی لے لیتی ہے تو حق تعالی اس کے کان اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو جب بندے کی صفات' صفات الٰھیہ سے بدل گئیں تو اس کے آگے قرب وبعد ایک جیسے ہو گئے یعنی قریب بھی قریب اور بعید بھی قریب ہوتا ہے پھر امام الانبیاء علیہ السلام کی صفات کا کیا کہنا؟

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ م سن ۶۰۶ھ تفسیر کبیر میں آیت کریمہ "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا (الکھف ۹)

(ترجمہ) کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ غار اور کتبے والے (اصحاب کہف) ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک) عجیب (نشانی) تھے" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وَكَذَالِكَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِىْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَ بَصَرًا فَاِذَا صَارَ

نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَهٗ سَمِعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَ اِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَهٗ رَاَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَاصَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ يَدًا لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِى الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ“

(تفسیر امام فخر الدین التفسیر الکبیر ۲۱/۹۱)

(ترجمہ) اور اسی طرح جب بندہ ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کرتا رہتا ہے تو وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کے کان ہو جاتا ہے تو بندہ قریب اور دور کی آواز برابر سنتا ہے اور جب وہ نور بندے کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو بندہ قریب اور دور کی چیز کو برابر دیکھتا ہے اور جب وہ نور بندے کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو بندہ سخت اور نرم، دور اور نزدیک کی چیز میں ایک جیسا عمل کرتا ہے۔

الحمد للہ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں کہ انہوں نے حدیث قدسی کی کیسی خوب تشریح فرمائی۔ یہ تو عام اولیاء کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کے نور نے ان کے اعضاء مذکور پر تجلی فرمائی تو ان کی قوتوں کو لامحدود کر دیا پھر ایک نبی کی قوتوں کا کیا حال ہو گا پھر سید الانبیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک کانوں اور آنکھوں اور ہاتھوں اور قدموں کی قوتوں کا کیا عالم ہو گا۔ پھر ان کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ ﷺ دور کا دُور نہیں سنتے آپ ﷺ کے مقام عالی سے بے خبری یا متعصبانہ انکار ہے۔

چودھویں حدیث

چودھویں حدیث' حدیثِ قدسی ہے جسے امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتھرہ میں متعدد حوالوں سے نقل فرمایا ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

"اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ"

(ترجمہ) میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے۔

اللہ تعالٰی بیٹھنے سے پاک ہے مگر "جلیس "کا معنٰی اگرچہ لفظ کے اعتبار سے 'بیٹھا ہوتا ہوں" بنتا ہے مگر ہم اس سے مراد یہ لیں گے کہ میں اس شخص کے ساتھ ہوتا ہوں اور اپنی خاص رحمت سے اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور میری رحمت کاملہ اس کی طرف متوجہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں "اسرائیلیات" سے روایت کیا ہے پھر اس کی ہم معنی حدیث مرفوع حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس کے الفاظ یہ ہیں

"اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ"

(ترجمہ) کہ میں (اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ) اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میری یاد سے حرکت کرتے رہیں۔امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو امام دیلمی نے پہلے الفاظ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اس کی سند بیان

نہیں اور اس کی سند بیان کی عمرو بن حکم کے طریق سے انہوں نے حضرت ثوبان سے مرفوعاً روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ

قَالَ اللّٰہُ یَامُوْسیٰ اَنَا جَلِیْسُ عَبْدِیْ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں اپنے بندے کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہوں (یعنی میری رحمت کاملہ اس کے ساتھ ہوتی ہے) جب وہ مجھے یاد کر رہا ہوتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

اور امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی "اے اللہ کیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے آہستہ سے دعا کروں تو دور ہے کہ میں تجھے بلند آواز سے پکاروں؟ فرمایا

"یَامُوْسیٰ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ"

(ترجمہ) کہ اے موسیٰ میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے

(الدرر المنتثرہ بھامش الفتاوی الحدیثیہ ۵۳ / ۵۴ / ۵۵)

حضرت شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔

ذکر کن اورا و درود بفرست بروی ﷺ وباش درحال

ذکرگویا حاضر است پیش تو در حالتِ حیات ومی بنیی تو اورا متاد ب با جلال وتعظیم وهیبت و حیا بدانکه وی ﷺ می بیندو می شنود کلام ترا زیراکه او متصف است بصفات الله تعالی ویکے از صفات الہی آن ست که " انا جلیس من ذکرنی" مر پیغمبر را ﷺ نصیب و افرست ازیں صفت زیرا که عارف وصف او و وصف معروف اوست سبحانه ووی ﷺ اعرف الناس بالله تعالی است و اگرنمیتوانی بود نز دوی بایں صفت و ہستی تو زیارت کرده روزی قبر شریف اورا و دیدی روضه عالیه و قبه شریفه اورا احضارکن در ذہن خود آنحضرت ﷺ را و ہرگاه ذکر کنی اور ابفرست درود و باش ' چنانچه استادئه بر قبر شریف وی با جلال وتعظیم تا آنکه مشاہده کنی روحانیت اورا ظاہرًا و باطنًا و اگر نیستی تو که زیارت کرده قبر شریف اورا و ندیدئه موطن حضرت و روضه منوره اور اپس دائم بفرست صلوۃ و سلام بروی و تصور کن که وی می شنود سلام ترا و باش درحال تاثوب جامع الخ

(مدارج النبوۃ ۲ /۶۲۱/ ۶۲۲)

حضور ﷺ کو حاضر و موجود جانو۔ آپ ﷺ تمہیں دیکھتے اور تمہاری باتیں سنتے ہیں۔

(ترجمہ) حضور ﷺ کا ذکر کرتے رہو اور آپ ﷺ پر درود بھیجتے

رہو اور آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح ہو کہ گویا حضور ﷺ تمہارے سامنے زندہ حالت میں حاضر و موجود ہیں۔ اور تم آپ ﷺ کو دیکھ رہے ہو آپ ﷺ کی بزرگی و عظمت وہیبت وحیاء کے ساتھ کمال ادب سے ہو کر (آپ ﷺ کا ذکر کرو) اور تم جان لو کہ حضور ﷺ تمہیں دیکھتے اور تمہاری بات سنتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالی کی صفات کے ساتھ متصف ہیں کہ آپ ﷺ کو اللہ نے اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے اور اللہ کی صفات میں سے ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ فرماتا ہے "انا جلیس من ذکرنی" کہ میں اس کے ساتھ بیٹھتا ہوں جو مجھے یاد کرے (بلاشبہ اللہ بیٹھنے سے پاک ہے مگر ہمارے فہم ناقص کے لحاظ سے "جلیس" کا لفظ استعمال فرمایا) پیغمبر ﷺ کے لیے اس صفت سے بہت سا حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی ذات و صفات کے جاننے پہچاننے والے سب لوگوں سے بڑھ کر آپ ﷺ اللہ تعالی کی معرفت رکھتے ہیں اگر تم اس طرح سے حضور اکرم ﷺ کا تصور نہیں کر سکتے تو اگر تم نے کبھی حضور اکرم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی ہو اور آپ ﷺ کے روضہ عالیہ اور گنبد شریف کو دیکھا ہو تو جب آپ ﷺ پر درود بھیجو اور آپ ﷺ کو یاد کرو تو اپنے ذہن میں آنحضرت ﷺ کی قبر انور اور روضۂ اقدس کا ہی تصور کرو دل میں آپ ﷺ کا جلال اور آپ ﷺ کی ہیبت اور آپ کی تعظیم و تکریم کا خیال رکھو تاکہ تم حضور ﷺ کی روحانیت کا ظاہر و باطن دونوں لحاظ سے مشاہدہ کرو اور اگر تم نے آپ ﷺ کی قبر انور اور آپ ﷺ کے روضہ، اقدس کی کبھی زیارت نہیں کی تو ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ کی بارگاہ میں درود بھیجتے رہو اور یہ خیال رکھو۔ کہ حضور ﷺ تمہارا اسلام سنتے ہیں اور انتہائی ادب کے ساتھ رہو۔ (مدارج النبوۃ

۲/۶۲۱/۶۲۲)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اس سے آگے لکھتے ہیں

"پس بلند دار همت خود را اے برادر من تابینی اورا در مظاهر علیا به معاونت حقیقت کبری فانما هو هو فافهم"

(ترجمہ) اے میرے بھائی پس تو اپنی ہمت کو بلند رکھ تاکہ تو حقیقت کبری (روح محمدی) کی مدد سے حضور ﷺ کو کائنات کے سب سے بلند مظاہر (آپ ﷺ کی صفات عالیہ کے حقیقی روپ) میں دیکھے پس وہ حقیقت کبری (روح محمدی ﷺ) عین جسم مبارک مع صفات عالیہ ہیں۔ یعنی جسم مبارک کی لطافت سے متصف ہے اس لیے آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا اگر جسم مبارک میں کچھ ثقافت ہوتی اور وہ روح سے مختلف ہوتا تو اس کا سایہ ہوتا۔

اہم وصیت

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کی ایک اہم وصیت ملاحظہ فرمایئے۔

وصیت کنم ترا ای برادر بدوام ملاحظه صورت و معنی او اگرچه باشی تو متکلف و مستحضرپس نزدیک است که الفت گردو روح تو بوی پس حاضر آید ترا وی ﷺ عیانا و یابی اورا و حدیث کنی باوی و جواب دہد

تراوی و چوں حدیث گوئی باو و خطاب کند ترا فائز شوی بذریعه صحابه عظام و لاحق شوی بایشان انشاء الله تعالیٰ

(مدارج النبوۃ ۲/۲۲۳)

(ترجمہ) اے بھائی میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ اور سیرت وصفات شریفہ کا تصور کرتے رہو اگرچہ تجھے تکلف اور محنت کرنا پڑے قریب ہے کہ تیری روح حضور ﷺ کے ساتھ مانوس ہو جائے پھر آپ ﷺ بیداری میں تیرے پاس تیری آنکھوں کے سامنے تشریف لے آئیں اور تم حضور ﷺ کو اپنے سامنے موجود پاؤ گے اور تم حضور سے باتیں کرو گے اور آپ ﷺ تمہیں جواب دیں گے تو جب تم حضور ﷺ سے بیداری میں باتیں کرو گے اور حضور ﷺ تم سے باتیں کریں گے تو تم صحابہ عظام کے درجہ پر فائز ہو گے اور ان میں شامل ہو گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ (لیکن تمہیں صحابی کا نام نہیں دیا جائے گا)

حضور اکرم ﷺ کی اس شان کے بعد جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے بیان فرمائی کہ جب کسی کی روح آپ ﷺ سے مانوس ہو جاتی ہے تو وہ آپ ﷺ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے سامنے حاضر و موجود پاتا ہے اس کے باوجود "الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله" کے جواز میں شک کرنا اور آپ ﷺ کے درود کو براہ راست سننے کا انکار کرنا محرومی و بدقسمتی اور گمراہی کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟۔ اللهم اهدنا الصراط المسقیم.

پندرھویں حدیث

حدیثوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو تشہد کی جو تعلیم دی اس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ" کہہ کر میری خدمت میں سلام عرض کرو۔ اور قرآن میں "وسلموا" سے بھی آپ ﷺ کے حضور سلام عرض کرنے کا حکم ہے۔

قاضی بیضاوی

علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمتہ فرمانِ الٰہی "وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"وَ قُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ" (تفسیر بیضاوی ۲/۴۶)

کہ یوں عرض کرو "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ"

قاضی بیضاوی کی اس تفسیر سے صیغہ ء خطاب کے ساتھ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" کہنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ دونوں سلام صیغہ ء خطاب کے ساتھ ہیں۔ جو حضرات اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ چونکہ صیغہ ء خطاب کے ساتھ ہے اس لیے اس کو روضہ ء اقدس پر ہی پڑھا جائے ان سے گزارش ہے کہ پھر وہ نماز میں صیغہ ء خطاب والا سلام "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ

بَرَکَاتُہ‘‘ بھی نہ پڑھا کریں صرف روضہ اقدس پر جا کر پڑھا کریں دور سے نہ پڑھا کریں۔

دو مسئلے

یہاں دو مسئلے بیان کرنا ضروری ہیں اگر قارئین حقیقت پسندی کے ساتھ ان دونوں مسئلوں کو یا ان دونوں تحقیقی باتوں کو جو ہم دلائل کے ساتھ نہایت ہی مدلل طریقے سے عرض کریں گے حقیقت پسندی کے ساتھ سمجھ لیں گے تو اللہ کے فضل و کرم سے ان کی غلط فہمی دور ہو جائے گی ایک مسئلہ یہ ہے کہ ’’اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ‘‘ کہنے سے منع کرنے والے ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ‘‘ کے بارے میں جواب دیتے ہیں کہ یہ تو شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سلام فرمایا تھا ہم اسی کی نقل کی نیت سے پڑھتے ہیں۔

نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے وقت کیا نیت کی جائے؟

اس سلسلے میں عرض ہے کہ ایک تو کسی صحیح السند حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ’’السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ‘‘ کے الفاظ سے سلام فرمایا اگرچہ بعض روایات میں ایسا ہے مگر ان روایات کی سند صحیح اور معتبر نہیں تاہم اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے تو ہمارے فقہاء نے ہمیں جو ہدایت و تعلیم فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه" پڑھتے ہوئے یہ نیت نہ کریں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اللہ کا سلام پہنچا رہے ہیں یا ہم اس کی نقل کر رہے ہیں بلکہ یہ نیت کریں کہ ہم بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں اپنی طرف سے ھدیہ سلام عرض کر رہے ہیں۔

فقہاء اسلام کی ہدایت

یہی فقہاء کرام کی ہدایت ہے ملاحظہ فرمایئے

(۱) وَ يَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيْهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِ الْاِنْشَاءِ كَاَنَّهٗ يُحَيِّ لِلّٰهِ تعالىٰ وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذٰلِكَ (فتاویٰ در مختار ۱/۷۷)

(ترجمہ) اور نمازی تشہد (التحیات) کے الفاظ سے اس کے معنوں کو اپنی مراد قرار دیتے ہوئے اس کے معنوں کا بطور انشاء قصد وارادہ کرے گویا وہ اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیہ پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی ﷺ کے حضور سلام عرض کر رہا ہے۔ اور اپنے اوپر اور اپنے اہل ایمان دوستوں پر سلام بھیج رہا ہے معراج کے واقعہ سے محض خبر دینے کے طور پر نہیں۔ یعنی اگر کوئی معراج والے اس سلام کی نیت کرے جو معراج کی رات کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر بھیجا تھا یہ حکایت سلام ہو گی انشاء سلام نہیں۔

ذٰلِكَ السَّلَامُ الَّذِیْ سَلَّمَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَهٰذَا حِكَايَتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ السَّلَامَ لَا اِبْتِدَاءُ السَّلَامِ (الجوہرۃ النیرۃ علی قدوری ۱/۶۵)

(ترجمہ) یعنی وہ سلام جو اللہ نے آپ ﷺ پر معراج کی رات کو بھیجا تھا (اس نیت سے پڑھتا) یہ شب معراج والے سلام کی خبر دینا ہے' اپنی طرف سے سلام کی ابتداء نہیں ہے۔ لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سلام کی حکایت نہ کرے یعنی محض اس سلام کی خبر نہ دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر معراج کی رات کو بھیجا تھا بلکہ اپنی طرف سے ہی ابتداء وانشاء سلام کرے یعنی اس نیت کے ساتھ سلام عرض کرے کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور حضور ﷺ یہاں جلوہ فروز ہیں اور میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی طرف سے ہی سلام عرض کر رہا ہوں۔ جیسا کہ فتاویٰ در مختار سے حوالہ گزرا۔

(۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے'

اِنَّ الْمُصَلِّی یَقْصِدُ بِھٰذِہِ الْاَلْفَاظِ مَعَانِیْھَا الْمُرَادَۃَ لَہٗ عَلٰی وَجْہِ الْاِنْشَاءِ مِنْہُ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ فِی الْمُجْتَبٰی بِقَوْلِہٖ وَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ یَّقْصِدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَھُّدِ مَعْنَاھَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَھَا مِنْ عِنْدِہٖ کَاَنَّہٗ یُحَیِّ اللّٰہَ وَ یُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَ اَوْلِیَاءِہٖ وَ بِھٰذَا یَضْعَفُ مَاذَکَرَہٗ فِی السِّرَاجِ الْوَھَّاجِ اَنَّ قَوْلَہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ حِکَایَۃُ سَلَامِ اللّٰہِ عَلَیْہِ لَا اِبْتِدَاءَ سَلَامٍ مِنَ الْمُصَلِّی عَلَیْہِ۔

(البحر الرائق ۱/۳۴۳)

(ترجمہ) نمازی التحیات کے الفاظ سے ان کے معانی مراد لیتے ہوئے انشاء کے طور پر ان کا قصد کرے گا جیسا کہ "المجتبی" میں اس کے مصنف نے اپنے قول سے صراحت فرمائی کہ نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ تشہد

(التحیات) کے الفاظ سے اس کے ان معنوں کا اپنی طرف سے ہی ارادہ کرے جو اس کے لیے وضع کیے گئے ہیں گویا نمازی اپنی طرف سے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیات پیش کر رہا ہے اور اپنی طرف سے نبی کریم ﷺ کے حضور سلام عرض کر رہا ہے اور خود اپنے اوپر اور اپنے مسلمان بھائیوں پر بھی سلام بھیج رہا ہے ہماری اس تحقیق سے وہ بات کمزور ہو جاتی ہے جسے ''السراج الوہاج''میں مصنف نے بیان کیا کہ نمازی کا قول ''السلام علیک ایہا النبی'' اللہ کے سلام کی نقل محض ہے اپنی طرف سے قصداً سلام عرض کرنا نہیں ہے۔

حاضر و ناظر نبی ﷺ

قارئین کرام پر یہ واضح ہو چکا ہو گا کہ دلائل سے الحمد للہ ثابت ہو گیا کہ قوی موقف یہ ہے کہ نمازی ''التحیات'' میں ''السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' پڑھتے وقت یہ یقین کرے کہ وہ اپنی ہی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کر رہا ہے اور لفظ ''علیک'' (تم پر) حضور ﷺ سے خطاب ہے اور مخاطب دراصل اور درحقیقت وہی ہوتا ہے جو سامنے ہو، حاضر ہو اور موجود ہو۔ نماز میں نبی کریم ﷺ کے حضور ''السلام علیک ایہا النبی'' کے الفاظ سے سلام عرض کرنے کی جو شریعت نے تعلیم دی ہے اس سے شریعت نے مسلمانوں کو اس عقیدہ کی تعلیم دی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو روحانی و نورانی اعتبار سے حاضر و ناظر اور موجود سمجھیں۔ اس تصور کے بغیر نہ تو نماز مکمل ہوتی ہے اور نہ ہی مرتبہ اخلاص حاصل ہوتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمتہ ومحدث علی بن سلطان القاری المکی کی ھدایت

چنانچہ حجتہ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمتہ متوفی سن ۵۰۵ھ اپنی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں اور محدث علی بن سلطان المکی القاری علیہ الرحمتہ متوفی سن ۱۰۱۴ھ مرقاۃ میں نمازیوں کو یوں ھدایت فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا التَّشَهُّدُ. فَاِذَا جَلَسْتَ لَهٗ فَاجْلِسْ مُتَنَادِبًا وَ صَرِّحْ بِاَنَّ جَمِيْعَ مَاتَدَلّٰی بِهٖ مِنَ الصَّلٰوَاتِ وَ الطَّيِّبَاتِ اَیْ مِنَ الْاَخْلَاقِ الطَّاهِرَةِ لِلّٰهِ وَكَذَالِكَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مَعْنٰی ''اَلتَّحِيَّاتُ'' وَ اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ ﷺ وَ شَخْصَهُ الْكَرِيْمَ وَ قُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَ لِيُصَدِّقْ مُلْكَ فِیْ اَنَّهٗ يَبْلُغُهٗ وَ يَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ اَوْفٰی مِنْهُ.

(احیاء علوم الدین ۱/ ۹۹ و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱/ ۷ ۵۵/ ۵۵۸)

(ترجمہ) اور رہے تشہد پڑھنے کے آداب' تو جب تم تشہد کے لیے بیٹھو تو بڑے ادب سے بیٹھو اور اپنی زبان سے کہو کہ تم نمازوں اور پاکیزگیوں یعنی پاکیزہ اخلاق وغیرہ ایسی جن چیزوں کے ذریعے اللہ تعالٰی کا قرب حاصل کرتے ہو سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی طرح بادشاہی اللہ ہی کی ہے' اور یہی ''التحیات'' کا مفہوم و مراد ہے۔ اور اپنے دل میں نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی ذات کریم کو حاضر اور موجود سمجھو اور کہو اے نبی کریم ﷺ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت

اور اس کی برکتیں اور تمہاری امید و آبرو اس بات کی تصدیق و یقین کرے کہ تمہارا سلام حضور ﷺ کو پہنچتا ہے اور آپ ﷺ تمہارے سلام سے بڑھ کر کامل سلام کے ساتھ تمہیں جواب دیتے ہیں۔

یہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ اور سلطان الفقہاء علی بن سلطان القاری المکی کی نمازیوں کے لیے ہدایت تھی کہ التحیات میں حضور اکرم ﷺ کو حاضر و موجود جان کر سلام عرض کرو جب حضور حاضر و ناظر ہوئے تو ہمارا سلام بھی سنتے اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں تو جب نماز میں آپ ﷺ حاضر و موجود ہیں اور ہمارا سلام سنتے اور جواب عنایت فرماتے ہیں تو نماز سے باہر ہمارا درود و سلام "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" کیوں نہیں سنتے۔ نیز جب ہم آپ ﷺ کو نماز میں "علیك" کے لفظ سے مخاطب کر کے سلام عرض کرتے ہیں اور یہ جائز ہے تو نماز سے باہر ہم اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ کے لفظ سے مخاطب کر کے سلام کیوں کر عرض نہیں کر سکتے؟

امام تاج الدین کی ہدایت

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ متوفی سن ۵۰۵ھ کی ہدایت کے علاوہ اب تاج العارفین امام تاج الدین ابو العباس احمد بن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمۃ متوفی سن ۷۰۹ھ کی ہدایت بھی ملاحظہ فرمایئے۔

اِذَا دَخَلْتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّكَ تُنَاجِی اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَ تُكَلِّمُ رَسُوْلَہٗ ﷺ لِاَنَّكَ تَقُوْلُ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ" وَلَا یُقَالُ "اَیُّھَا الرَّجُلُ عِنْدَ الْعَرَبِ اِلاَّ لِمَنْ یَکُوْنُ حَاضِرًا" (تاج العروس الحاوی لتہذیب النفوس ۲۸)

(ترجمہ) جب تم نماز میں داخل ہو تو یقین کرو کہ تم اللہ سے سرگوشی اور اس کے رسول ﷺ سے باتیں کر رہے ہو (سرگوشی آہستہ سے کسی کے کان میں بات کرنا) کیونکہ تم کہتے ہو "اے اللہ کے نبی آپ ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' اور عرب کے ہاں "ایھا الرجل" حاضر و موجود شخص کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔

امام العارفین امام تاج الدین ابو العباس احمد بن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمتہ نمازی کو بتا رہے ہیں کہ التحیات میں جب "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ" کہو تو اس یقین کے ساتھ کہو کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں حاضر ہیں اور میں آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کر رہا ہوں۔ تو جب حضور ﷺ کو نماز میں حاضر و موجود جان کر "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ" پڑھنا چاہئے اور یہ کہ آپ ہمارا نماز میں پیش کیا جانے والا سلام خود سنتے اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں جیسا کہ اوپر امام غزالی علیہ الرحمتہ کی احیاء العلوم کا حوالہ گزرا تو ہم نماز سے باہر یہ اعتقاد کر کے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" کہیں کہ آپ ﷺ روحانی و نورانی لحاظ سے موجود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "النبی اَولٰی بالمؤمنین من انفسھم" کہ میرے نبی ﷺ مومنوں کے ان کی جانوں سے بھی قریب ہیں' آپ ﷺ ہمارا سلام سنتے ہیں تو یہ کیسے ناجائز ہو گیا یا یہ کیسے شرک ہو گیا۔

حضور ﷺ کو روحانی اور نورانی لحاظ سے ہر جگہ حاضر و موجود سمجھنا ناجائز یا شرک ہوتا تو یہ آئمہ دین نمازیوں کو ہر گز ہر گز یہ تلقین نہ فرماتے کہ نماز میں حضور ﷺ کو حاضر و موجود جان کر سلام عرض کرو۔

جہاں نماز ہے وہاں حضور ﷺ حاضر ہیں

ہمارے ائمہ اہل سنت فرماتے ہیں کہ یہ جو نماز میں "التحیات" کے اندر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آپ کو خطاب کر کے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" پڑھا جاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور فلسفہ کیا ہے؟

امام طیبیؒ

امام کبیر امام شرف الدین حسین بن محمد بن عبداللہ الطیبی متوفی ۷۴۳ھ رحمتہ اللہ علیہ اپنی شرح مشکوٰۃ "الکاشف عن حقائق السنن" میں فرماتے ہیں۔

اُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِيْ حَرِيْمِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ وَالْمُنَاغَاتِ كَمَا وَرَدَ "وَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ" وَ "اَرِحْنَا يَا بِلَالُ" فَاَخَذُوْا فِي الْحَمْدِ وَ الثَّنَاءِ وَالتَّمْجِيْدِ وَ طَلَبِ الْمَزِيْدِ وَاسْعَفُوْا بِحَاجَاتِهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ نُبِّهُوْا

عَلٰی اَنَّ ھٰذَا الْمِنَحَ وَ الْاَلْطَافَ بِوَاسِطَۃِ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَ بَرَکَۃِ مُتَابَعَتِہٖ فَاُکْشِفُوْا فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْمَحْبُوْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَیْہِ مُسَلِّمِیْنَ بِقَوْلِھِمْ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" (۱/ ۳۵۳)

(ترجمہ) جب نمازیوں کو بادشاہ زندہ (اللہ) جسے موت نہیں کے دربار میں داخل ہونے کی اجازت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں چنانچہ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے" اور "اے بلال تکبیر کہہ کر ہمیں راحت پہنچاؤ" تو نمازی اللہ کی حمد و ثناء پڑھنے اور اس کی بزرگی بیان کرنے اور مزید لطف و کرم کی طلب میں مشغول ہو گئے اور اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرنے لگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خبردار کیا گیا کہ یہ ہماری بارگاہ میں تمہاری حاضری اور تم پر ہماری عطائیں' ہماری عنایتیں اور مہربانیاں سب رحمت والے نبی ﷺ کے وسیلہ سے اور ان کی پیروی کی برکت سے ہیں لہٰذا ہماری حمد و ثناء بجالانے کے بعد ان کی خدمت میں سلام عرض کر کے ان کی شکر گزاری کا ثبوت تو دو تو ان کے آگے سے حجاب اٹھا دیا گیا تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے محبوب نبی کریم ﷺ حاضر و موجود ہیں تو نمازی حضور اکرم نبی معظم ﷺ کی خدمت میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کے صیغہ خطاب کے ساتھ سلام عرض کرتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

لیجئے امام شرف الدین محدث کبیر نے کیا ہی خوب نکتہ بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر و موجود ہوتے ہیں جہاں بھی کوئی نمازی نماز کی نیت کر کے اور ''اللہ اکبر'' کہہ کر کھڑا ہوا تو بارگاہ خدائے قدوس میں حاضر ہو گیا خواہ زمین پر' خواہ دریاؤں میں چلتی کشتیوں میں' خواہ فضاؤں اور ہواؤں میں اڑتے جہازوں میں' جہاں بھی نماز ہو گی وہاں بارگاہِ خداوندی کا منظر سامنے آگیا اور بندہ اپنے رب کریم کے حضور مشغول ثناء و دعا ہو گیا تو وہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی روحانی و نورانی لحاظ سے حاضر و موجود پائے گئے اس لیے نمازی کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام کرنے کی سعادت بھی نصیب ہو گئی۔

امام عبد الوہاب شعرانی

جیسا کہ سیدی امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ متوفی ۹۷۶ھ اپنی مشہور کتاب ''المیزان الکبریٰ'' شریف میں فرماتے ہیں۔

''لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْوَاسِطَةُ الْعُظْمٰى بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْحَقِّ تَعَالٰى فِىْ جَمِيْعِ الْاَحْكَامِ الَّتِىْ شَرَعَهَا اللّٰهُ لَنَا وَ تَعَبَّدَنَا بِهَا كَانَ مِنَ الْاَدَبِ اَنْ لَّا نَنْسَاهُ مِنْ سُوَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ يُّصَلِّىَ عَلَيْهِ كُلَّمَا حَضَرْنَا مَعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يُفَارِقُ الْحَضْرَةَ الْاِلٰهِيَّةَ اَبَدًا. الخ''

(المیزان الکبریٰ ۱/۱۶۶)

(ترجمہ) جب رسول اللہ ﷺ ہی ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑے وسیلہ ہوئے ان تمام احکام میں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے صادر

فرمائے اور ہمیں ان کی بجا آوری کا پابند بنایا تو جب بھی ہم حضور ﷺ کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں (اور التحیات پڑھیں) تو رسول اللہ ﷺ کے حضور سلام کرنے اور اللہ سے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی دعا کے سلسلے میں آپ ﷺ کو نہ بھول جائیں کیونکہ حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں موجود ہوتے ہیں وہ اللہ کی بارگاہ سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

الحمد للہ! یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ ہم جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوئے اور اس کی بارگاہ میں پیش ہوئے وہاں حضور اکرم ﷺ موجود ہوتے ہیں اس لیے ہمیں آپ کو سلام عرض کرنے کا حکم ہوا۔

یہی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

سَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیًّا الْخَوَّاصَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوةِ وَ السَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی التَّشَهُّدِ لِیُنَبِّهَ الْغَافِلِیْنَ فِیْ جُلُوْسِهِمْ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی شُهُوْدِ نَبِیِّهِمْ فِیْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ فَاِنَّهٗ لَا یُفَارِقُ حَضْرَةَ اللّٰهِ تَعَالیٰ اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَهٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً .

(المیزان الکبریٰ ۱/ ۱۶۷)

(ترجمہ) میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے کہ صاحب شریعت نے تشہد میں نمازی کو رسول اللہ ﷺ پر درود سلام بھیجنے کا اس لیے ہی حکم فرمایا کہ جو التحیات میں اللہ کی بارگاہ میں بیٹھنے والے بے

خبر ہیں انہیں خبر کرے کہ اسی بارگاہ خداوندی میں رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے تو نمازی حضور ﷺ کو حاضر جان کر آپ ﷺ کے روبرو آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔

اس دوسرے حوالہ سے بھی ظاہر ہو گیا کہ آپ ﷺ بارگاہ رب العالمین سے کبھی جدا نہیں ہوتے جہاں بھی کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوا وہ بارگاہِ خدا و مصطفیٰ ﷺ میں پہنچ گیا۔ لہٰذا روئے زمین پر کوئی کہیں نماز پڑھے وہاں حضور ﷺ حاضر و موجود ہوتے ہیں گویا پوری روئے زمین، حضور ﷺ کے وجودِ باجود سے خالی نہیں ہے مگر آنکھ والے تو دیکھتے ہیں اور باطنی آنکھ سے محروم نہیں دیکھ سکتے بلکہ انکار ہی کئے جاتے ہیں۔ ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

شیخ الاسلام امام ابن حجر العسقلانی

شارح صحیح البخاری شیخ الاسلام امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ ۲۸ ذی الحج اپنی معرکۃ الآراء کتاب "فتح الباری بشرح صحیح البخاری" میں تشہد نماز کے باب میں لکھتے ہیں

"اِنَّ الْمُصَلِّیْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَکُوْتِ بِالتَّحِیَّاتِ

اُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِیْ حَرِیْمِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْیُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوْا عَلٰی اَنَّ ذٰلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِ قَائِلِیْنَ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ"

(فتح الباری شرح بخاری ۲ / ۲۵۰)

(ترجمہ) یقیناً جب نمازیوں نے التحیات کے ذریعے ملکوت (اوپر کے جہاں) کے دروازہ کھولنے کی طلب کی تو انہیں اللہ زندہ جسے موت نہیں کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت دیدی گئی تو اللہ جل شانہ سے سرگوشی (ہمکلامی) سے نمازیوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں تو انہیں خبردار کیا گیا کہ یہ تمہارا ہماری بارگاہ میں حاضر ہونا اور ہم سے سرگوشی (ہمکلامی) کی سعادت حاصل کرنا سب رحمت والے نبی ﷺ کے وسیلہ اور ان کی پیروی کی برکت سے ہے تو نمازی حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ اللہ محبوب کی بارگاہ میں اس کے محبوب محمد ﷺ حاضر و موجود ہیں تو وہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ" کہتے ہوئے حضور ﷺ سے ہمکلام ہوگئے۔

الحمدللہ، ثابت ہوا کہ اہلسنت کے علماء و مشائخ وہی عقیدہ و مسلک رکھتے ہیں جو آج بریلوی مسلک کے حوالہ سے متعارف ہے جسے امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے اپنے ناقابل تردید دلائل و تحقیق سے ثابت کر کے دکھادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں بریلوی عقیدہ و مسلک کی طرف سے جو عقیدہ و مسلک معروف و مشہور ہے یہی عقیدہ برحق ہے یہی تمام

ائمہ وعلماء اسلام ومشائخ کرام وسلف صالحین سے چلا آرہا ہے اسے محض تعصب کی وجہ سے "بریلوی" عقیدہ کہہ کر اسے ایک نیا عقیدہ قرار دینے اور ایک نئے عقیدے کے طور پر وجود میں آنے کا مغالطہ دیا جارہا ہے جب کہ گذشتہ حوالوں سے ہم ثابت کرچکے ہیں اور مزید حوالے بھی پیش کریں گے کہ یہ عقیدہ قرآن و سنت، صحابہ وآئمہ دین وملت کا عقیدہ ہے۔

امام بدر الدین عینی

اسی طرح امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح البخاری رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں تشہد کے باب میں لکھتے ہیں۔

"اِنَّ الْمُصَلِّیْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَکُوْتِ تا آخر وہی فتح الباری والی اوپر نوٹ کی گئی مکمل من وعن عبارت ہے، اور ترجمہ بھی وہی ملحوظ رہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۶/۱۱۱)

امام قسطلانی

امام ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمتہ متوفی سن ۹۲۳ھ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جب نمازی بارگاہ الٰہی میں پہنچتے ہیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بارگاہِ الٰہی میں موجود وحاضر ہوتے ہیں تو نمازیوں کو یہ مقام

چونکہ حضور ﷺ سے ملتا ہے اس لیے حکم ہوا کہ حضور ﷺ کو سلام عرض کریں۔ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ۲/ ۱۳۲)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ متوفی ۱۰۵۲ھ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تشہد کے باب میں لکھتے ہیں۔

ایں خطاب جہتِ سریانِ حقیقتِ محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت ﷺ در ذاتِ مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔ (اشعۃ اللمعات ۱/ ۴۰۱)

(ترجمہ) یہ "السلام علیک ایہا النبی الخ" کا خطاب اس لیے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے افراد میں جلوہ گر ہے پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہئے کہ اس حقیقت سے آگاہ ہو اور حضور اکرم ﷺ کی موجودگی و حاضری سے بے خبر نہ ہو تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قرب کے انوار اور آپ ﷺ کی معرفت و پہچان کے رموز و اسرار سے روشنی حاصل کرنے والا اور فیضیاب ہو۔

اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ روحانی و نورانی لحاظ سے اور اپنی حقیقت محمدیہ کے اعتبار سے کائنات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے تمام افراد میں موجود و حاضر ہیں پھر آپ ﷺ دور سے ہمارا درود و سلام کیسے نہیں

سن سکتے۔

لیجے پڑھیے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ"

سولھویں حدیث

بیداری میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری و صحیح مسلم و صحیح ابو داوٗد شریف میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ"

(ترجمہ) جس نے مجھے نیند میں دیکھا پس عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں ہو سکتا۔

نیز امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ اسی طرح حضرت مالک بن عبداللہ الخثعمی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی (صحیح البخاری ۲/۱۰۳۵ کتاب التعبیر و صحیح مسلم کتاب الرؤیا) اسی صحیح مسلم میں یہ بھی ہے۔

"مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ"

کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

اس کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں

"اَنَّ رُؤْیَاهُ صَحِیْحَۃٌ (الی ان قال) وَ قَدْ یَرَاہُ شَخْصَانِ دِ
زَمَانٍ وَاحِدٍ اَحَدُھُمَا فِی الْمَشْرِقِ وَالْاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ وَ یَرَاہُ
کُلٌّ مِنْھُمَا فِیْ مَکَانِہٖ" (نووی شرح المسلم ۲/ ۲۴۲)

یعنی بلاشبہ امت کے لیے خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار صحیح ہے اور آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے ایک ہی وقت میں کئی لوگ ہوتے ہیں کوئی مشرق میں اور کوئی مغرب میں اور ہر شخص اپنے ہاں آپ کو موجود پاتا اور آپ ﷺ کا دیدار کرتا ہے یعنی آپ ﷺ ہر ایک کے ہاں جلوہ گر ہوتے ہیں تو پھر درود کیوں نہیں سنتے؟ جبکہ آپ ﷺ کے لیے قرب وبعد برابر ہیں۔

اختلافِ علماء

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ آپ ﷺ کو بیداری میں کب دیکھے گا۔ ایک رائے یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن دیکھے گا۔ لیکن یہ رائے درست نہیں ہے کیونکہ اس میں اس شخص کی کوئی تخصیص یا خصوصیت نہیں ہے قیامت کے دن تو آپ ﷺ کی ساری امت آپ ﷺ کا دیدار کرے گی خواہ کسی نے آپ ﷺ کا دنیا میں خواب میں دیدار کیا ہو گا یا نہ کیا ہو گا۔

ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے جو آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ میں آپ ﷺ پر ایمان لایا تھا مگر آپ کی زیارت نہ کی تھی وہ مرنے سے پہلے آپ ﷺ کو ضرور دیکھے گا۔ لیکن یہ رائے بھی معقول نہیں ہے کیونکہ بہت سے

لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ میں آپ ﷺ پر ایمان لائے لیکن وہ بالمشافہ آپ ﷺ کا دیدار نہ کر سکے جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

تیسری رائے وہ ہے جو معقول بھی ہے مجرب و معمول بھی ہے اور اس کے ظاہر کے ساتھ مطابقت بھی رکھتی ہے اور ظاہری عبارت سے بھی مفہوم و معلوم ہوتی ہے اور اہل حق (محققین) کا بھی یہی مذہب ہے۔

چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ۹۱۱ھ لکھتے ہیں کہ

فَمَنْ رَآهُ فِی النَّوْمِ فَلاَ بُدَّ اَنْ یَرَاهُ فِی الْیَقْظَةِ یَعْنِی بَعَیْنَیْ رَأْسِهٖ. (الحاوی للفتاویٰ ۲/ ۳۷۴)

(ترجمہ) تو جس خوش قسمت نے خواب میں آپ ﷺ کا دیدار کیا تو ضرور وہ اپنے سر کی آنکھوں کے ساتھ بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار کرے گا۔

محدث ابن ابی جمرہ

امام حافظ محدث ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ الاندلسی متوفی ۶۹۹ھ اپنی مشہور کتاب "بہجۃ النفوس شرح منتخبات صحیح البخاری" میں اسی حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

ظَاهِرُ الْحَدِیْثِ یَدُلُّ عَلٰی حُکْمَیْنِ اَحَدُهُمَا اَنَّهٗ مَنْ رَآهُ ﷺ فِی النَّوْمِ فَسَیَرَاهُ فِی الْیَقْظَةِ وَالثَّانِی الاِخْبَارُ بِاَنَّ الشَّیْطَانَ لاَ یَتَمَثَّلُ بِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ (بہجة النفوس ۴/ ۲۳۷)

(ترجمہ) اس حدیث کا ظاہر دو حکموں پر دلالت کرتا ہے ایک یہ کہ

جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب آپ ﷺ کو بیداری میں دیکھے گا۔ دوسرا یہ کہ شیطان حضور ﷺ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

هٰذَا عَلٰى عُمُوْمِهٖ فِیْ حَيَاتِهٖ وَ بَعْدَ مَمَاتِهٖ وَ لِكُلِّ مَنْ رَآهُ مُطْلَقًا وَمَنْ يَدَّعِی الْخُصُوْصَ فِيْهِ بِغَيْرِ مُخَصِّصٍ مِنْهُ ﷺ فَمُتَعَسِّفٌ (۴/۲۳۷)

(ترجمہ) یہ حدیث اپنے عموم پر باقی ہے خواہ کوئی آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ شریفہ میں خواب میں دیکھے یا آپ ﷺ کو وفات شریفہ کے بعد دیکھے اور دیکھنے والا کوئی بھی ہو وہ آپ ﷺ کی زیارت بیداری میں ضرور کرے گا اور جو اس حدیث میں کسی طرح کی تخصیص کا دعویٰ کرے حالانکہ حضور ﷺ کی طرف سے کوئی تخصیص نہیں، وہ حد سے بڑھنے والا ہے۔

ابن عباس نے وفات کے بعد شیشے میں آپ ﷺ کی صورت مبارکہ دیکھی

اس کے بعد امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اور امام سیوطی بھی تحریر فرماتے ہیں

"وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ وَاَظُنُّهُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ فِی النَّوْمِ فَتَذَكَّرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَ بَقِیَ

مُتفکِّرًا فِیْهِ ثُمَّ دَخَلَ علٰی بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ وَ اَظُنُّهَا مَیْمُوْنَةَ فَقَصَّ عَلَیْهَا فَقَامَتْ وَ اَخْرَجَتْ لَهٗ جُبَّةً وَ مِرْآۃً وَقَالَتْ لَهٗ هٰذَاہٖ جُبَّتُهٗ وَهٰذِهٖ مِرْآتُهٗ قَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَظَرْتُ فِی الْمِرْآۃِ فَرَاَیْتُ صُوْرَةَ النَّبِیِّ ﷺ وَلَمْ اَرَ لِنَفْسِیْ صُوْرَةً“

(ترجمہ) اور بعض صحابہ نے ذکر کیا میرے گمان میں وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے نیند میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی پھر انہیں یہ حدیث یاد آگئی کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں ضرور دیکھے گا اور آپ اس میں فکر مند رہنے لگے پھر آپ حضور ﷺ کی بعض ازواج کی خدمت میں گئے میرے گمان میں وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ ہیں تو انہیں سارا ماجرا بتایا کہ خواب میں زیارت ہوئی اب بیداری میں زیارت اقدس چاہتا ہوں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور ابن عباس کے لیے ایک جبہ اور ایک آئینہ نکال لائیں اور ان سے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارکہ ہے اور یہ آپ ﷺ کا آئینہ شریفہ ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے آئینہ مبارکہ میں دیکھا تو مجھے اس میں حضور ﷺ کی ہی صورت مبارکہ نظر آگئی' مجھے اپنی شکل نظر نہ آئی بلکہ میں نے حضور ﷺ ہی کی شکل انور دیکھ لی۔

(بہجتہ النفوس ۴ / ۲۳۸ والحاوی للفتاوی ۲ / ۲۴۷)

گویا حضور ﷺ کا فرمان عالی شان پورا ہو گیا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک اور آپ ﷺ کی حقیقت شریفہ کائنات کے ذرے ذرے میں جلوہ گر ہے جب اللہ چاہتا ہے کہ کوئی بندہ حضور ﷺ کا دیدار کرے خواب میں یا بیداری میں تو اس کے اور حضور ﷺ کے درمیان حجاب کو اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ ﷺ کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے اس کے بعد یہ کہنا کہ حضور ﷺ دور کا درُود نہیں سنتے اہلِ علم و تحقیق کی بات نہیں ہو سکتی ہے۔

دلیلِ حق

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

وَقَدْ ذُكِرَ عَنِ السَّلَفِ وَ الْخَلَفِ اِلٰى هَلُمَّ جَرًّا عَنْ جَمَاعَةٍ مِمَّنْ كَانُوْا رَاَوْهُ ﷺ فِى النَّوْمِ وَكَانُوْا مِمَّنْ يَحْمِلُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلٰى ظَاهِرِهٖ فَرَاَوْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْيَقْظَةِ وَ سَاَلُوْهُ عَنْ اَشْيَاءٍ كَانُوْا مِنْهَا مُتَخَوِّفِيْنَ فَاَخْبَرَهُمْ بِتَفْرِيْجِهَا وَ نَصَّ لَهُمْ عَلَى الْوُجُوْهِ الَّتِىْ مِنْهَا يَكُوْنُ فَرَجُهَا فَجَاءَ الْاَمْرُ كَذَالِكَ بِلَا زِيَادَةٍ وَلَانَقْصٍ (بہجۃ النفوس ۴/ ۲۳۸ الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۷۴)

(ترجمہ) صحابہ کرام سے لے کر اب تک ایک ایسی جماعت سے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی خوابوں میں زیارتیں کیں ان سے تسلسل کے ساتھ منقول و مذکور چلا آ رہا ہے اور وہ اس حدیث شریف ”جس نے خواب میں

میری زیارت کی وہ عنقریب بیداری میں میری زیارت کرے گا"۔ کو اس کے ظاہر پر محمول کرتے آرہے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بعد آپ ﷺ کو بیداری میں دیکھا اور آپ ﷺ سے کچھ ایسی باتیں پوچھیں جن کے بارے میں وہ خوف زدہ تھے تو حضور ﷺ نے انہیں ان کی مشکلات کے دور ہو جانے کی خوشخبریاں سنائیں اور انہیں وہ طریقے بتائے جن سے ان کی مشکلیں دور ہوں تو انہوں نے ان طریقوں پر عمل کیا تو ان کی مشکلات و پریشانیاں ویسے ہی کسی کمی بیشی کے بغیر دور ہو گئیں جیسے انہیں رسول اللہ ﷺ نے بیداری کی ملاقاتوں میں ارشاد فرمادیا تھا۔ بلاشبہ یہ دلیل حق ہے کہ جب حضور ﷺ اپنی زیارت کراتے ہیں تو درُود بھی سنتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا دور سے درُود سننا معجزہ اور آپ ﷺ کی زیارت کرامت ہے اور کرامات حق ہیں

بلاشبہ حضور اکرم ﷺ کا دور سے درُود سننا معجزہ اور آپ ﷺ کی زیارت ہونا کرامت ہے اور کرامت بر حق ہے۔ یعنی دور سے درُود سننا تو آپ ﷺ کا معجزہ ہے اور کسی امتی کا آپ ﷺ کی خواب میں پھر بیداری میں زیارت کرنا اس کی کرامت ہے۔

ہمارے آئمہ نے یہاں ایک بات ارشاد فرمائی ہے جو اس سلسلے میں حرف آخر اور حجت عظمیٰ ہے۔

وَالْمُنْكِرُ لِهٰذَا لَا يَخْلُوْ اَنْ يُّصَدِّقَ بِكَرَامَاتِ الْاُوْلِيَاءِ اَوْ

يُكَذِّبُ بِهَا فَإِنْ كَانَ مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِهَا فَقَدْ سَقَطَ الْبَحْثُ مَعَهُ فَإِنَّهُ يُكَذِّبُ مَا أَثْبَتَهُ السُّنَّةُ بِالدَّلَائِلِ الْوَاضِحَةِ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَإِنْ كَانَ مُصَدِّقًا بِهَا فَهٰذِهِ مِنْ ذَالِكَ الْقَبِيْلِ لِأَنَّ الْأَوْلِيَاءَ تُكْشَفُ لَهُمْ بِخَرْقِ الْعَادَةِ عَنْ أَشْيَاءَ فِي الْعَالَمِيْنَ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ عَدِيْدَةً فَلَا تُنْكِرُ مَعَ التَّصْدِيْقِ بِذَالِكَ.

(بہجۃ النفوس شرح صحیح البخاری ۴/ ۲۳۸۔ الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۷۴)

(ترجمہ) اور خواب کے بعد بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا منکر یا تو کراماتِ اولیاء کو مانتا ہوگا یا نہیں مانتا ہوگا اگر تو وہ کراماتِ اولیاء کا انکار کرتا ہے پھر اس کے ساتھ بحث ہی ختم ہوگئی کیونکہ وہ ایسی چیز کو جھوٹ قرار دے رہا ہے اور اس کا انکار کر رہا ہے جسے سنت وحدیث مصطفیٰ ﷺ نے واضح دلائل کے ذریعے ثابت کیا ہے اگر اس کا منکر کرامت اولیاء کا انکار نہیں کرتا بلکہ مانتا ہے تو اسے معلوم ہو کہ زیارت مصطفیٰ ﷺ بھی کرامتِ اولیاء ہی ہے کیونکہ اولیاء اللہ کے لیے خلاف عادت اوپر کے اور نیچے کے تمام جہانوں کے پردے بار بار اٹھائے جاتے ہیں لہذا تم کرامات اولیاء کو مانتے ہوئے حضور ﷺ کی زیارت کے منکر نہ ہو۔

ایک ولی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء کی شان کیا ہوگی؟

امام محدث وفقیہ ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ ۶۹۹ھ صاحب بہجۃ النفوس علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی کتاب کے آخر میں منسلک اپنے ایک رسالہ "المرائی

الحسان" میں اپنے بہت سے خواب اور کشف بیان فرمائے ہیں جن میں بار بار رسول اللہ ﷺ کی زیارتیں بھی ہیں ان میں سے آخر میں لکھتے ہیں۔

مَضٰی عَلَیَّ وَقْتٌ فَکَانَ لَا یَتَحَرَّکُ اَحَدٌ بِحَرَکَۃٍ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْ رَجُلٍ اَوْ اِمْرَءَۃٍ فِیْ ھٰذَا الْاَقْلِیْمِ حَتّٰی الرَّجُلِ یَقْرُبُ زَوْجَتَہٗ اَوْ یَقْرُبُ اَحَدُنَ الْخَلَاءَ وُکِّلَ ذَالِکَ مِنِّیْ فَضَاقَ ذِرْعِیْ بِذَالِکَ فَاُلْھِمْتُ اِلَی اللَّجَاءِ وَالْاِضْطِرَارِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ رَفْعِ ذَالِکَ عَنِّیْ فَاَقَالَنِیْ وَ رَفَعَہٗ عَنِّیْ فَصِرْتُ لَا اَدْرِیْ مَاخَلْفَ الْجِدَارِ وَ الْحَائِطِ
(المرائی الحسان صفحہ ۵۲)

(ترجمہ) مجھ پر ایک ایسا وقت بھی گزرا کہ اس روئے زمین پر کوئی مرد حرکت کرتا یا عورت حتی کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جاتا یا کوئی بیت الخلاء (جائے حاجت) میں داخل ہوتا وہ میری طرف سے (اپنی حاجت کے) حوالے کیا جاتا یعنی سب کچھ مجھ پر روشن ہوتا' میں تو اس سے بہت تنگ آگیا تو مجھے الہام ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کروں اور آہ و زاری کروں تو میں نے ایسا کیا جس سے میری یہ مشکل حل ہو گئی اور یہ کشف مجھ سے دور ہو گیا تو پھر میری حالت یہ ہو گئی کہ میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔

یہ تو ایک اللہ کے ولی کی شان ہے تو امام الانبیاء ﷺ جن کے طفیل یہ دنیا بنی غوث و قطب و ابدال اور اولیاء بنے ان کی شان کیا ہو گی اور جنہیں اللہ نے قرآن کریم میں "شہید و شاہد" قرار دیا' ان سے کیا مخفی ہو گا اور وہ دور سے ہمارا درود کیسے نہیں سنتے؟

بیداری میں زیارت کا وعدہ بہر صورت پورا ہو گا

حضرت حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

مُرَادُہٗ ﷺ وُقُوْعُ الرُّؤْیَۃِ الْمَوْعُوْدِ بِھَا فِی الْیَقْظَۃِ عَلَی الرُّؤْیَۃِ فِی الْمَنَامِ وَلَوْ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً تَحْقِیْقًا لِوَعْدِہِ الشَّرِیْفِ الَّذِیْ لَا یُخْلَفُ وَ اَکْثَرُ مَا یَقَعُ لِلْعَامَّۃِ قُبَیْلَ الْمَوْتِ عِنْدَ الْاِحْتِضَارِ فَلَا یَخْرُجُ رُوْحُہٗ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی یَرَاہُ وَفَاءً بِوَعْدِہٖ وَ اَمَّا غَیْرُھُمْ فَتَحْصُلُ لَھُمُ الرُّؤْیَۃُ فِیْ طُوْلِ حَیَاتِھِمْ اِمَّا کَثِیْرًا وَ اِمَّا قَلِیْلًا بِحَسْبِ اِجْتِھَادِھِمْ وَ مُحَافَظَتِھِمْ عَلَی السُّنَّۃِ وَالْاِخْلَالُ بِالسُّنَّۃِ مَانِعٌ کَبِیْرٌ (الحاوی ۲ / ۴۷۴)

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ کے فرمان "جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عن قریب مجھے بیداری میں دیکھے گا" سے آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی خواب میں زیارت کی بنا پر اسے بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت ضرور ہو گی۔ اگرچہ ایک بار آپ ﷺ کے وعدہ مبارکہ جو کسی طرح خلاف نہیں ہو سکتا کو حق و سچ ثابت کرنے کے لیے (بیداری میں زیارت ضرور ہو گی) اور اکثر عوام کو جنہیں خواب میں زیارت ہو چکی، مرنے سے کچھ دیر پہلے اس سے قبل کہ ان کے جسم سے ان کی روح نکلے، آپ ﷺ کا وعدہ پورا ہوتا ہے اور وہ بیداری میں ہی حضور ﷺ کا دیدار کرتے ہیں۔

اور دوسرے اہل اللہ اولیاء کرام کو تو ان کی محنت اور سنتوں کی پابندی کے مطابق زیادہ یا تھوڑی عمر بھر میں بار بار بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت

ہوتی رہتی ہے اور حضور ﷺ کی سنتوں کی پابندی نہ کرنا آپ ﷺ کی زیارت شریفہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

حضور ﷺ کی سنتوں کی اہمیت

امام حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ کی مندرجہ بالا فرمان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کی سنتوں کی پابندی کی بڑی اہمیت ہے جو صحیح العقیدہ مسلمان کا اپنے چال چلن رہن سہن اور گفتار و کردار کو درست رکھنا فرائض کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی صورت وسیرت شریفہ کی پیروی اور خاص کر آپ پر کثرت کے ساتھ دورد شریف پڑھنا۔اپنے دل اور دماغ کو غیر شرعی خیالات اور برے وسوسوں سے پاک رکھنا اس سعادت کے حصول کے لئے بہت ضروری ہے انشاء اللہ ایسا شخص نہ صرف خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے بار بار اور بکثرت مشرف ہوگا بلکہ اس کے اور حضور ﷺ کے درمیان حجاب اس حد تک اٹھ جائے گا کہ وہ بیداری میں بھی آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا کرے گا۔بلاشبہ یہ مسئلہ بنیاد ہے اور دور سے دُرُود سننا اس کی فرع ہے جو شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ حضور ﷺ اپنی نورانیت وروحانیت اور حقیقت لطیفہ کے اعتبار سے کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہیں اور آپ ﷺ کے غلام خواب وبیداری میں آپ کی زیارتوں سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ اس بات کو بھی ہر صورت تسلیم کرے گا کہ آپ ﷺ دور سے اپنے غلاموں کا دُرُود سنتے ہیں خواہ دُرُود پڑھنے والا کہیں ہو جیسا کہ ہم قرآن وحدیث اور ائمہ دین متین کی تفاسیر و

شروع کے حوالوں سے مدلل بیان کر چکے ہیں۔

سترھویں حدیث

قبر میں جلوہ گری

نیز یہ تمام احادیث میں جن میں منکر و نکیر کے سوالوں کا بیان ہے۔ منکر نکیر حضور ﷺ کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ تم اس ہستی کے بارے میں کیا کہتے تھے

"مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ"

اور صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں

"مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ"

لفظ ھذا

ان تمام حدیثوں کے الفاظ میں لفظ "ھذا" ہے جو محسوس مبصر کے لیے ہوتا ہے یعنی "ھذا" اس کے لیے بولا جائے گا جو موجود ہو اور نظر آ رہا ہو یعنی حاضر و موجود ہو اس سے علماء محققین نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں، ہر ایک کی قبر میں موجود ہوتے ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

رہا یہ سوال کہ مسلمان منکر و نکیر کے جواب میں "هو رسول الله" کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں۔ "هو" غائب کے لیے ہوتا ہے تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ قبر میں حاضر موجود نہیں ہوتے بلکہ غائب ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ "مسلمان میت" کا حضور ﷺ کے لیے "هو" کا لفظ استعمال کرنا اس لیے نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ وہاں موجود نہیں ہوتے کیونکہ آپ ﷺ کا موجود و حاضر ہونا تو "هذا" کے اسم اشارہ سے قطعی طور پر ثابت ہو چکا بلکہ اس کا "هو" استعمال کرنا آپ ﷺ کی عظمت شان کی وجہ سے ہے۔ عربی زبان میں کبھی ایک موجود و حاضر و قریب مگر عظیم الشان چیز کے لیے "هو" اور "ذالك" اور "هو" بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے بارے میں سورۂ بقرہ کے شروع میں ہے' "ذالك الكتاب" وہ کتاب حالانکہ کتاب (قرآن مجید) تو ہمارے ہاتھ میں ہے ہم اس کی تلاوت کر رہے ہیں "هذا" کہنا چاہئے تھا مگر چونکہ اس کی شان اس قدر بلند و بالا ہے کہ وہاں تک ہمارا دماغ نہیں پہنچ سکتا اس لیے اس کے قریب و موجود ہونے کے باوجود اس کے لیے "هذا" کی بجائے "ذالك" لایا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے کہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا والدہ ماجدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جنت سے رزق آتا تھا حضرت زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم کے پاس بے موسم کا پھل موجود پایا تو پوچھا "اَنّٰى لَكِ هٰذَا" کہ اے مریم! آپ کے پاس یہ پھل کہاں سے آ گئے؟ انہوں نے کہا "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" کہ وہ اللہ کے ہاں سے ہے۔ کہنا چاہئے تھا "هذا من عند الله" کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے مگر چونکہ وہ رزق اللہ کی طرف سے تھا اور جنت کا تھا اس کی بڑی

شان تھی وہ بطور کرامت کے آپ کے ہاں آیا تھا اور کرامت بڑی عظمت والی چیز ہے اس لیے آپ نے اس کے قریب و موجود و حاضر ہونے کے باوجود اس کی عظمت شان کے اظہار کے لیے اس کے لیے "ھذا" کی بجائے "ھو" فرمایا۔ یہی حال قبر میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری اور جلوہ گری و حاضری و موجودگی کے باوجود مسلمان میت کے آپ ﷺ کے لیے "ھو" کے استعمال کا ہے۔ گویا اسمیں "ھذا" اپنے حقیقی معنوں میں ہے۔ اور "ھو" یہاں محض حضور ﷺ کی عظمتِ شان کے اظہار کے لئے لایا گیا ہے۔

علماء و فقہاء کا استدلال

اسی لیے علماء و فقہاء نے ان حدیثوں کو حضور ﷺ کی قبر میں جلوہ گر ہونے' موجود و حاضر ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ کیونکہ "ھذا" اسم اشارہ قریب کے لیے ہے۔ محسوس و مبصر کے لیے ہے جو نظر آئے اور موجود ہو۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۱۰۵۲ھ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لیے "ھذا" کا استعمال حضور ذہنی کی بنا پر بھی ہو سکتا ہے یا "احضار ذات شریف وی درعیان باین

طریق که در قبر مثالی ازحضرت وی ﷺ حاضر ساخته باشند بمشاہدہ جمال جان افزاء او عقدہ اشکال که درکار افتادہ کشادہ شود وظلمت فراق بنور لقائے دلکشائے او روشن گردد و دریں جا بشار تیست بر مشتاقانِ غمزدہ راکه اگر برامید این شادی جاں دہند و زندہ درگور روند جائے آن دارد۔
شعر

در ظلمتِ فراق تو گرجاں دہم چه غم
غم نیست گر زماہِ رُخَت پر توے فتد
شب عاشقان بیدل چه شب دراز باشد
تو بیاگر اول شب در صبح باز باشد

(اشعۃ اللمعات ۱/۱۱۵)

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس مثالی طریقہ پر عین وعیان بالکل میت کے سامنے قبر میں جلوہ گر ہوتی ہے' تاکہ آپ ﷺ کے جمال جاں فزا کے انوار کے مشاہدہ سے میت کی قبر کی مشکل آسان ہو اور آپ ﷺ کی ملاقات کے نورِ دلکشا سے فراق کے اندھیرے دور ہوں اور اس حدیث میں حضور ﷺ کے دیدار کے غمزدہ عاشقوں کے لیے خوشخبری ہے کہ اگر وہ قبر میں حضور اکرم ﷺ کے دیدار کے شوق میں جان دیدیں اور قبر میں زندہ چلے جائیں تو اس کا موقع ہے۔

امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمۃ کا فرمان

عظیم الشان علامہ فہامہ عارف باللہ وبے مثال محدث وفقیہ امام ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ علیہ الرحمتہ ۶۹۹ھ بہجۃ النفوس شرح مختصر صحیح البخاری میں حضور اکرم ﷺ کے فرمان (یقال ما علمك بهذا الرجل) ''کہ منکر نکیر قبر میں میت سے پوچھتے ہیں کہ اس مرد کے بارے میں تم کیا جانتے ہو'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''هٰذَا الرَّجُلُ'' اَلْمُرَادُ بِهٖ ذَاتُ النَّبِیِّ ﷺ وَرُؤْيَتُهَا بِالْعَيْنِ وَ

فِیْ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى عَظِيْمِ قُدْرَةِ اللهِ اِذَالنَّاسُ يَمُوْتُوْنَ فِی الزَّمَانِ الْفَرْدِ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ عَلٰى اِخْتِلَافِهَا وَ بُعْدِهَا وَ قُرْبِهَا كُلُّهِمْ يَرَاهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَرِيْبًا مِنْهُ لِاَنَّ لَفْظَ هٰذَا لَا تَسْتَعْمِلُهُ الْعَرَبُ اِلَّافِی الْقَرِيْبَ الخ'' (اس کا ترجمہ عنوان کے تحت ہے)

سب مرنے والوں کی قبروں میں ایک ہی وقت میں حضور ﷺ حاضر و موجود ہوتے ہیں

(ترجمہ) حدیث شریف میں مذکور ''ھذا الرجل'' سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے قبر والا انسان اپنی قبر میں حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنی ظاہر آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی دلیل ہے کیونکہ روئے زمین پر ایک ہی وقت بہت سے لوگ مرتے ہیں اور مختلف علاقوں میں مرتے ہیں قریب اور دور دراز سب کے سب اپنی اپنی قبروں

میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے قریب دیکھتے ہیں۔ کیونکہ لفظ "ھذا" کو عرب لوگ اپنی زبان میں قریب کے لئے ہی استعمال کرتے ہیں۔ (بہجۃ النفوس ۱/ ۱۲۳)

امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمتہ کے اس فرمان نے اس حقیقت کو بے نقاب کردیا کہ نبی کریم ﷺ ہر قبر میں بذاتِ خود جلوہ گر ہوتے ہیں۔ "اَلْمُرَادُ بِهٖ ذَاتُ النَّبِیِّ ﷺ" کہ اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ مثال بھی نہیں اگرچہ بعض محققین آپ ﷺ کا حاضر ہونا مثالی صورت میں کہتے ہیں لیکن امام ابن ابی جمرہ اور اسی طرح اور کئی ایک محققین مثالی کی بجائے حقیقی طور پر آپ ﷺ کا جلوہ گر ہونا مانتے ہیں۔ نیز مثال میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے کہ مثالِ ذات عینِ ذات سے جدا نہیں۔

اس کے بعد امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ

"فِیْ هٰذَا رَدٌّ عَلٰی مَنْ يَقُوْلُ بِاَنَّ رُؤْيَةَ النَّبِیِّ ﷺ فِی الزَّمَنِ الْفَرْدِ فِیْ اَقْطَارٍ مُخْتَلِفَةٍ عَلٰی صُوَرٍ مُخْتَلِفَةٍ لَا تُمْكِنُ لِاَنَّ الْقُدْرَةَ صَالِحَةٌ بِمُقْتَضٰی مَا نَحْنُ بِسَبِيْلِهٖ وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ حَقًّا فَمَنْ يَقُوْلُ بِعَدَمِ الرُّؤْيَةِ فَقَدْ كَذَبَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَ قَدْ حَصَرَ الْقُدْرَةَ الَّتِیْ لَا تَنْحَصِرُ وَ لَا تَرْجِعُ اِلٰی حَدٍّ وَ لَا قِيَاسٍ

(بہجۃ النفوس ۱/ ۱۲۳)

حضور ﷺ کے حاضر و ناظر کا منکر اللہ کی قدرت کا منکر ہے

(ترجمہ) اس واقعہ میں (کہ حضور ﷺ ایک ہی وقت میں بے شمار مرنے والوں کی قبروں میں بذات خود جلوہ گر ہوتے ہیں) اس شخص کا رد ہے جو کہتا ہے کہ ایک ہی وقت میں روئے زمین کے مختلف مقامات و مختلف صورتوں میں حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کی زیارت ممکن نہیں ہے۔ رد اس لیے ہے کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہے اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے کہ وہ ایک ہی چیز کو روئے زمین بلکہ کائنات بھر میں ایک ہی وقت میں بے شمار مقامات پر موجود کر کے دکھاوے' حالانکہ حضور اکرم ﷺ خود ارشاد فرما رہے ہیں

"مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ" (صحیح مسلم)

(ترجمہ) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں سچ مچ مجھے ہی دیکھا۔

(یہاں سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دیکھنے والے نے آپ کی حقیقی اور واقعی و اصلی صورت اقدس کو دیکھا اگرچہ بعض علماء مثالی صورت کے قائل ہیں۔ مثال عین سے جدا نہیں اس لئے دونوں باتیں ایک ہی مقصد کو بیان کرتی ہیں۔ اور مثالی صورت اور عالم مثال کی تفصیل ہم اسی کتاب میں عرض کر چکے ہیں۔) تو جو اس کا انکار کرتا ہے بے شک اس نے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان عالی شان کو جھٹلا دیا (معاذ اللہ) اور اس نے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو محدود کر دیا جو کہیں رکتی نہیں اور نہ ہی کسی حد کی طرف لوٹتی ہے اور نہ کسی قیاس کی

طرف۔

حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کی عقلی دلیل

اس کے بعد امام کامل محدث وفقیہ فاضل امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمتہ ۶۹۹ھ بہجۃ النفوس شریف شرح منتخب صحیح البخاری۔ جس کا نام انہوں نے جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایۃ' رکھا' میں مزید لکھتے ہیں۔

فِيْهِ دَلِيْلٌ لِمَنْ يَقُوْلُ بِاَنَّ رُؤْيَةَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الزَّمَنِ الْفَرْدِ فِيْ اَقْطَارٍ مُخْتَلِفَةٍ سَائِغَةٍ مُمْكِنَةٍ فَدَلِيْلُهُمْ مِنْ طَرِيْقِ النَّقْلِ مَا نَحْنُ بِسَبِيْلِهٖ وَ دَلِيْلُهُمْ مِنْ طَرِيْقِ الْعَقْلِ اَنَّهُمْ جَعَلُوْا ذَاتَهُ السَّنِيَّةَ كَالْمِرْئَةِ كُلُّ اِنْسَانٍ يَرٰى فِيْهَا صُوْرَتَهٗ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ مِنْ حُسْنٍ اَوْ قُبْحٍ وَالْمِرْءَةِ عَلٰى حَالَتِهَا مِنَ الْحُسْنِ لَمْ تَتَبَدَّلْ.

(ترجمہ) اس حدیث میں اس کی دلیل ہے جو کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات کا دیدار ایک ہی وقت میں روئے زمین کے مختلف علاقوں میں صحیح ہے ممکن ہے تو ان کی دلیل نقلی یہ ہی حدیث ہے جس کو ہم بیان کر رہے ہیں اور ان کی عقلی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ایک طرح کا آئینہ قرار دیا ہے (جس میں سارے عالم کا عکس ہے اس لئے) ہر شخص اس مبارک آئینہ میں اپنی صورت جو ہے جیسی ہے' ویسی ہی دیکھتا ہے' اچھی ہو یا بری ہو جبکہ آئینہ مبارکہ اپنے حسن وجمال کی حالت پر باقی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

رسول اللہ ﷺ اللہ کے حسن و جمال کا آئینہ ہیں

حضور ﷺ حسن و جمال الوہیت کا آئینہ ہیں ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں "انَا مِرْاۃُ جَمَالِ اللّٰہِ" کہ میں اللہ کے حسن و جمال کا آئینہ ہوں اور فرماتے ہیں "مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَاَی الْحَق" (حدیث)

(ترجمہ) کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ الانتباہ میں فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو فرمایا گیا ہے

"مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَاَی الْحَق"

کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے' (الانتباء ۶ ۹) تو حضور ﷺ حسن و جمال الٰہی کا آئینہ ہیں یوں کہنا چاہیے کہ آپ اللہ کی ذات و صفات کا مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حسن و جمال اس کی صفات ہیں تو کائنات میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور نہ ہو لہذا کائنات میں کوئی ایسا مقام نہیں جہاں مظہر صفات ہونے کے اعتبار سے مصطفیٰ ﷺ کا نور نہ ہو اگر کوئی نہ دیکھے تو اس کا اپنا ہی قصور ہے ورنہ نور مصطفیٰ ﷺ کا تو ہر جگہ ظہور ہے لہذا آپ ﷺ سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں اور حضرت شاہ صاحب شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کا حوالہ گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں اس کا ہمنشیں ہوں جو مجھے یاد کرے اور مظہر ذات و صفات الٰہی ہونے کی وجہ سے حدیث

"اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِیْ"

کے مطابق رسول اللہ ﷺ بھی ہر اس شخص کے پاس جلوہ گر ہوتے ہیں جو آپ ﷺ کو یاد کرتا ہے لہذا آپ ﷺ سب کا درود سنتے ہیں اس لیے "الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله" کے صیغہ کے ساتھ درود شریف پڑھنا بلا شبہ ثواب ہے۔

مرنے والے سب لوگ زمین کے اندر حضور ﷺ کو اپنے بہت ہی قریب دیکھتے ہیں

حافظ امام ابن ابی جمرہ بہجۃ النفوس میں مزید ارشاد فرماتے ہیں

"وَفِيْهِ دَلِيْلٌ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ اَنَّ الْجَوَاهِرَ لَا تُحْجَبُ بِذَوَاتِهَا لِاَنَّ النَّاسَ كُلُّهُمْ يَرَوْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُمْ فِيْ بُطُوْنِ الثَّرٰى وَ يُسْاَلُوْنَ عَنْهُ وَالثَّرٰى اَكْثَرُ كَثَافَةً مِنَ الْجَوَاهِرِ كُلِّهَا وَكُلُّهُمْ يَرَوْنَهُ قَرِيْبًا مُتَدَانِيًا لِاَنَّ هٰذَا لَا يُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی الْقَرِيْبِ الْمُتَدَانِیْ" (بہجۃ النفوس ۱/ ۱۴۴)

(ترجمہ) اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ جواہر اپنی ذوات کے اعتبار سے محجوب نہیں ہوتے یعنی ان کے آگے کوئی آڑ یا حجاب حائل نہیں ہوتا اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگ سب کے سب اپنی اپنی قبروں میں مٹی کے اندر ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو دیکھتے ہیں اور حضور ﷺ کے

بارے میں ان سے پوچھا جاتا ہے اور مٹی تمام جواہر سے بڑھ کر کثیف ہے اور مرنے والے سب کے سب لوگ اپنی قبروں میں نبی کریم ﷺ کو اپنے بہت ہی قریب دیکھتے ہیں کیونکہ عربی زبان میں لفظ "ھذا" اسم اشارہ ہے جو بالکل بہت ہی قریب کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔

واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہر شریفہ میں مرنے والے لوگ بھی اپنی اپنی قبروں میں حضور ﷺ کو اپنے بہت ہی قریب دیکھتے کیونکہ ان سے بھی منکر نکیر حضور ﷺ کے بارے میں یہی سوال کرتے تھے تو جیسے آپ زمین کے اوپر رہتے ہوئے عالم برزخ والوں کے قریب تھے اسی طرح آپ عالم برزخ (قبر) میں جلوہ گر ہو کر تمام روئے زمین پر رہنے والوں کے بھی قریب ہیں قرآن میں آپ کے لیے جو "شاھد" اور "اولیٰ" کا لفظ استعمال ہوا ہے اس میں اطلاع ہے کہ آپ ﷺ کی ان صفات شریفہ کو کسی زمان ومکان اور کسی عالم کے ساتھ مقید و مشروط نہیں کیا گیا لہذا کوئی جہان بھی آپ کے نورانی وروحانی وجود سے خالی نہیں ہے آپ ہر جہان میں اس کے ہر فرد کے قریب ہیں لہٰذا ہر ایک کا دُرود سنتے ہیں۔ سب عرشیوں۔ آسمانیوں اور فرشیوں کا دُرود سنتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کے مظہر اتم واکمل ہیں۔

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ"

سب قبر والے اور قبر میں سب اللہ والے دنیا میں حضور ﷺ کو دیکھتے ہیں

امام ابن ابی جمرہ علیہ الرحمتہ حدیث مذکور کی شرح میں مزید لکھتے ہیں ملاحظہ ہو

"فِيْهِ دَلِيْلٌ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّ الْجَوَاهِرَ لاَ تُحْجَبُ بِذَوَاتِهَا لِأَنَّ النَّاسَ كُلُّهُمْ يَرَوْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُمْ فِيْ بُطُوْنِ الثَّرٰى وَ يُسْأَلُوْنَ عَنْهُ وَالثَّرٰى أَكْثَرُ كَثَافَةً مِنَ الْجَوَاهِرِ كُلِّهَا وَ كُلُّهُمْ يَرَوْنَهُ قَرِيْبًا مُتَدَانِيًا لِأَنَّ هٰذَا لَايُسْتَعْمَلُ اِلاَّ لِلْقَرِيْبِ الْمُتَدَانِيْ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى كَرَامَةِ الْأَوْلِيَاءِ فِيْ اِطْلَاعِهِمْ عَلَى الْأَشْيَاءِ الْبَعِيْدَةِ يَرَوْنَهَا رُؤْيَةَ الْعَيْنِ قَرِيْبَةً مِنْهُمْ وَيَخْطُوْنَ الْخُطُوَاتِ الْيَسِيْرَةَ فَيَقْطَعُوْنَ بِهَا الْأَرْضَ الطَّوِيْلَةَ لِأَنَّ الْقُدْرَةَ الَّتِيْ حَكَمَتْ بِمَا أُخْبِرَ فِيْمَا نَحْنُ بِسَبِيْلِهِ هِيَ قَادِرَةٌ عَلٰى تَبْلِيْغِهِمْ كُلَّ ذٰلِكَ وَ لِهٰذَا قَالَ بَعْضُهُمْ الدُّنْيَا خُطْوَةُ مُؤْمِنٍ وَ مِثْلُ هٰذَا اِطْلَاعُهُمْ عَلَى الْقُلُوْبِ مَعَ كَثَافَةِ الْأَبْدَانِ. وَقَدْ حُكِيَ عَنْ بَعْضِ الْفُضَلَاءِ مِنْهُمْ فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ اَنَّهُ اِجْتَمَعَ مَعَ بَعْضِ اِخْوَانِهِ بِمَوْضِعٍ وَ كَانَ فِى الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنَ الْعَوَامِ لَيْسَ مِنْهُمْ فَاطَّلَعَ بَعْضُ اِخْوَانِهِ عَلٰى قَلْبِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَرَاٰى شَيْئًا مِنْهُ لاَ يُعْجِبُهُ

فَخَرَجَ عَنْهُمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِ هٰذَ السَّيِّدُ الْمُتَمَكِّنُ فَقَالَ لَهُ اِرْجِعْ مَا رَاَيْتَ فَقَدْ رَآهُ غَيْرُكَ وَاِنْ لَمْ يُحْمَلْ هٰذَا فَاَيْنَ يُحْمَلُ قَدْرُهُ مِنْ طَرِيْقِ الْفُتُوَّةِ.

(ترجمہ) اس حدیث میں اس کی دلیل ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے کہ جواہر اپنی ذوات کے اعتبار سے محجوب و مستور (پوشیدہ) نہیں کئے جا سکتے کیونکہ تمام مرنے والے لوگ اپنی اپنی قبروں میں مٹی کے نیچے ہوتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے ہیں اور ان سے آپ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور مٹی تمام جواہر سے بڑھ کر کثیف ہے اس کے باوجود قبر والے سب کے سب حضور ﷺ کو اپنے بہت ہی قریب دیکھتے ہیں کیونکہ "ھذا" اس کے لیے ہی استعمال کیا جاتا ہے جو بہت ہی قریب ہو۔

ساری دنیا مومن کا ایک قدم

نیز اس حدیث میں کرامتِ اولیاء کی دلیل بھی ہے کہ بہت دور کی چیزوں کو اپنی آنکھوں سے قریب دیکھتے ہیں اور چند قدم چل کر زمین کا دور دراز کا سفر طے کر لیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت جس نے زیرِ بحث مسئلہ سے متعلق کرشمہ کی خبر دی وہ سب کچھ کر سکتی ہے اسی لیے بعض اہل اللہ کا فرمان ہے کہ ساری دنیا مومن کا ایک قدم ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بدنوں کی کثافت کے باوجود دوسروں کے دلوں کے ارادوں اور سینے کے رازوں سے بھی واقف ہو جاتے ہیں اور بے شک مروی ہے کہ ایک اہل اللہ کا بیان ہے کہ ان کی ایک مجلس میں ایک عام آدمی

بھی آبیٹھا تو اہل اللہ میں سے ایک شخص اس کے دل کے ناپسندیدہ خیالات سے مطلع ہو کر نفرت کرتے ہوئے اس محفل سے اٹھ کر جانے لگا تو وہ اہل اللہ جس کا بیان ہے اس کے پیچھے اٹھ کر گیا اسے پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ فلاں عام شخص کے جو محفل میں ہے ناپسندیدہ خیالات سے مطلع ہو کر اٹھ آئے ہو واپس چلو ان خیالات والوں کو اگر ہم برداشت نہ کریں گے تو کون کرے گا یہی تو جوانمردی ہے کہ ایسے لوگوں کو محافل میں برداشت کیا جائے۔

امام ابن ابی جمرہ کی اس عبارت سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ ہر ایک کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور ہر قبر والا حضور ﷺ کو اپنے بہت ہی قریب دیکھتا ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ مومن کامل کے لیے دنیا ایک ہی قدم ہے۔

۳۔ تیسری یہ کہ اولیاء اللہ لوگوں کے دلوں کے حالات جانتے ہیں۔

۴۔ چوتھے یہ کہ اگر کوئی کسی ولی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے دل میں برے خیالات لائے تو ولی اللہ اس پر پردہ ڈالتے ہیں اور برداشت کرتے ہیں ایسے ہو جاتے ہیں جیسے انہیں اس کے دل کے خیالات فاسدہ کا پتہ ہی نہیں ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ عالم برزخ میں ہر قبر میں جلوہ گر ہوتے اور یہاں دنیا میں اس شخص کو جو خواب میں آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو بیداری میں دیدار کراتے ہیں اور ساری دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی کی مانند ملاحظہ فرماتے ہیں اور قیامت تک مشاہدہ فرماتے رہیں گے اور جنھیں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب (قرآن مجید) میں شاہد (امت پر حاضر و ناظر) قرار دے پھر آپ ہمارا درود کیسے نہیں سنتے۔ یقیناً سنتے ہیں۔ پھر ہم کیوں نہ عرض

کریں۔

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرتؒ)

اقوالِ علماء و عرفاء کہ

حضور علیہ السلام کی خدمت میں دور سے اور قریب سے، ہر جگہ سے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

کے الفاظ سے دُرُود کا تحفہ پیش کیا جاسکتا ہے اور یہ کہ آپ روحانی و نورانی طور پر اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے ہمارے قریب بلکہ ہم میں موجود ہیں۔

جناب جسٹس تقی عثمانی صاحب کا متضاد قول

علماء دیوبند کے شیخ الاسلام اور جسٹس محترم تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں

"دُرود شریف کے لیے وہی الفاظ اختیار کرنے چاہیں جو اللہ نے اور اللہ کے رسول علیہ السلام نے بتائے ہیں"

پھر لکھتے ہیں

"صرف وہ درود شریف پڑھنے چاہیں جو حضور علیہ سے منقول ہیں دوسرے درود نہیں پڑھنے چاہئیں"

درود تاج کی ممانعت

پھر لکھتے ہیں

"کسی نے درود تاج گھڑ لیا کسی نے کوئی درود حالانکہ ان کے الفاظ نہ حضور علیہ سے منقول ہیں اور نہ ان کے کچھ فضائل بلکہ بعض کے تو الفاظ بھی خلافِ شرع اور بعض میں شرکیہ کلمات بھی درج ہیں۔"

شرکیہ الفاظ

افسوس کہ محترم جسٹس صاحب نے شرکیہ الفاظ والے درود کی نشاندہی نہ فرمائی اگر نشاندہی فرمادیتے تو اس پر ہم غور کرتے اور انہیں بھی دلائل کی روشنی میں دعوتِ غور وفکر دیتے۔

نیز محترم جسٹس صاحب کا مذکورہ بالا فرمان کہ صرف وہی درود پڑھنا چاہئے جس کے الفاظ حضور علیہ سے منقول ہیں دوسرے لوگوں کے گھڑے ہوئے درود نہیں پڑھنا چاہئیں' خود ان کے اکابرین مسلکِ دیوبند کے قول کے برعکس اور متضاد ہے جو ہم "المہند" کے حوالے سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔ کہ افضل وہی درود شریف ہے مگر دوسرے درودوں کا پڑھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ان کا پڑھنا درود شریف کے پڑھنے کی فضیلت حاصل کرنے والا بھی قرار پائے گا۔

نیز جناب محترم عثمانی صاحب کے بزرگ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند علامہ زکریا صاحب نے "فضائل درود" پر جو کتاب لکھی ہے۔ اس میں جگہ جگہ علامہ امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ کے قصیدہ بردہ شریف کے درج ذیل پہلے شعر والے درود کا تکرار کیا گیا ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حالانکہ درود شریف کے یہ الفاظ کسی بھی حدیث میں مذکور نہیں ہیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ پڑھنے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

نیز امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی متوفی ۹۰۲ھ نماز کے بعد درود پڑھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ لکھتے ہیں جسے امام حافظ ابو موسیٰ المدینی و امام ابن بشکوال و امام عبد الغنی و ابن سعد رحمہم اللہ نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ ابو بکر محمد بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر بن مجاہد رحمہم اللہ کے پاس تھا تو ان کے پاس شیخ ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ متوفی سن ۳۳۴ھ تشریف لائے تو ابو بکر بن مجاہد نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور ان سے گلے ملے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کا بوسہ لیا۔ میں نے عرض کی یاسیدی (اے میرے آقا) آپ شبلی سے اس قدر محبت وعقیدت کا مظاہرہ فرماتے ہیں' حالانکہ اس سے پہلے آپ اور بغداد کے دوسرے لوگ کہتے تھے کہ شبلی ایک دیوانہ شخص ہے۔

تو حضرت شیخ ابو بکر بن مجاہد نے فرمایا میں نے شبلی کے ساتھ ویسے کیا جیسے میں نے ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا اور وہ اس طرح کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کی طرف آگے بڑھ کر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کو چوما۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ شبلی سے اس قدر محبت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں اس لیے کہ) وہ ہمیشہ اپنی پانچوں نمازوں کے بعد پڑھتے ہیں۔

"لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۲۸)، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" (التوبة ۱۲۹)

پھر تین بار مجھ پر یوں درود بھیجتے ہیں۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ

اور امام ابن بشکوال کی روایت میں اس قدر زائد ہے کہ ابو بکر بن مجاہد نے فرمایا کہ جب میں نے حضرت شبلی کی اس قدر تعظیم کی تو تھوڑے دن بعد میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا

"یَا اَبَابَکْرٍ! اَکْرَمَكَ اللّٰهُ کَمَا اَکْرَمْتَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ"

(ترجمہ) اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہیں عزت بخشے جیسے تم نے ایک جنتی کو عزت بخشی۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابوبکر شبلی کس عمل سے آپ کی بارگاہ میں اس تعظیم وتکریم اور جنت کے مستحق ہوئے؟ آپ نے فرمایا

"هٰذَا رَجُلٌ يُّصَلِّيْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ يَذْكُرُ فِيْ اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَيَقْرَءُ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ تا آخر"

کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت کریمہ اور درود بھیجتے ہیں اور اسی سال سے یہ عمل کر رہے ہیں۔

(القول البدیع ۱۷۳ اجلاء الافہام ۲۹۷۔ تبلیغی نصاب فضائل درود ۷۸۹)

جناب محترم جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب توجہ فرمائیں انہوں نے جو فرمایا کہ صرف وہ درود پڑھنا چاہیے جو حضور ﷺ سے منقول ہے کوئی دوسرا درود نہیں پڑھنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمتہ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" درود پڑھتے تھے جو کسی حدیث میں منقول نہیں اس کے باوجود حضور ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔ معلوم ہوا درود شریف کے لیے الفاظ کا منقول ہونا ضروری نہیں بلکہ کسی بھی بزرگ کے بتائے ہوئے یا اپنی طرف سے اچھے سے الفاظ میں درود شریف بھیجا جا سکتا ہے۔ جب "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" پڑھنا حضور ﷺ کو پسند آیا جبکہ امام شبلی اسے دور سے ہی پڑھتے تھے تو "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" بطورِ اولیٰ حضور ﷺ کو پسند ہو گا

کیونکہ اس میں صلوٰۃ اور سلام دونوں ہیں لھذا اسے ناپسند کرنا حضور علیہ السلام کے پسندیدہ درود کو ناپسند قرار دینا اور آپ کی مخالفت کرنا ہے۔ (معاذاللہ)

امام سخاوی

امام علامہ حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی علیہ الرحمتہ متوفی ۹۰۲ھ القول البدیع فی الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب الشفیع" میں لکھتے ہیں

اِنَّ الاَ مْرفِیْہِ سِعَۃٌ مِنَ الزِیَادَۃِ وَالنَّقْصِ وَ اِنَّھا لَیْسَتْ مُختَصَّۃً بَاَلفَاظٍ مَخْصُوْصَۃٍ وَ زَمَانٍ مَخْصُوْصٍ الخ (القول البدیع ۵۹)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے جو درود بھیجنے کا حکم فرمایا اس میں زیادہ الفاظ کے ساتھ اور کم الفاظ دونوں طرح درود بھیجنے کی گنجائش ہے اور یہ کہ شریعت میں صلوٰۃ وسلام کے لیے کوئی الفاظ مخصوص نہیں اور نہ ہی اس کے لیے کوئی وقت مخصوص ہے۔

یعنی اچھے سے اچھے 'زیادہ سے زیادہ یا کم سے کم الفاظ کے ساتھ اور کسی بھی وقت درود بھیجا جاسکتا ہے۔ اس سے بھی محترم جسٹس تقی عثمانی صاحب کے اس خیال کی تردید ہوگئی کہ درود کے جو الفاظ شریعت میں آئے ہیں انہیں الفاظ سے درود بھیجا جائے دوسرے من گھڑت یعنی اپنی طرف سے بنائے ہوئے الفاظ سے نہیں۔

حضرت شبلی علیہ الرحمتہ کے واقعہ کو علماء دیوبند کے جناب علامہ زکریا

صاحب نے بھی فضائل درود میں نقل کیا ہے۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کے اعمال کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ اپنی امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں

لہذا آپ ﷺ امت کا درود خود سنتے ہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے علاوہ دوسرے معتبر و مسلم گواہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی گواہی بھی لیجئے آپ اپنی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی

وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آن حضرت ﷺ حقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبانِ حقیقت را ومتوجہانِ آنحضرت رامفیض ومربی است۔ (مکتوبات شاہ عبدالحق ۱۵۵)

(ترجمہ) اور متعدد مسائل میں اختلافات اور کثرت مذاہب جو علماء امت میں ہیں کے باوجود اس مسئلہ میں کسی ایک شخص کو بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ کسی شائبہ مجاز اور توھم تاویل کے بغیر حیات حقیقیہ کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر حاضر وناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگاروں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں متوجہ ہونے والوں کو فیض دیتے اور ان کی

تربیت فرماتے ہیں۔

الحمد للہ اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور سب کچھ مشاہدہ فرما رہے ہیں درُود پڑھنے والوں کا پڑھنا ملاحظہ فرماتے اور سنتے ہیں اور اس مسئلہ میں زمانہ شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمتہ تک کسی کو بھی اختلاف نہ تھا۔

بدعتی کون؟

یعنی حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس سے لے کر شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے زمانہ جن کا وصال ۱۰۵۲ھ ہے یعنی گیارھویں تک بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ کی عبارت بھی اوپر تفسیر عزیزی کے حوالہ سے گزر چکی کہ 'حضور ﷺ اپنے نور نبوت کے ذریعے اپنے ایک ایک امتی کے ظاہر باطن ہر حال سے آگاہ ہیں'' ان کا زمانہ وصال ۱۲۴۰ھ ہے گویا تیرھویں صدی تک اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک ایک امتی کے ظاہر و باطن سے باخبر اور اس کا درُود سنتے ہیں اس میں قرب و بعد کی کوئی تخصیص نہیں ہے لیکن اس عقیدۂ حق کی مخالفت چودھویں صدی میں آکر ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اس عقیدہ والے جو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس سے لے کر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے زمانہ تک چلا آیا۔ آج جسے متعصب و نا سمجھ لوگ بریلوی عقیدہ اور بدعت کہہ کر اس کی ہمہ گیر حقانیت و صداقت کو انڈیا کے ایک شہر "بریلی" کے ساتھ

مخصوص و محدود کرتے ہیں، حقیقت میں اہلِ حق واہلِ سنت ہیں۔

بلاشبہ یہ محض بریلوی عقیدہ نہیں ہے جیسا کہ اوپر قرآن کی آیت مذکورہ اور اس کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور اس کی تائید میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کا حوالہ گزرا یہ قرآنی و نبوی و سنی وایمانی و اسلامی عقیدہ ہے اسے محض بریلوی عقیدہ اور بدعت، کہنا کسی طرح صحیح نہیں بلکہ اسے بدعت کہنا قرآنی و نبوی و بزرگان اسلام کی تعلیمات کو ہی بدعت کہنا ہے نیز اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس عقیدہ والے صحیح اہل سنت ہیں اور اس کے مخالف جو حضور ﷺ کے دور سے درود سننے اور آپ کے اعمالِ امت پر حاضر و ناضر ہونے کے منکر ہیں وہی بدعتی ہیں اور ان کا اہل سنت کو بدعتی کہنا "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مترادف ہے۔ جبکہ ہم حدیثوں سے حوالے پیش کر چکے ہیں کہ قبر انور پر دُرود پڑھنے والوں کا دُرود فرشتہ بھی پہنچاتا ہے تو جیسے قبر انور پر پڑھنے والوں کا دُرود حضور خود بھی سنتے اور فرشتہ بھی پہنچاتا ہے اسی طرح دور سے دُرود پڑھنے والوں کا دُرود فرشتے بھی پہنچاتے ہیں اور آپ ﷺ خود بھی سنتے ہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ قبر انور پر حاضر ہو کر کمال اخلاص سے دُرود پڑھنے والوں کا دُرود آپ ﷺ زیادہ اور کمال توجہ سے سنتے ہیں اور دور سے پڑھنے والوں کے دُرود کو ویسی کمال توجہ سے نہیں سماعت فرماتے۔

نیز اس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض حدیث کے ان الفاظ سے کہ "جو میری قبر انور پر دُرود پڑھے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے" تقابل سے خواہ مخواہ کوئی یہی سمجھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ حضور ﷺ

دور والوں کا درُود خود نہیں سنتے تو ہم کہیں گے کہ اس سے نفس سماع یعنی محض سننے کی نفی نہیں ہے بلکہ قبر انور پر حاضر ہو کر درُود بھیجنے والے کے مقابلہ میں کمال توجہ سے سننے کی نفی ہے' یعنی آپ ﷺ دور والوں کا بھی درُود شریف سنتے ہیں لیکن اس کمال توجہ سے نہیں جس کمالِ توجہ سے قبر انور پر حاضر ہو کر درُود شریف پڑھنے والوں کا درُود شریف سنتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نہ صرف امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں بلکہ اپنی امت کے خاصوں کی تربیت بھی فرماتے ہیں بلکہ ان کے جنازوں میں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔

تربیتِ مصطفیٰ ﷺ

چنانچہ سیدی عارف باللہ امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں'

"وَاِذَا مَاتَ الْوَلِیُّ صَلّٰی عَلَیْهِ جَمِیْعُ أَرْوَاحِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْأَوْلِیَاءِ ثُمَّ قَالَ وَعَلٰی هٰذَا الَّذِیْ ذَکَرَہٗ شَیْخُنَا قَوْلُ صَاحِبِ الْحَقَائِقِ وَالدَّقَائِقِ حَاشَا الصُّوْفِیُّ أَنْ یَّمُوْتَ وَکَانَ یَقُوْلُ مِنَ الْأَوْلِیَاءِ مَنْ یَّنْفَعُ مُرِیْدَہٗ الصَّادِقَ بَعْدَ مَوْتِهٖ أَکْثَرَ مَا یَنْفَعُهٗ حَالَ حَیَاتِهٖ وَ مِنَ الْعِبَادِ مَنْ تَوَلَّی اللّٰهُ تَرْبِیَّتَهٗ بِنَفْسِهٖ بِغَیْرِ وَاسِطَةٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَوَلَّاہُ بِوَاسِطَةِ بَعْضِ أَوْلِیَائِهٖ وَ لَوْ مَیِّتاً فِیْ قَبْرِہٖ فَیُرَبِّیْ مُرِیْدَہٗ وَ هُوَ فِیْ قَبْرِہٖ وَیَسْمَعُ مُرِیْدُہٗ صَوْتَهٗ مِنَ الْقَبْرِ وَلِلّٰهِ عِبَادٌ یَتَوَلّٰی تَرْبِیَتَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ بِنَفْسِهٖ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَةٍ بِکَثْرَةِ

صَلَاتِهِمْ عَلَيْهِ ﷺ" (الطبقات الکبری ۲ / ۷۲)

(ترجمہ) (۱) جب کوئی ولی فوت ہوتا ہے تو اس کی نماز جنازہ تمام نبیوں اور ولیوں کی روحیں پڑھتی ہیں۔

(فائدہ) دن میں کتنے اولیاء دنیا سے رخصت ہوتے ہوں گے اور کہاں کہاں ہوتے ہوں گے اور ایک ہی وقت کتنے اولیاء کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہو گی تو ایک ہی وقت میں بے شمار مقامات پر تمام انبیاء و اولیاء موجود ہوتے ہیں تو پھر حضور اکرم ﷺ کے اپنے غلاموں کے درُود کو سننے میں کونسی مشکل باقی رہ گئی۔ اور حاضر و ناظر کے مسئلہ پر بھی روشنی پڑگئی۔ بلاشبہ یہ زمین محبوبانِ خدا کا ایک ہی قدم ہے۔

(۲) پھر فرمایا یہ بات جسے ہمارے شیخ نے بیان فرمایا اس پر "الحقائق والدقائق" کتاب کے مصنف امام صدر الدین محمد الشیرازی علیہ الرحمتہ متوفی در حدود ۹۲۰ھ کا یہ قول ہے کہ صوفی (اللہ کا محبوب) مرنے سے پاک ہے (یعنی ان کی موت عوام کی موت کی طرح نہیں ہوتی بلکہ وہ مرنے کے بعد بھی اپنے پیچھے مریدین کو فیض پہنچاتے رہتے ہیں)

(۳) اور فرماتے تھے کہ کچھ اولیاء ہیں جو اپنی موت کے بعد اپنے سچے مرید کو اپنی ظاہری زندگی کی نسبت زیادہ فیض پہنچاتے ہیں۔

(۴) اور کچھ ایسے بندے ہیں جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کسی واسطہ کے بغیر براہِ راست فرماتا ہے۔

(۵) اور کچھ وہ ہیں جن کی تربیت اللہ تعالیٰ اپنے بعض اولیاء کے ذریعے فرماتا ہے اگرچہ وہ اپنی قبر میں (لوگوں کی نظروں میں) مردہ ہوں تو وہ اپنی قبر میں

ہوتے ہوئے اپنے مرید کی تربیت کرتے رہتے ہیں اور ان کا مرید ان کی قبر سے ان کی آواز بھی سنتا ہے۔

(۲) اور اللہ کے کچھ اولیاء ہیں کہ ان کے زیادہ درود پڑھنے کی وجہ سے ان کی تربیت نبی کریم ﷺ کسی واسطہ کے بغیر خود ہی فرماتے ہیں۔

سوچئے روئے زمین پر کتنے اولیاء اور کہاں کہاں ہوں گے جن کی رسول اللہ ﷺ براہِ راست تربیت فرما رہے ہوں گے گویا آپ ایک ہی وقت میں بے شمار مقامات پر جلوہ گر ہوتے ہوں گے۔ جن کی خداداد قوت و قدرت کا یہ عالم ہو وہ اپنے غلاموں کا درود کیوں نہ سنتے ہوں گے' خواہ وہ کتنی ہی دور سے پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حجۃ الاسلام امام غزالی کا ایمان افروز فرمان

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ ۵۰۵ھ لکھتے ہیں۔

اِنِّیْ عَلِمْتُ یَقِیْنًا اَنَّ الصُّوْفِیَۃَ ھُمُ السَّالِکُوْنَ بِطَرِیْقِ الْحَقِّ خَاصَّۃً وَ اَنَّ سِیْرَتَھُمْ اَحْسَنُ السِّیَرِ وَطَرِیْقَھُمْ اَصْوَبُ الطُّرُقِ وَ اَخْلَاقَھُمْ اَزْکَی الْاَخْلَاقِ بَلْ لَوْجُمِعَ عَقْلُ الْعُقَلَاءِ وَحِکْمَۃُ الْحُکَمَاءِ وَ عِلْمُ الْوَاقِفِیْنَ عَلٰی اِسْرَارِ الشَّرْعِ عَنِ الْعُلَمَاءِ لِیُغَیِّرُوْا شَیْئًا مِنْ سِیَرِھِمْ وَ اَخْلَاقِھِمْ وَ یُبَدِّلُوْہُ بِمَا ھُوَ

خَيْرٌ مِنْهُ لَمْ يَجِدُوْا سَبِيْلاً فَاِنَّ جَمِيْعَ حَرَكَاتِهِمْ وَ سَكَنَاتِهِمْ فِيْ ظَاهِرِهِمْ وَ بَاطِنِهِمْ مُقْتَبَسَةٌ مِنْ نُوْرِ مِشْكٰوةِ النُّبُوَّةِ وَلَيْسَ وَرَاءَ نُوْرِ النُّبُوَّةِ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ. (اِلٰى ان قال) وَمِنْ اَوَّلِ الطَّرِيْقَةِ تَبْتَدِءُ الْمُكَاشِفَاتُ وَالْمُشَاهِدَاتُ حَتّٰى اَنَّهُمْ فِيْ يَقْظَتِهِمْ يُشَاهِدُوْنَ الْمَلَائِكَةَ وَ اَرْوَاحَ الْاَنْبِيَاءِ وَ يَسْمَعُوْنَ مِنْهُمْ اَصْوَاتًا وَ يَقْتَبِسُوْنَ مِنْهُمْ فَوَائِدَ ثُمَّ يَتَرَقّٰى الْحَالُ مِنْ مُشَاهِدَةِ الصُّوَرِ وَالْاَمْثَالِ اِلٰى دَرَجَاتٍ يُضِيْقُ عَنْهَا نِطَاقُ النُّطْقِ

(المنقذ من الضلال (۴۹۔۵۰)

(ترجمہ) بے شک میں یقیناً جانتا ہوں کہ صوفیہ کرام ہی خاص کر اللہ کے راستہ پر چل رہے ہیں اور ان کی عادتیں اور ان کی خصلتیں ہی بہترین عادتیں اور بہترین خصلتیں ہیں اور ان کا طریقہ سب سے سیدھا راستہ اور ان کے اخلاق سب سے زیادہ پاکیزہ اخلاق ہیں بلکہ اگر تمام عقلمندوں کی عقل اور تمام داناؤں کی دانائی اور شریعت کے اسرار و رموز سے باخبر علماء کا علم اکٹھا کیا جائے تاکہ وہ صوفیہ کرام کی عادات واخلاق اور ان کی سیرت و کردار کو اس سے بہتر عادات و اخلاق کے ساتھ تبدیل کریں تو وہ ایسا کوئی راستہ نہ پائیں گے کیونکہ صوفیہ کرام کی تمام حرکات و سکنات ان کے ظاہر میں اور ان کے باطن میں سینۂ نبوت کے نور سے حاصل شدہ ہیں اور روئے زمین پر نبی علیہ السلام کے نور کے سوا کوئی نور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جائے۔ یہاں تک فرمایا کہ صوفیہ کے طریقہ کی ابتداء غیب کی باتوں کے انکشاف سے اور غیب کی چیزوں کے مشاہدوں سے ہوتی ہے

یہاں تک کہ صوفیہ کرام بیداری میں فرشتوں کو اور نبیوں کی روحوں کو دیکھتے اور ان کی باتوں اور آوازوں کو سنتے ہیں۔ پھر ان سے فائدے حاصل کرتے ہیں پھر وہ فرشتوں اور نبیوں علیھم السلام کی صورتوں اور ان کی مثالوں کے مشاہدہ سے بھی اوپر ایسے درجوں پر ترقی کرتے ہیں کہ ان کے بیان کی میرے قلم وزبان میں طاقت ہی نہیں ہے۔

لیجیے قارئین کرام یہ تو ایک صوفی کے ابتدائی درجہ کا حال ہے کہ وہ فرشتوں سے اور نبیوں کی روحوں سے ملاقاتیں کرتا اور ان کی باتیں سنتا اور ان سے فائدے اٹھاتا ہے پھر آگے بڑھ کر ایسے درجوں پر ترقی کر جاتا ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ مرے بول (تحریر) میں اس قدر ہمت نہیں کہ میں اسے بیان کروں۔

یہ جو فرمایا نبیوں کی روحوں سے ملاقاتیں کرتا ہے معلوم ہوا نبیوں کی روحوں میں وہ کمال ہے کہ وہ اپنے اجسام مبارکہ میں رہتے ہوئے روئے زمین کے اولیاء اللہ کے ہاں بھی جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ذرا امام الانبیاء حبیب خدا جل وعلا۔ مقصد تخلیق ارض وسماء کی روح اقدس کی شان کا کیا عالم ہو گا پھر اس کے بعد اس بات کا انکار ناقابل فہم رہ جاتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے غلاموں کا دُرود دور سے سنتے ہیں ذرا ایک بار پھر ہمارے گذشتہ دلائل کا جائزہ لیجیے، آپ یقینا تسلیم کریں گے کہ مشرق ومغرب، شمال وجنوب ہوں یا زمین وآسمان کی وسعتیں بلاشبہ سب کی سب میرے اور آپ کے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک نظروں میں سمیٹ دی گئی ہیں اور آپ ﷺ سب کچھ ملاحظہ فرماتے اور سب کا دُرود اور سب کی فریادیں بذات خود اور بنفس نفیس سنتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم)

انبیاء کی روحوں اور فرشتوں کو دیکھنا اور ان کی باتیں سننا

امام سیوطی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ امام غزالی علیہ الرحمتہ کے شاگرد رشید امام قاضی ابو بکر بن العربی جو ازائمہ مالیکہ اپنی کتاب ''قانون التاویل'' میں فرماتے ہیں کہ صوفیہ کا مذہب ہے کہ جب کسی انسان کو تزکیہ قلب میں نفس کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور لوگوں کے ساتھ غیر ضروری تعلقات منقطع ہوتے ہیں اور دنیا کے اسباب مثلاً عہدوں کی خواہش' مال جمع کرنے کا جذبہ اور ہم جنسوں کے ساتھ جمگھٹا میں کمی آتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل اور دائمی طور پر علمی و عملی لحاظ سے توجہ بڑھتی ہے تو کشف قلوب کی کرامات کا ظہور ہو جاتا ہے دوسرے کے دل کے خیالات کا علم ہو جاتا ہے کیونکہ اپنے دل کے آگے سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور انسان فرشتوں کو دیکھتا' ان کی باتیں سنتا' انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں ان کی باتیں سنتا ہے۔ اس کے بعد امام ابن العربی لکھتے ہیں

''وَرُؤْيَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ وَسِمَاعُ كَلَامِهِمْ مُمْكِنٌ لِلْمُؤْمِنِ كَرَامَةً وَلِلْكَافِرِ عُقُوْبَةً'' (الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۶۷)

(ترجمہ) انبیاء علیہم السلام کی بیداری میں زیارت اور فرشتوں کا دیکھنا مومن کے بطور کرامت اور کافر کے لیے بطور عذاب ممکن ہے۔

امام جلال الدین سیوطی حاوی میں لکھتے ہیں

''امام بازری فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے اور ہمارے زمانہ سے پہلے بھی ایک جماعت تھی ان سے سنا گیا کہ وہ وصال کے

بعد حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں اور بیداری میں زیارتیں کرتے ہیں"

پھر لکھتے ہیں

"شیخ صفی الدین بن ابی المنصور نے اپنے رسالہ میں امام الحرمین الشریفین امام عفیف الدین یافعی علیہ الرحمتہ ۷۶۸ھ روض الریاحین میں فرماتے ہیں کہ شیخ کبیر قدوۃ الشیوخ العارفین' اپنے زمانہ والوں کی برکت شیخ ابو عبداللہ القرشی نے فرمایا کہ جب مصر میں بڑا قحط پڑا تو میں نے دعا کرنا چاہی تا کہ قحط دور ہو مجھ سے کہا گیا کہ اس معاملہ میں دعا نہ کرو تو میں شام چلا گیا تو جب میں حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا تو مجھے حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام ملے تو میں نے ان سے عرض کی

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِجْعَلْ ضِیَافَتِیْ عِنْدَکَ الدُّعَاءَ لِاَھْلِ مِصْرِ فَدَعَا لَھُمْ فَفَرَّجَ اللّٰہُ عَنْھُمْ" قُلْتُ وَ قَوْلُہٗ " تَلْقَانِیْ الْخَلِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَوْلٌ حَقٌّ لَا یُنْکِرُہُ اِلَّا جَاھِلٌ بِمَعْرِفَتِہٖ مَا یَرِدُ عَلَیْھِمْ مِنَ الْاَحْوَالِ الَّتِیْ یُشَاھِدُوْنَ فِیْھَا مَلَکُوْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ یَنْظُرُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ وَ اَحْیَاءً غَیْرَ اَمْوَاتٍ کَمَا نَظَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یُصَلِّیْ فِی الْاَرْضِ وَ نَظَرَ اَیْضًا جَمَاعَۃَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِی السَّمٰوَاتِ فَسَمِعَ مِنْھُمْ مُخَاطَبَاتٍ وَ تَقَدَّمَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ مِنَ الْکَرَامَاتِ مَایَجُوْزُ لِلْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ بِشَرْطِ عَدَمِ

اَلتَّحَدِّیْ. (روض الریاحین ۲۲۹۔ الحاوی للفتاوی ۲/ ۷۷ ۲'۸ ۷ ۲)

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول! میری مہمانی یوں کیجئے کہ مصر والوں کے لیے اپنی طرف سے قحط و مہنگائی کے دور ہونے کی دعا فرما دیجئے تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے مصر والوں سے قحط و مہنگائی کو دور کر دیا۔ میں (امام الحرمین یافعی) کہتا ہوں کہ شیخ کبیر کو بیداری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ملاقات فرمانا، سچ اور حق ہے اس کا منکر وہی ہو گا جو اولیاء اللہ کے ان احوال سے بے خبر ہو گا جو ان پر وارد ہوتے ہیں جن میں وہ آسمانوں اور زمینوں کی ایک ایک چیز کو دیکھتے اور انبیاء علیہم السلام کو زندہ حالت میں بیداری میں دیکھتے ہیں کیونکہ وہ زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر انور میں نماز پڑھ رہے تھے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی آسمانوں میں دیکھا اور ان سے باتیں کیں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جو انبیاء علیہم السلام سے بطور معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے وہ اولیاء کرام سے بطور کرامت ظاہر ہو سکتا ہے بشرط عدم چیلنج یعنی انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں اس لیے وہ اظہار کے لیے کفار کو چیلنج کر کے معجزہ ظاہر فرماتے ہیں جبکہ اولیاء کی کرامت میں چیلنج نہیں ہوتا۔

امام سراج الدین بن ملقن علیہ الرحمۃ ۸۰۴ھ نے اپنی کتاب طبقات الاولیاء میں حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی کے حالات میں لکھا ہے پھر وہاں سے امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ نے الحاوی میں نقل کیا ہے کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی علیہ الرحمۃ:۔

كَانَ كَثِيْرُ الرُّؤْيَةِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يَقْظَةً وَ مَنَامًا فَكَانَ يُقَالُ إِنَّ اَكْثَرَ اَفْعَالِهٖ مُتَلَقَّاةٌ مِنْهُ بِاَمْرٍ مِنْهُ اِمَّا يَقْظَةً وَاِمَّا مَنَامًا وَرَاٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ سَبْعَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَالَ لَهٗ فِيْ اِحْدَاهُنَّ يَا خَلِيْفَةُ لَا تَضْجَرْ مِنِّيْ كَثِيْرٌ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ مَاتَ بِحَسْرَةِ رُؤْيَتِيْ الخ

(الحاوی للفتاوی ۲ / ۲۷۸)

(ترجمہ) بیداری میں اور خواب میں رسول اللہ ﷺ کی بہت زیارت کرتے تھے اور ان کے زمانہ میں یہ بات شہرت سے کہی جاتی کہ حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی علیہ الرحمتہ کے اکثر کام رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہوتے ہیں بیداری میں یا نیند میں انہیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں ایک بار تو آپ نے ایک ہی رات میں سترہ بار رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ان میں سے ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خلیفہ مجھ سے تنگ نہ آنا تم تو خوش قسمت ہو ورنہ بہت سے اولیاء میری زیارت کی حسرت کے ساتھ مر گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے دور نہیں ہیں لہذا آپ ہمارا درود خود سنتے ہیں خواہ ہم دور سے پڑھیں یا قریب سے آپ کے لیے دونوں باتیں برابر ہیں۔

حضور ﷺ سے ملاقاتیں

سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں حضرت شیخ عارف باللہ محمد الصوفی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں "وَكَانَ يُخْبِرُ اَنَّهٗ يَجْتَمِعُ بِالنَّبِيِّ ﷺ يَقْظَةً اَيْ

وَقْتٍ اَرَادَ وَهُوَ صَادِقٌ لِاَنَّهٗ ﷺ سَائِرٌ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ وُجِدَتْ فِیْهِ شَرِیْعَتُهٗ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ مِنْ رُؤْیَتِهٖ اِلاَّ غِلَظُ حِجَابِهِمْ"

(الطبقات الکبریٰ ۲/۱۸۶)

جہاں حضور ﷺ کی شریعت ہو گی وہاں حضور ﷺ موجود ہوں گے

(ترجمہ) حضرت شیخ عارف باللہ محمد صوفی علیہ الرحمتہ فرماتے تھے کہ وہ جب اور جس وقت چاہتے ہیں بیداری میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اکٹھے ہو جاتے (ملاقات کر لیتے) ہیں (امام شعرانی فرماتے ہیں) اور شیخ محمد صوفی سچ فرماتے ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے ہر اس مکان میں جلوہ گر ہوتے ہیں جہاں آپ ﷺ کی شریعت ہوتی ہے یعنی آپ ﷺ اپنے وجود روحانی اور وجودِ نورانی کے اعتبار سے ہر اس مکان میں تشریف فرما ہوتے ہیں جہاں نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل ہوتا ہو اور آپ کی شریعت کے خلاف کام نہ ہوتے ہوں۔

روحانی وجود کیا ہے

روحانی وجود حقیقت محمدیہ ہے جو اللہ کے نور سے پیدا ہوئی پھر اس سے تمام مخلوق پیدا ہوئی اور روحانی وجود سے مراد روح مبارک بھی ہو سکتی ہے اور روح مبارک چونکہ روح الارواح ہے تمام روحوں کی روح جیسے آپ ﷺ کا نور مبارک نور الانوار ہے یعنی تمام نوروں کا نور بلاشبہ تمام روحوں کی حیات وبقاء آپ ﷺ کی روح مبارک کے فیضان سے ہے اور تمام انوار کی ضیاء وصفاء آپ

کے نور مبارک کے عکس سے ہے جیسے سورج چوتھے آسمان پر ہے مگر اس کی روشنی زمین کے اوپر گھر گھر پہنچ کر ذرے ذرے کو روشن کئے اور فیضان پہنچا رہی ہے اور ہر جگہ موجود ہے اسی طرح بلکہ اس سے بہت ارفع واعلیٰ واقوی طریقے سے حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس جو مہتاب نبوت و آفتاب کمالات ہیں اپنے روضہ اقدس میں جلوہ گر ہوتے ہوئے کائنات کے ذرے ذرے کو منور فرما رہے ہیں اور آپ کی روحانیت ونورانیت گھر گھر میں بلکہ ہر ایک مومن کی جان سے بھی بڑھ کر اس کے قریب ہے۔ مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اعلیٰ حضرت بریلوی (حدائق بخشش)

ایک جسم کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا

دراصل روحانی قوت سے بے خبر لوگ ہی روحانی کمالات کا انکار کرتے ہیں روح میں بڑی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان

"قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلاَّ قَلِیْلاً"

(اسراء ۸۵/ ۱۷)

(ترجمہ) فرمادو روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں تو تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے۔

اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ تم (عوام) کو اس قدر علم نہیں دیا گیا کہ تم روح کی حقیقت اور روح کے کمالات و تصرفات اور اس کی قوتوں کا ادراک کر سکو۔

ابن القیم الجوزیہ

شاگرد امام حافظ ابن تیمیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کے خیالات

امام حافظ ابن القیم جوزیہ ۷۵۱ھ شاگرد امام حافظ ابن تیمیہ رحمہم اللہ وغفر لہما ما صدر منہما من الاخطاء اپنی کتاب ''الروح'' میں لکھتے ہیں

''فَاِنَّ لِلرُّوْحِ شَاْنًا آخَرَ یَکُوْنُ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَلَهَا اِتِّصَالٌ بِالْبَدَنِ بِحَیْثُ اِذَا سَلَّمَ الْمُسْلِمُ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ رُوْحَهٗ فَیَرُدُّ عَلَیْهِ السَّلَامَ وَ هِیَ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَ اِنَّمَا یَغْلِطُ اَکْثَرُ النَّاسِ فِیْ هٰذَا الْمَوْضِعِ حَیْثُ یَعْتَقِدُ اَنَّ الرُّوْحَ مِنْ جِنْسِ مَا یَعْهَدُ مِنَ الْاَجْسَامِ الَّتِیْ اِذَا شَغَلَتْ مَکَانًا لَمْ یُمْکِنْ اَنْ تَکُوْنَ فِیْ غَیْرِهٖ وَ هٰذَا غَلَطٌ مَحْضٌ بَلِ الرُّوْحُ تَکُوْنُ فَوْقَ السَّمٰوَاتِ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَ تُرَدُّ اِلَی الْقَبْرِ فَتَرُدُّ السَّلَامَ وَتَعْلَمُ بِالْمُسْلِمِ وَهِیَ فِیْ مَکَانِهَا هُنَاكَ وَرُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی وَیَرُدُّهَا اللّٰهُ تَعَالٰی سُبْحَانَهٗ اِلَی الْقَبْرِ فَتَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ سَلَّمَ وَ تَسْمَعُ کَلَامَهٗ وَ قَدْ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ مُوْسٰی قَائِمًا یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ وَ رَاٰهُ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ فَاِمَّا اَنْ

تکُوْنَ سَرِیْعَۃَ الْحَرکَۃِ وَالاِنْتِقَالِ کَلَمْحِ الْبَصَرِ وَاَمَّااَنْ یَکُوْنَ الْمُتَّصِلُ مِنْھَا بِالْقَبْرِ وَفِنَائِہٖ بِمَنْزِلَۃِ شُعَاعِ الشَّمْسِ وَ جِرْمُھَا فِی السَّمَاءِ (الی ان قال) وَلِلرُّوْحِ شَانٌ آخَرُ غَیْرُ شَانِ الْبَدَنِ وَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ رَآہُ النَّبِیُّ. وَلَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ مِنْھَا جَنَاحَانِ قَدْ سَدَّبِھِمَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَکَانَ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ یَضَعُ رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ رُکْبَتَیْہِ وَیَدَہٗ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَمَا اَظُنُّکَ یَتَّسِعُ بَطْنُکَ اَنَّہٗ کَانَ حِیْنَئِذٍ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی فَوْقَ السَّمٰوٰاتِ حَیْثُ ھُوَ مُسْتَقَرُّہٗ وَ قَدْ دَنَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ ھٰذَا الدُّنُوَّ فَاِنَّ التَّصْدِیْقَ بِھٰذَا لَہٗ قُلُوْبٌ خُلِقَتْ لَہٗ وَاُھِلَتْ لِمَعْرِفَتِہٖ الخ (کتاب الروح ۱۶۰۔۱۶۱۔۱۶۲۔۱۶۳)

نوٹ! اس عبارت کا ترجمہ ہم مختلف عنوانوں سے عرض کریں گے ۔

ترجمہ

روح کی عجب شان

بلاشبہ روح کی ایک اور عجیب شان ہے۔ روح (زیرِ عرش الٰہی) اعلیٰ علیین میں ایک مقام خاص رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہے حالانکہ (قبر میں موجود) بدن (جسم) کے ساتھ اس کا ایسا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ

قبروں والے سنتے ہیں

جب سلام عرض کرنیوالا کسی کی قبر میں جاکر اسے سلام عرض کرتا ہے

تو اللہ تعالیٰ اس کی روح اس کی طرف متوجہ فرماتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے حالانکہ اس کی روح (عرش کے نیچے مقام) ملاء اعلیٰ میں ہوتی ہے۔

روح ایک وقت میں کئی ایک جگہ موجود ہو سکتی ہے

اور اکثر لوگوں کو یہاں غلطی لگی ہوئی ہے وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ روح ان اجسام میں سے ہے جو جب ایک جگہ ہوتے ہیں تو عین اسوقت دوسری جگہ نہیں ہوتے اور یہ خیال محض غلط ہے بلکہ روح کی شان تو یہ ہے کہ وہ آسمانوں کے اوپر اعلیٰ علیین میں ہوتی ہے اور عین اسی وقت قبر میں بھی جلوہ گر ہوتی ہے اور سلام کرنے والے کو جانتی ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتی ہے حالانکہ وہ علیین میں ہوتی ہے۔ وہاں ہوتے ہوئے قبر میں بھی ہے اور روحِ رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ میں ہے' (اور جسم اقدس میں بھی ہے چنانچہ امام بیہقی کی کتاب ''الاعتقاد'' کے حوالہ سے گزرا) اور اسے اللہ تعالیٰ قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے والے کی طرف خصوصی طور پر متوجہ فرماتا ہے تو آپ توجہ خاص کے ساتھ اس کا سلام سنتے اور جواب عنایت فرماتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے شب معراج موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر انور میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ نے انہیں (مسجد اقصیٰ میں بھی دیکھا) اور انہیں چھٹے و ساتویں آسمان پر بھی دیکھا یہ یا تو آنکھ جھپکنے کے برابر لمحہ میں تیزی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کی صورت میں ہو گا یا یوں ہو گا کہ ان کا جسم مبارک تو قبر انور میں ہو گا لیکن دوسرے مقامات پر موجود ہونا روحانی طور پر ایسے ہو گا جیسے سورج آسمان

میں ہے مگر اس کی روشنی ایک ہی وقت ہر جگہ موجود ہے'

حاضر وناظر کا مسئلہ

راقم ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری عرض کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے حاضر ہونے کے بارے میں اہلسنت کا یہی مسلک ہے جو امام حافظ ابن قیم جوزیہ کے حوالہ سے اوپر ترجمہ میں عرض کیا گیا ہے چنانچہ صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمتہ نے بہار شریعت حصہ اول مصدقہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ میں بیان فرمایا ملاحظہ ہو

(عقیدہ) سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور ﷺ کو ملا۔ روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی نصرت (مدد) کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر منصبِ اعظم ان کو دیا گیا۔ حضور ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور کے امتی ہیں سب نے اپنے اپنے عہد (زمانہ نبوت) میں حضور ﷺ کی نیابت میں کام کیا۔

اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور ﷺ کے نور سے تمام عالم (جہان) کو منور فرمایا بہ ایں' معنی ہر جگہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔

كَالشَّمْسِ فِىْ وَسَطِ السَّمَاءِ وَ نُوْرُهَا يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَ مَغَارِبًا

جیسے سورج آسمان کے درمیان ہے لیکن اس کے نور نے تمام مشرقوں

اور مغربوں کو ڈھانپ رکھا ہے (بہار شریعت ۱/۲۲)

اس کے بعد کہنا کہ آپ ﷺ دور والوں کا دُرود نہیں سنتے نادانی کے سوا کچھ نہیں۔

جبریل علیہ السلام ایک وقت حضور ﷺ کی خدمت میں بھی ہوتے اور آسمانوں پر بھی ہوتے

(امام ابن قیم کی مذکورہ عبارت کا مزید ترجمہ) اور روح کا حال بدن کے حال سے مختلف ہے اور یہ جبریل علیہ السلام ہیں انہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی اصلی شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں انہوں نے اپنے ان پروں میں سے دو پروں کے ساتھ مشرق و مغرب کے درمیان تمام زمین کو ڈھانپ رکھا تھا اور وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قدر قریب ہوئے کہ اپنے زانوؤں کو حضور ﷺ کے مبارک زانوؤں سے ملا دیا اور دونوں ہاتھ آپ ﷺ کے رانوں پر رکھ دیئے اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ تم یہ بات تسلیم نہیں کرو گے بلکہ وسعت ظرف کے ساتھ تسلیم کرو گے کہ حضرت جبریل عین اسی وقت آسمانوں کے اوپر ملاء اعلیٰ میں جو ان کا ٹھکانا ہے وہاں بھی موجود ہوتے تھے حالانکہ وہ اس طرح جیسے بیان ہوا حضور ﷺ کے بھی قریب ہوتے پس بلاشبہ ان حقائق اور سچائیوں کی تصدیق کرنے اور ان پر یقین کرنے کے لیے بھی الگ دل بنائے گئے اور وہ دل ہی اس کی معرفت کے اہل ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمتہ کا بیداری میں حضور ﷺ سے ملنا

سیدنا و مولانا امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ ۹۱۱ھ کی خدمت میں ان کے شاگرد عبد القادر شاذلی نے بادشاہ کے ہاں جا کر ان کے حق میں سفارش کرنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ

اِجْتَمَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی وَقْتِی ھٰذَا خَمْساً وَ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً یَقْظَۃً وَ مُشَافَھَۃً وَلَوْ لاَ خَوْفِی مِنْ اِحْتِجَابِہٖ ﷺ عَنِّیْ بِسَبَبِ دُخُوْلِیْ لِلْوُلَاۃِ لَطَلَعْتُ الْقَلْعَۃَ وَشَفَعْتُ فِیْكَ عِنْدَ السُّلْطَانِ وَ اَنِّیْ رَجُلٌ مِنْ خُدَّامِ حَدِیْثِہٖ ﷺ وَ اِحْتَاجَ اِلَیْہِ فِیْ تَصْحِیْحِ الْاَ حَادِیْثِ الَّتِیْ ضَعَّفَھَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنْ طَرِیْقِھِمْ وَلاَ شَكَّ اَنَّ نَفْعَ ذٰلِكَ اَرْجَحُ مِنْ نَفْعِكَ یَا اَخِیْ (المیزان الکبری ۱/۴۴۰)

(ترجمہ) میں اس وقت تک رسول اللہ ﷺ سے پچھتر بار بیداری میں روبرو ہو کر مل چکا ہوں اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ بادشاہ سے ملنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ مجھ سے پردہ فرمائیں گے اور مجھ سے ملنا چھوڑ دیں گے تو میں بادشاہ کے قلعہ میں پہنچ کر تمہاری سفارش کرتا اور میں تو حدیث رسول اللہ ﷺ کا ایک خادم ہوں جن حدیثوں کو محدثین نے اپنے فن کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ان کی تصحیح کے لیے مجھے حضور ﷺ سے ملنے کی حاجت ہوتی ہے اور اس کا نفع اے بھائی تمہارے نفع سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

کرامت امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ

امام سیوطی علیہ الرحمتہ صاحب کرامات بزرگ تھے' محدث وفقیہ علماء دیوبند کے حضرت مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی فاضل دیوبند اپنی کتاب ظفر المحصلین میں لکھتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے مصر میں اپنے شاگرد خاص امام محمد بن علی حباک علیہ الرحمتہ سے دوپہر کے وقت فرمایا کہ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو افشاء نہ کرو تو آج عصر کی نماز تمہیں مکہ معظمہ میں پڑھاؤں۔ عرض کی ضرور۔ فرمایا آنکھیں بند کرلو۔ میں نے بند کرلیں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ ستائیس قدم چل کر فرمایا آنکھیں کھولو۔ میں نے کھولیں تو ہم باب معلاۃ مسجد حرام پہنچ چکے تھے مسجد حرام میں داخل ہو کر ہم نے طواف کیا زمزم شریف پیا پھر فرمایا کہ جو کچھ ہوا اس پر تعجب نہ کرو اللہ نے ہمارے لیے زمین سمیٹ دی ہے بلکہ تعجب یہ ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمیں جاننے پہنچاننے والے وہاں موجود تھے مگر اس وقت وہ ہمیں نہ پہچان سکے پھر فرمایا چاہو تو میرے ساتھ واپس مصر چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آجانا میں نے عرض کی میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گا پھر ہم مسجد حرام کے باب معلاۃ تک گئے آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرلو میں نے بند کرلیں پھر مجھے سات قدم دوڑایا آنکھیں کھولیں تو مصر میں تھے۔ (ظفر المحصلین ص ۴۸)

یہی واقعہ ابن العماد حنبلی علیہ الرحمتہ سن ۱۰۸۹ھ نے شذرات الذہب میں بیان فرمایا ہے انہوں نے امام سیوطی علیہ الرحمتہ کی اور بھی کئی کرامات لکھی ہیں۔ (ملاحظہ ہو شذرات الذہب ۸ / ۵۳۔۵۴)

مقصد

ہمارا مقصد امام صاحب کی کرامات بیان کرنا نہ تھابلکہ یہ بتانا مقصود تھا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک عظیم الشان محدث و مفسر و فقیہ تھے بلکہ محقق و مدقق و مجدد تھے اور اپنے زمانہ کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ وہ اپنے شہر مصر میں رہتے ہوئے حضور اکرم ﷺ سے بیداری میں مل لیتے اور آپ ﷺ سے حدیثوں کے صحیح وغیرہ ہونے کے بارے میں دریافت کر لیتے تھے یہاں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اپنے ہر امتی کے قریب ہیں اگر چاہیں تو پردہ ہٹا کر اپنے امتی کو زیارت و ملاقات کا شرف بخش دیں۔

پھر درود کیسے نہیں سنتے؟ بلاشبہ سنتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے آگے قرب و بعد یکساں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ایک لمحہ کے لیے بھی ہم سے اوجھل نہیں ہوتے

امام علی بن عبداللہ بن عبدالجبار ابوالحسن الشاذلی مصنف حزب البحر شریف جو ظاہری آنکھیں نہیں رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں باطنی آنکھیں عطا کی تھیں جن کا وصال سن ۶۵۶ھ ماہ ذی قعدہ میں ہوا ان کی وظیفہ کی کتاب حزب البحر تمام سلاسل اولیاء میں حل مشکلات کے لیے پڑھی جاتی ہے جو اس سلسلہ میں مجرب ہے وہ اور انکے مرید و خلیفہ سیدی امام احمد ابوالعباس المرسی علیہ الرحمتہ اور ان کے بعض دیگر رفقاء فرماتے تھے۔

لَوِاحْتَجَبَ عَنَّا رُؤْيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْ

نَا اَنْفُسَنَا مِنْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (المیزان الکبری ا ص ۴۴)

(ترجمہ) اگر ایک لمحہ (پل) کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہم سے اوجھل ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کریں۔ (یعنی کامل مسلمانوں میں سے) حالانکہ یہ مشائخ مغرب اقصیٰ (مراکش) کے باشندے تھے لیکن یہ اپنے اپنے ہاں رسول اللہ ﷺ کا نور جمال اپنی آنکھوں سے حالت بیداری میں دیکھتے رہتے تھے۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" کی ہی حقیقت کا ظہور ہے۔

کس سے پردہ

سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی م سن ۹۶۹ھ طبقات میں سیدی امام محمد ابوالمواہب الشاذلی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ

"رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِیْ عَنْ نَفْسِهٖ لَسْتُ بِمَیِّتٍ وَاِنَّمَا مَوْتِیْ عِبَارَةٌ عَنْ تَسَتُّرِیْ عَمَّنْ لاَّ یَفْقَهُ عَنِ اللّٰهِ وَاَمَّا مَنْ یَّفْقَهُ عَنِ اللّٰهِ فَهَا اَنَا اَرَاهُ وَیَرَانِیْ" (الطبقات الکبریٰ ۲ / ۷۵)

(ترجمہ) میں نے رسول اللہ کی زیارت کی آپ ﷺ نے خود ہی مجھ سے فرمایا کہ میں مردہ نہیں ہوں اور میری موت تو اس شخص سے پردہ کرنے کا نام

ہے جو اللہ کی معرفت نہیں رکھتا اور جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے تو سنو' میں اسے دیکھتا ہوں وہ مجھے دیکھتا ہے۔

الحمد اللہ! واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو اپنے ہر امتی کو دیکھتے اور اس کی سنتے ہیں لیکن جس امتی میں عرفان خداوندی ہے وہ بھی آپ ﷺ کا ہر وقت دیدار کرتا ہے تو اس کے بعد کہنا کے آپ ﷺ دور والوں کا دُرود نہیں سنتے آپ ﷺ کی شان اقدس سے بے خبری و تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

امام حافظ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے علم سے فارغ التحصیل ہونے کے پہلے روز ظہر کے بعد وعظ کرنے کا ارادہ فرمایا تو طبیعت پر بوجھ ہو گیا اور گھٹن ہو گئی کیونکہ آپ کی مادری زبان فارسی تھی اور جن کے سامنے وعظ فرمانا تھا وہ سب فصیح و بلیغ علماء عرب تھے۔ ظہر سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ سے پوچھا "لِمَ لَا تَتکَلَّمُ یَا بُنَیَّ" اے میرے بچے وعظ کیوں نہیں کرتے ہو؟ غوث اعظم نے عرض کی ابا جان میں تو عجمی ہوں بغداد کے عربی زبان کے فصیح لوگوں کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟ فرمایا منہ کھولو! میں نے منہ کھولا آپ ﷺ نے میرے منہ میں اپنے منہ مبارک سے سات بار لعاب شریف ڈالا اور فرمایا اب وعظ کرو اور لوگوں کو حکمت اور خوبصورت وعظ کے ذریعے اللہ کے دین کی طرف دعوت دو پھر ظہر کا وقت ہو گیا تو میں نے ظہر پڑھی اور وعظ کے لیے منبر پر بیٹھا

توبہت سی مخلوق میرا وعظ سننے جمع ہو گئی جس سے مجھے پھر گھٹن ہو گئی اتنے میں سیدنا علی مرتضیٰ کو میں نے وہاں دیکھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے ہو؟ میں نے عرض کی حضور! گھبرا رہا ہوں فرمایا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے اپنے منہ مبارک کا لعاب چھ بار میرے منہ میں ڈالا میں نے عرض کی کہ سات بار پورا کیوں نہیں کرتے فرمایا "ادبا مع رسول اللہ ﷺ" کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادب واحترام کیوجہ سے (کہ میرے لعاب دہن کی حضور ﷺ کے دہنِ مبارک کے لعاب سے برابری نہ ہو جائے)۔ "ثُمَّ تَوَارىٰ عَنِّیْ" اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے چھپ گئے۔ (الحاوی للفتاویٰ ۲/ ۲۷۸)

اہم مسائل

اس واقعہ سے بڑے اہم مسائل حل ہو گئے

۱۔ ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہر امتی کے قریب ہیں جہاں کوئی امتی کسی مشکل میں مبتلا ہو اور اخلاص وصدق والا یعنی صحیح العقیدہ ہو اور آپ ﷺ کا پیروکار بھی ہو آپ ﷺ اسے مشکل سے نکالتے ہیں اور یہ کہ خود ہی اس کی خبر گیری رکھتے ہیں تو یقیناً اپنے ایسے غلام کا دُرود بھی سنتے ہیں اپنے غلام کی فریاد کیے بغیر خود ہی اس کی فریاد رسی فرما دیتے ہیں تو اس کی زبان سے نکلا ہوا دُرود بھی ضرور سنتے ہیں۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے لیے بھی قرب وبعد برابر

ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل میں اچانک ظاہر ہوئے اور فیاضی فرماکر غائب ہوگئے۔

زمین اولیاء اللہ کی نظر میں

زمین اولیاء اللہ کی نظر میں کیا ہے ملاحظہ فرمایئے۔بحر العلوم عمدۃ المحققین امام العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمتہ جنکی علم نحو کی مشہور کتاب شرح جامی تمام دینی مدارس کے علماء صدیوں سے پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں وہ اپنی کتاب ”نفحات الانس“ جسے انہوں نے سن ۸۸۳ھ میں مکمل فرمایا' میں حضرت خواجہ محمد بن محمد البخاری المعروف خواجہ بہاؤ الدین نقشبندر حمتہ اللہ علیہ پیشوائے سلسلہ نقشبندیہ سن ۷۹۱ھ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا”حضرت عزیزان علیہ الرحمتہ والغفران مے گفتند کہ زمین در نظر این طائفہ چو سفرہ ایست وماے گوئم چوروئے ناخن است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست“ (نفحات الانس ۳۴۸)

(ترجمہ) کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ زمین اولیااللہ کی نظر میں دستر خواں کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی سطح کی طرح ہے کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔اب فرمایئے جب اولیاء اللہ کا مقام یہ ہے پھر مقام امام الانبیاء کیا ہوگا پھر اس کے مقام پر فائز ذات والا صفات اپنے غلاموں کا دُرود کیسے نہیں سن سکتی۔ایسے اعتقاد والے مقام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسقدر بے خبر ہیں۔

(۱) درود جو پڑھے امتی حالِ شوق میں
ممکن نہیں کہ میرے نبی کو خبر نہ ہو

(۲) انکار اگر کرے اس حقیقت کا کوئی
کافر کہیں نہ ہو یا کہیں بے بصر نہ ہو

(۳) حق نے دی ہے قوت میرے نبی کو اس قدر
سب کچھ ہے ان پہ ظاہر تو بے خبر نہ ہو

(۴) "اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" قرآن میں
آیت معراج ہے دیکھے جسے خبر نہ ہو

(۵) ہوئے جو ہمکلام رب سے بے واسطہ جبریل
یوں ہی سنیں درود وہ تو بے قدر نہ ہو

۳۔ تیسرا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امتی کے احوال پر نظر رکھتے اور اس کے دل کی کیفیات سے مطلع ہیں۔

۴۔ چوتھا کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس قدر صاحب علم و کمال ہونے کے باوجود عرب سامعین جن میں علماء و فصحاء عرب بھی تھے، سے گھبرا رہے تھے اس سے معلوم ہوا کہ بہ تقاضائے بشری اگر کسی موقع پر کسی اللہ والے کو کوئی گھبراہٹ ہو تو اس سے اس کے کمال میں فرق نہیں آتا۔

۵۔ پانچواں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے لعاب دہن میں بھی نور ہوتا ہے روحانیت ہوتی ہے علم ہوتا ہے، برکتیں ہوتی ہیں۔

۶۔ چھٹا یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ ان کے لعاب دہن کی حضور اکرم ﷺ کے لعاب دہن سے برابری ہو مگر کسی قدر عجیب

اور کس قدر بد قسمت ہیں وہ لوگ جو خود رسول اللہ ﷺ کو اپنا جیسا ایک بشر سمجھتے ہیں اور سوائے ایک مرتبہ نبوت اور خصوصیت وحی کے اپنے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھتے۔

از خدا خواہم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

حضور ﷺ ہمارے قریب ہیں مگر درمیان میں حجاب حائل ہے

امام حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ بہت سی احادیث اور علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

فَحصَلَ مِنْ مَجْمُوْعِ هٰذِهِ النُّقُوْلِ وَالاَحَادِيْثِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حَیٌّ بِجَسَدِهٖ وَ رُوْحِهٖ وَ اَنَّهٗ يَتَصَرَّفُ وَ يَسِيْرُ حَيْثُ شَاءَ فِیْ اَقْطَارِ الاَرْضِ وَفِی الْمَلَكُوْتِ وَ هُوَ بِهَيْئَتِهِ الَّتِیْ كَانَ عَلَيْهَا قَبْلَ وَ فَاتِهٖ وَلَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَ اِنَّهٗ مُغِيْبٌ عَنِ الاَنْصَارِ كَمَا غُيِّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ اَحْيَانًا فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَفْعَ الْحِجَابَ عَمَّنْ اَرَادَ اِكْرَامَهٗ بِرُؤْيَتِهٖ رَآهُ عَلٰی هَيْئَةِ الَّتِیْ هُوَ عَلَيْهَا لَا مَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا دَاعِیَ اِلَی التَّخْصِيْصِ بِرُؤْيَةِ الْمِثَالِ سُئِلَ بَعْضُهُمْ كَيْفَ يَرَاهُ الْمُتَعَدِّدُوْنَ فِیْ اَقْطَارٍ مُتَبَاعِدَةٍ فَاَنْشَدَ

كَالشَّمْسِ فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ وَضَوْءُهَا
يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَ مَغَارِبَ

(الحاوی للفتاوی ۲/ ۴۸۶/ ۴۸۷)

(ترجمہ) ان نقول واحادیث کے مجموعہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ جہاں چاہتے ہیں زمینوں اور آسمانوں میں تشریف لے جاتے اور تصرف (کام انجام) فرماتے ہیں اور آپ ﷺ آج بھی اسی طرح ہیں جس طرح وصال سے پہلے تھے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی آپ ﷺ فرشتوں کی طرح لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں جیسے فرشتے ہماری آنکھوں سے غائب کیے گے حالانکہ وہ زندہ اور اپنے نورانی جسموں کے ساتھ ہیں تو جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو حضور ﷺ کے دیدار سے نوازنا چاہتا ہے تو اس کے آگے سے پردہ اٹھا دیتا ہے پھر وہ آپ ﷺ کا اس حال میں دیدار کرتا ہے جس حال میں آپ ﷺ ہیں۔ اسی لیے امام احمد رضا عرض کرتے

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

اور ہر جگہ اپنے جسم و روح کے ساتھ حقیقت کے اعتبار سے جلوہ گر ہیں اس سے کوئی مانع نہیں ہے اور رویت مثالی کی تخصیص کی بھی کوئی حاجت نہیں ہے بعض بزرگوں سے سوال کیا گیا کہ دور دراز کے مختلف لوگ ایک ہی وقت میں جسم واحد حقیقی کے ساتھ آپ کو کیسے دیکھ لیتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں یہ

شعر پڑھا۔

(ترجمہ) جیسے سورج آسمان پر ہے مگر اس کی روشنی نے تمام زمین کو ڈھانپ رکھا ہے۔

یعنی سب لوگ سورج کو اپنے ہاں موجود پاتے ہیں اپنے اوپر سے گزرتا پاتے ہیں جبکہ وہ ہے ایک ہی سورج۔

قربان جائیں ذات پاک مصطفےٰ ﷺ پر سورج کو آپ ﷺ سے کیا نسبت یہ تو محض سمجھانے کے لیے اعلیٰ کی مثال ادنیٰ کے ساتھ ہے نور مصطفیٰ ﷺ اعلیٰ اور اس کے مقابلہ میں سورج ادنیٰ ہے۔ سورج چاند ستارے سب آپ ﷺ کے نور عظیم کے ادنیٰ ذرے ہی ہیں۔ ولنعم ما قال شیخ شیخنا امام احمد رضا رضی اللہ عنہ

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

امام ابن حجر المکی رحمتہ اللہ علیہ

مکہ مکرمہ کے عظیم امام و محدث و فقیہ خاتمۃ الفقہاء والمحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی جن کا وصال ۹۷۴ھ میں ہوا اپنی مشہور کتاب "الفتاوی الحدیثیہ" میں لکھتے ہیں۔

لَایَمْتَنِعُ رُؤْیَۃُ النَّبِیِّ ﷺ بِرُوْحِہٖ وَجَسَدِہٖ لِاَنَّہٗ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ اَحْیَاءٌ رُدَّتْ اِلَیْھِمْ اَرْوَاحُھُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا وَ اُذِنَ لَھُمْ فِی

الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوْتِ الْعَلْوِيِّ وَالسِّفْلِيِّ وَلاَ مَانِعَ مِنْ اَنْ يَّرَاهُ كَثِيْرُوْنَ فِيْ وَقْتٍ وَاحِدٍ لاَنَّهُ كَالشَّمْسِ الخ

(الفتاوی الحدیثیه ۲۵۶)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی جسم وروح مبارک کے ساتھ زیارت ناممکن نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں وفات دیے جانے کے بعد ان کی روحیں ان کے جسموں میں واپس لوٹادی گئیں اور انہیں ان کے مزارات شریفہ سے باہر سے تشریف لے جانے اور زمین وآسمانوں میں آنے جانے اور تصرف وعمل کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس بات سے کوئی رکاوٹ نہیں کہ ایک ہی وقت میں بہت سے لوگ آپ ﷺ کا دیدار کریں جیسا کہ سورج کو ایک ہی وقت بے شمار لوگ دیکھتے ہیں۔

الحمد اللہ اس سے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کا نور کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے اللہ کی توفیق سے لاکھوں لوگ ایک ہی وقت اپنے اپنے ہاں آپ ﷺ کا دیدار کرتے اور کرسکتے ہیں اور آپ ﷺ سب کا درُود بھی سنتے اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔

شیخ حقیقی حضور ﷺ ہیں

سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمتہ ۹۷۲ھ فرماتے ہیں

فَهُوَ الشَّيْخُ الْحَقِيْقِيُّ لَنَا بِوَاسِطَةِ اَشْيَاخِ الطَّرِيْقِ اَوْ

بِلَاوَاسِطَةٍ مِثْلُ مَنْ صَارَ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ يَجْتَمِعُ بِهٖ ﷺ فِی الْيَقْظَةِ بِالشُّرُوْطِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ الْقَوْمِ وَقَدْ اَدْرَكْتُ بِحَمْدِ اللّٰهِ تعالى جَمَاعَةً مِنْ اَهْلِ هٰذَا الْمَقَامِ كَسَيِّدِیْ عَلِیِّ الْخَوَاصِ وَالشَّيْخ محمد العدل والشيخ محمد بن عنان والشيخ جلال الدين سيوطى رضى الله عنهم اجمعين (لواقح الانوار القدسية ٥)

(ترجمہ) تو حضور اکرم ﷺ ہمارے حقیقی پیرومرشد ہیں ہمارے پیران طریقت کے واسطہ سے یا واسطہ کے بغیر مثال کے طور پر ان اولیاء کے لیے بیچ میں واسطہ باقی نہیں رہتا جو حضور ﷺ تک پہنچ چکے وہ آپ ﷺ سے بیداری میں ملاقاتیں کرتے ہیں ان شرائط کے تحت جو اہل اللہ میں معروف ہیں اور بے شک میں نے بحمد اللہ تعالیٰ اس مقام والوں کی ایک جماعت کا زمانہ پایا اور ان سے برکتیں حاصل کیں جیسے سیدی علی خواص و شیخ محمد عدل و شیخ محمد بن عنان و شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اللہ کی شان

اللہ کی شان کہ کچھ ایمان والے بندے وہ ہیں جو بیداری میں ہی حضور ﷺ سے ملاقاتیں اور حضور ﷺ کو اپنے اندر موجود و جلوہ گر پاتے ہیں آپ ﷺ کی سنتے اور آپ ﷺ کو اپنی سناتے ہیں لیکن ان کے برعکس ایسے محروم القسمت بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ قبر انور پر پڑھا جانے والا درود تو سن لیتے ہیں مگر

دور سے نہیں۔ حالانکہ آپ ﷺ کے لیے کوئی دوری نہیں ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے

حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے۔ اس سلسلہ میں امام قاضی عیاض علیہ الرحمتہ ۵۴۴ھ اپنی کتاب شفاء شریف میں حضرت ابو محمد عمرو بن دینار مکی علیہ الرحمتہ جو حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو جابر ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے شاگرد ہیں اور امام شعبہ و امام سفیان ثوری و سفیان بن عینیہ کے استاذ ہیں بڑے تابعین میں سے ہے ۱۲۵ھ / ۱۲۶ھ میں انتقال فرمایا' سے نقل فرماتے ہیں۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

"فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ"

(ترجمہ) "کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنوں کو سلام کرو"

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا

"اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ" (الشفاء ۲ / ۵۲۔۵۳)

(ترجمہ) اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرو اور کہو "اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ" کہ اللہ کے نبی پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور اللہ کے تمام صالحین بندوں پر اور گھر والوں پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔

حضرت علامہ امام علی بن سلطان القاری جو بڑے محدث اور فقیہ تھے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کے اس مذکورہ بالا فرمان کہ "اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو داخل ہوتے وقت تم حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرو" کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اَیْ لِاَنَّ رُوْحَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِیْ بُيُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ" (شرح الشفاء علی بن سلطان القاری ۲/۱۱۷)

(ترجمہ) یعنی اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کی روحِ مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر (جلوہ گر) ہوتی ہے۔

اب جناب محترم جسٹس تقی عثمانی صاحب فرمائیں کہ کیا اب بھی روضہء اقدس سے دور ہوتے ہوئے "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" پڑھنے کے جواز میں کوئی شک رہ گیا؟ ہرگز نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ روحانی و نورانی لحاظ سے مسلمانوں کے گھروں میں جلوہ گر ہیں۔

مسجدوں میں بھی

بلکہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت شریف (النور ۶۱/ ۲۴) میں لفظ "بیوتا" عام ہے گھروں کو بھی اور مسجدوں کو بھی شامل ہے۔ اس لیے حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہرہ میں پیدا ہوئے مگر حضور ﷺ کی صحبت نہیں پائی۔ حضرت عمر و عثمان و علی و سعد و حذیفہ و ابو درداء و ابن مسعود و ابو مسعود و ابو موسیٰ و خالد بن ولید و عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنھم سے علم حدیث حاصل کیا سن ۶۲ھ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ حضرت اما قاضی عیاض شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ حضرت علقمہ نے فرمایا کہ

"اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ وَ مَلَائِكَتُهٗ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ نَحْوِهٖ عَنْ كَعْبٍ اِذَا دَخَلَ وَ اِذَا خَرَجَ. (الشفاء ۲/ ۵۳)

(ترجمہ) میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں اے اللہ کے نبی آپ ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ اللہ کا درود اور اس کے فرشتوں کا حضرت محمد ﷺ پر۔ اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے اور جب مسجد سے نکلتے تو "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہتے۔

ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک اور آپ ﷺ کے نور مبارک کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ یہ دنیا اس کے سامنے بہت چھوٹی سی ہے کوئی جگہ اس کے جلووں سے خالی نہیں لہذا جہاں سے بھی درود پڑھا یا آپ ﷺ سے

کوئی التجاء استغاثہ کیا جائے اللہ کے فضل و کرم سے آپ ﷺ نہ صرف دُرُود سنتے ہیں بلکہ التجاء واستغاثہ کی صورت میں اپنے غلاموں کی مدد بھی فرماتے ہیں ۔

فریادِ اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ البشر کو خبر نہ ہو

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

جب چاہتے ہیں حضور ﷺ سے مل لیتے ہیں

امام سیوطی علیہ الرحمۃ الحاوی میں فرماتے ہیں کہ امام کمال الدین ابو الفضل جعفر بن تغلب افودی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی ۷۴۹ھ نے اپنی کتاب "الطالع السعید الجامع للسماء فضلاء الصعید" حضرت صفی ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ اسوانی جو ابو یحییٰ بن شافع کے اصحاب میں سے تھے اور اخیم میں نزیل تھے صلاح و برکت میں شہرت رکھتے تھے اور ان کی کرامات و مکاشفات کا خوب چرچا تھا۔ امام ابن دقیق السعید و امام ابن النعمان اور امام قطب قسطلانی کے شیخ تھے ان کے بارے میں ان کے ان علماء و مشائخ سے سنا گیا کہ

اَنَّهٗ يَرَى النَّبِىَّ ﷺ وَيَجْتَمِعُ بِهٖ ﷺ (الحاوی ۲/ ۲۷۹۔۲۷۸)

(ترجمہ) کہ آپ نبی کریم ﷺ کو بیداری میں دیکھتے اور آپ ﷺ سے ملا کرتے تھے۔

ہر گھنٹہ میں حضور ﷺ کا دیدار

نیز امام سیوطی علیہ الرحمتہ امام شیخ عبدالغفار بن عبدالمجید القوصی کی کتاب "الوحید فی سلوک اھل توحید" جسے آپ نے ماہ ربیع الاول ۷۰۸ھ میں مکمل فرمایا' کے حوالہ سے لکھتے ہیں انہوں نے شیخ ابو یحیٰ ابو عبداللہ الاسوانی کہ خود مصنف ان کے اصحاب سے تھے' کے بارے میں لکھا ہے کہ

"كَانَ يُخْبِرُ اَنَّهُ يَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ حَتّٰى لَا تَكَادُ سَاعَةٌ اِلَّا وَ يُخْبِرُ عَنْهُ"

(الحاوی ۲/۲۷۹)

(ترجمہ) وہ فرماتے تھے کہ وہ بیداری میں ہر گھنٹہ میں رسول اللہ کی زیارت کرتے ہیں حتیٰ کہ کبھی گھنٹہ پورا نہیں ہوتا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی اور وہ آپ ﷺ کے بارے میں بتا دیتے تھے۔

اس سے بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو ہم میں موجود ہیں مگر ہم میں آپ ﷺ کو دیکھنے کی صلاحیت نہیں وہ ہمارے قریب ہیں مگر ہم دوری میں ہیں۔ لهذا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم میں موجود ہوتے ہوئے ہمارا درود

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

نہ سنیں' خواہ ہم کتنا ہی بہ ظاہر دور ہوں آپ ﷺ تو ہم سے دور نہیں ہیں۔

آسمان وزمین وعرش وکرسی رسول اللہ ﷺ سے بھرے ہوئے ہیں

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی یہ بات کچھ اجمال سے بیان کی مگر ذرا تفصیل سے ملاحظہ فرمائیے۔ امام شیخ صفی الدین بن ابی المنصور نے اپنے رسالہ میں اور شیخ عبدالغفار وحید نے سند کے ساتھ پھر وہاں سے امام سیوطی الحاوی میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالعباس طنجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں سیدی احمد رفاعی علیہ رحمۃ کی خدمت عالیہ میں طلب فیض وبیعت کے لیے حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا میں تیرا شیخ نہیں ہوں تیرا شیخ عبدالرحیم ہے جو "قنا" میں رہتے ہیں "قنا" ایک جگہ ہے۔ تو میں نے "قنا" کا سفر کیا (قنا کی جگہ بیت المقدس کے قریب تھی) تو میں حضرت شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے فرمایا کیا تم رسول اللہ ﷺ کو پہنچانتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں (کیونکہ اس سے پہلے مجھے حضور ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا جاؤ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) سے ہو آؤ۔

فَحِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ وَاِذَا بِالسَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ مَمْلُوْءَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعْتُ اِلَى الشَّيْخِ فَقَالَ لِيْ عَرَفْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الْاٰنَ كَمُلَتْ طَرِيْقَتُكَ لَمْ تَكُنِ الْاَقْطَابُ اَقْطَابًا وَالْاَوْتَادُ اَوْتَادًا وَالْاَوْلِيَاءُ اَوْلِيَاءَ اِلَّا بِمَعْرِفَتِهٖ ﷺ. (الحاوی للفتاوی ۲/۴۷۹)

(ترجمہ) تو جب میں نے اپنا پاؤں مسجد اقصیٰ میں رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان، زمین، عرش اور کرسی سب رسول اللہ ﷺ سے بھرے ہوئے ہیں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نظر نہ آتے ہوں تو میں واپس شیخ کی خدمت میں لوٹ آیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا؟ میں نے عرض کی، ہاں پہچان لیا۔ فرمایا اب تیرا طریقہ کامل ہو گیا۔ قطب، قطب نہیں ہو سکتے، اوتاد نہیں ہو سکتے، اور اولیاء اولیاء نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نہ پہچان لیں۔ الحمدللہ۔

دراصل یہ اس صحیح حدیث کی عملی تفسیر ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر میرے نور سے ہی سب کچھ پیدا ہوا (حدیث جابر بحوالہ مصنف عبدالرزاق) اور یہ کہ میں اللہ کے نور سے اور ساری مخلوق میرے نور سے بنی۔

تیری ذات کا جلوہ ہر سو بسو ہے — جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

ہر وقت رابطہ

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ الحاوی میں لکھتے ہیں کہ امام عبدالغفار بن عبدالمجید القوصی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب "الوحید فی سلوک اھل التوحید" جسے آپ نے ماہ ربیع الاول ۷۰۸ھ میں مکمل فرمایا، میں فرماتے ہیں کہ

كَانَ لِلشَّيْخِ اَبِي الْعَبَّاسِ الْمُرْسِي وُصْلَةٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِذَا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ يُجَاوِبُهُ اِذَا تَحَدَّثَ مَعَهُ

(الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۷۹)

(ترجمہ) حضرت شیخ ابو العباس مرسی علیہ الرحمتہ کا حضور اکرم ﷺ سے ہمہ وقتی رابطہ تھا آپ جب بھی حضور ﷺ کو سلام عرض کرتے حضور ﷺ ان کے سلام کا انہیں جواب دیتے اور وہ جب آپ ﷺ سے کوئی بات عرض کرتے تو حضور ﷺ انہیں جواب عطا فرماتے۔

امام سیوطی علیہ ا حمتہ نے شیخ تاج الدین احمد بن عطاء اللہ السکندری الشاذلی م ۷۰۹ھ علیہ ا حمتہ کی کتاب "لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی العباس و شیخ ابی الحسن" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان سے کسی نے عرض کی "یا سیدی صافحنی بکفك هذا" میرے ساتھ اس دائیں ہاتھ سے مصافحہ فرما دیں، کیونکہ آپ نے بہت اولیاء اللہ سے اس ہاتھ سے مصافحے کیے ہیں آپ نے فرمایا کہ

"وَاللّٰہِ مَا صَافَحْتُ بِکَفِّیْ ھٰذَا اِلاَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ وَ قَالَ الشَّیْخُ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَوْحُجِبَ عَنِّی النَّبِیُّ ﷺ طَرْفَةَ عَیْنٍ مَاعَدَدْتُ نَفْسِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

(الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۷۹)

(ترجمہ) اللہ کی قسم میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی سے مصافحہ نہیں کیا اور شیخ نے ساتھ ہی فرمایا کہ اگر پل بھر کے لیے رسول اللہ ﷺ میری نظر سے چھپ جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔

یہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید کا مزہ چکھا توحید اس بات کا نام نہیں ہے کہ پیغمبروں اور ولیوں کے خداداد کمالات کا انکار کیا جائے۔

توحید حقیقی

بلکہ توحید حقیقی تو یہی ہے جو ان اولیاء کرام نے سمجھی یہی لوگ حقیقی موحد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا صحیح مفہوم سمجھا اور اس کے مظہر اعظم ﷺ کی شانِ مظہریت کو بھی سمجھا اور دل ونگاہ کو پاکیزہ کر کے اپنے اندر ایسی قابلیت وصلاحیت پیدا کر ڈالی کہ درمیان میں حجاب اٹھ گئے اور محبوب خدائے قدوس ﷺ کی شانِ قرآنی "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ" کی عملی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

ان حقائق کے بعد اس سے بڑا بد قسمت کون ہو گا جو کہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارا درود نہیں سنتے ہاں دل کا اندھا ہی یہ بات کہہ سکتا ہے۔

اماموں کے امام رسول اللہ ﷺ

امام سیوطی علیہ الرحمتہ کتاب "الوحید" مذکور کے حوالہ سے لکھتے ہیں ان کے مصنف امام عبدالغفار علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں امام شیخ عبداللہ دلاصی علیہ الرحمتہ کو دیکھا انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی عمر میں ایک ہی نماز صحیح ہوئی ہے اور اس کی تفصیل یوں ہے کہ میں حرم پاک میں صبح کی نماز میں تھا

فَلَمَّا اَحْرَمَ الاِمَامُ اَخَذَتْنِی اَخْذَۃٌ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ اِمَامًا وَخَلْفَہُ الْعَشْرَۃُ فَصَلَّیْتُ مَعَھُمْ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ سَنَۃِ ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ وَسِتِّمِائَۃٍ (۶۷۳ھ) فَقَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی "سُوْرَۃَ الْمُدَّثِّرِ" وَفِی الثَّانِیَۃِ "عَمَّ یَتَسَاءَ لُوْنَ".
فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِھٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا ھُدَاۃً مَھْدِیِّیْنَ غَیْرَ ضَالِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ لَا طَمْعًا فِیْ بِرِّکَ وَلَا رَغْبَۃً فِیْمَا عِنْدَکَ لِاَنَّ لَکَ الْمِنَّۃَ عَلَیْنَا بِاِیْجَادِنَا قَبْلَ اِنْ لَّمْ نَکُنْ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ سَلَّمَ الاِمَامَ فَعَقَلْتُ تَسْلِیْمَہٗ فَسَلَّمْتُ (الحاوی للفتاوی ۲/ ۴۷۹۔۴۸۰)

(ترجمہ) تو جب امام حرم نے تکبیر تحریمہ کہی تو مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی جس میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ امام ہیں نماز پڑھا رہے ہیں اور آپ ﷺ کے پیچھے دس آدمی ہیں تو میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی یہ سن ۶۷۳ھ کا واقعہ ہے رسول اللہ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۂ مدثر پڑھی اور دوسری میں سورۂ "عم یتساء لون" جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو یہ دعا فرمائی

"اے اللہ ہمیں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ کردے نہ گمراہ اور نہ گمراہ کرنے والے، تیری بھلائی میں طمع نہیں اور نہ اس میں رغبت جو تیرے پاس ہے کیونکہ تیرے ہی ہم پر احسان ہیں کہ تو نے ہمیں پیدا فرمایا اس سے پہلے ہم تو کچھ نہ تھے تو اس پر تیری ہی تعریف اور تیرا ہی شکر ہے تیرے سوا کوئی

معبود نہیں۔"

توجب حضور ﷺ دعا سے فارغ ہوئے توامام حرم نے سلام پھیرا جس کا مجھے پتہ چل گیا تومیں نے بھی سلام پھیر دیا۔

قارئین! یہ کمالات مصطفی ﷺ میں سے ایک خداداد کمال وخوبی اور آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ہر صحیح العقیدہ باعلم امام کے رسول اللہ ﷺ امام ہوتے ہیں اور ہر ایسی مسجد میں بھی آپ ﷺ کی روحانیت جلوہ گر ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ ان کے امام ہو کر آپ ﷺ نمازیں پڑھاتے ہیں' دعائیں فرماتے اور بلاشبہ ہمارے درود بھی سنتے ہیں' خواہ ہم پڑھنے والے بہ ظاہر کہیں ہوں۔

حدیث کی تصدیق

حافظ سیوطی علیہ الرحمتہ الحاوی میں فرماتے ہیں

حُکِیَ عَنْ بَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ اَنَّہٗ حَضَرَ مَجْلِسَ فَقِیْہٍ فَرَوٰی ذَالِکَ الْفَقِیْہُ حَدِیْثًا فَقَالَ لَہُ الْوَلِیُّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ بَاطِلٌ فَقَالَ الْفَقِیْہُ وَ مِنْ اَیْنَ لَکَ ھٰذَا؟ فَقَالَ "ھٰذَا النَّبِیُّ ﷺ وَاقِفٌ عَلٰی رَأْسِکَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَمْ اَقُلْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَ کُشِفَ لِلْفَقِیْہِ فَرَآہُ

(۲/۴۸۰)

(ترجمہ) بعض اولیاء اللہ سے مروی ہے کہ وہ ایک فقیہ (فقہ کے ماہر عالم) کی مجلس فقہ وعلم میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے محفل میں ایک حدیث بیان کی وہ ولی جو اس، مجلس میں موجود تھے انہوں نے عرض کی کہ یہ حدیث جھوٹی

اور من گھڑت ہے حضور ﷺ کی نہیں ہے فقیہ نے فرمایا' آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ ولی نے عرض کی' یہ دیکھئے نبی کریم ﷺ سر پر کھڑے فرمارہے ہیں کہ میں نے یہ نہیں فرمایا اور فقیہ کے آگے حجاب اٹھ گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کر لی اور آپ ﷺ کا فرمان اپنے کانوں سے سن لیا۔ (الحاوی ۲/۴۸۰)

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا۔

یار در بر من دمن از وی دورم

(ترجمہ) کہ یار تو میری بغل میں ہے میں یار سے دور ہوں

اہم باتیں

اس واقعہ سے درج ذیل اہم باتیں معلوم ہوئیں جنہیں تسلیم کرنا ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ اہل اللہ (اولیاء اللہ) علماء اہلسنت کی قرآن وحدیث وفقہ کی نورانی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔

۲۔ دوسری یہ کہ ایسی محفلیں رسول اللہ ﷺ کو پسند ہیں۔

۳۔ تیسری یہ کہ خود رسول اللہ ﷺ علماء اہل سنت کی قرآن وحدیث وفقہ کی تعلیم وتدریس کی محفلوں میں بنفس نفیس جلوہ گر ہوتے ہیں۔

۴۔ چوتھی یہ کہ قرآن وسنت وفقہ کی تعلیم وتدریس سب سے اعلیٰ نیکی اور افضل عبادت ہے۔

۵۔ پانچویں یہ کہ قرآن وسنت وفقہ کے علم کو فروغ دینا اور علماء پیدا کرنا

رسول اللہ ﷺ کا مشن ہے اس مشن مبارک سے دامے ’درمے‘ قدمے‘ سخنے مدد کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ہی تقاضا اور ان کی خوشنودی اور قرب کے حصول کا ذریعہ ہے۔

۶۔ چھٹی یہ کہ رسول اللہ ﷺ تو ہمارے قریب تر ہیں مگر ہم میں سے خاص خاص بندے ہی آپ ﷺ کے جلوے دیکھتے ہیں۔

۷۔ ساتویں چونکہ آپ ﷺ ہمارے قریب تر ہیں اس لیے ہماری نیتوں کو بھی جانتے اور ہمارے دُرود کی آواز بھی سنتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ)

۸۔ آٹھویں یہ کہ بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جو موضوع و من گھڑت ہیں۔

مگر اسماء رجال کے ماہرین نے ان کی نشاندہی بھی کر دی ہے اگر کوئی اسماء رجال راویوں کے سلسلہ کی تحقیق کرے تو ایسی حدیثوں کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور اگر بالفرض کوئی ایسی حدیث یا حدیثیں موجود بھی ہوں جنہیں ظاہری تحقیق و تفتیش کی رو سے صحیح اور معتبر ٹھہرا لیا گیا اور ان پر عمل کیا گیا مگر رسول اللہ ﷺ کے نزدیک وہ صحیح نہ ہوئیں تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ شریعت کے احکام کا دارومدار ظاہری تحقیق پر ہے ہمیں ظاہر کا پابند کیا گیا ہے جہاں کوئی ظاہری دلیل یعنی دلیلِ شرعی ہمیں میسر آئے گی ہم اس ہی پر عمل

کرنے کے پابند ہیں۔ اس لیے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جس عالم دین نے اجتہاد کیا اور حق کو پا لیا اسے دو ثواب ملیں گے اور جس سے خطا ہو گئی حق کو نہ پا سکا اسے ایک ثواب تو ضرور ہی ملے گا۔

۹۔ نویں یہ کہ اس کے برعکس بھی ہے کہ بعض حدیثیں ظاہری تحقیق کی رو سے تو صحیح نہیں ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک صحیح ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ امام سیوطی معلوم کر لیتے تھے۔ اس لیے اگر بعض صوفیہ کی کتابوں میں ایسی حدیثیں ہوں جو ظاہری طور پر صحیح نہ ہوں ان پر طعن نہ کیا جائے بلکہ خاموشی اختیار کی جائے۔

سفید قمیص مبارک

امام حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ لحاوی للفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ امام علامہ ابوالفضل جعفر بن احمد بن فارس متوفی ۹۰۲ھ نے اپنی کتاب "المنح الالھیہ فی مناقب السادۃ الوفائیہ" میں فرمایا کہ میں نے سیدی شیخ علی رحمتہ علیہ سے سنا فرماتے تھے کہ

"میں پانچ سال کا تھا ایک شخص کے پاس قرآن کریم حفظ کرتا تھا ان کا نام گرامی شیخ قاری یعقوب تھا تو میں ایک روز ان کی خدمت میں حاضر ہوا

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْظَةً لاَ مَنَامًا وَ عَلَیْهِ قَمِیْصٌ اَبْیَضُ قُطْنٍ ثُمَّ رَاَیْتُ الْقَمِیْصَ عَلَیَّ فَقَالَ لِیْ اِقْرَءْ فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ سُوْرَةَ وَالضُّحٰی وَاَلَمْ نَشْرَحْ ثُمَّ غَابَ عَنِّیْ فَلَمَّا بَلَغْتُ اِحْدٰی وَ

عِشْرِیْنَ سَنَةً اَحْرَمْتُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ بِالْقِرَافَةِ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ قُبَالَةَ وَجْهِیْ فَعَانَقَنِیْ وَ قَالَ لِیْ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فَاُوْتِیْتُ لِسَانَهٗ مِنْ ذَالِكَ الْوَقْتِ

(الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۸۰)

(ترجمہ) تو میں نے وہاں نیند میں نہیں بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ نے سفید روئی کی قمیض پہن رکھی تھی پھر میں نے وہی قمیض مبارک اپنے آپ کو پہنی دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قرأت سناؤ میں نے سورۃ والضحیٰ اور الم نشرح دونوں سورتیں سنائیں پھر آپ ﷺ مجھ سے او جھل ہو گئے پھر جب میں اکیس سال کا ہو گیا تو میں نے قرافہ (ایک جگہ کا نام ہے) میں صبح کی نماز پڑھنی شروع کی تکبیر تحریمہ کہی تو میں نے حالت نماز میں اپنے چہرہ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو (بیداری میں ہی) دیکھا' آپ ﷺ نے مجھے اپنے گلے لگا لیا اور فرمایا ''اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرو اور چرچا کرو جو اللہ نے تمہیں دی ہے (قرآن و سنت کا علم اور حضور ﷺ کا قرب) تو اس وقت سے مجھے آپ ﷺ کی زبان (عربی) دیدی گئی یعنی اس پر مثالی عبور ہو گیا میرے علوم میں برکتیں ہو گئیں۔

قارئین! ان حقائق کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ حضور ﷺ ہم سے دور ہیں اور ہمارا درود نہیں سنتے' تو اسے اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ

اب ہم آخر میں برصغیر کی عظیم ہستی جن کی علمی و عملی جلالت و عظمت پر تقریباً تمام مکاتب فکر کو اعتماد اور یقین ہے' کا فرمان ذی شان نقل کرتے ہیں' ملاحظہ فرمایئے۔

"لَمَّا دَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ الْمُنَوَّرَةَ وَزُرْتُ الرَّوْضَةَ الْمُقَدَّسَةَ عَلٰے صَاحِبِهَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ رَاَيْتُ رُوْحَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَاهِرَةً بَارِزَةً لَا فِیْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ فَقَطْ بَلْ فِی الْمِثَالِ الْقَرِيْبِ مِنَ الْمَسِّ فَاَدْرَكْتُ اَنَّ الْعَوَامَ اِنَّمَا يَذْكُرُوْنَ حُضُوْرَ النَّبِیِّ ﷺ فِی الصَّلٰوَاتِ وَ اِمَامَتَهٗ بِالنَّاسِ فِيْهَا وَاَمْثَالُ ذٰلِكَ مِنْ هٰذِالدَّقِيْقَةِ وَكَذٰلِكَ النَّاسُ عَامَّةً لَا يَلْهَبُوْنَ بِشَيْءٍ اِلَّا بِمَا يَتَرَشَّحُ عَلٰے اَرْوَاحِهِمْ مِنْ عِلْمٍ فَيَاْخُذُوْنَ اِمَّا حَقِيْقَةً وَاِمَّا شَبَحَهٗ فَيُخْبِرُ وَاحِدٌ وَ يَتَلَقَّاهُ الْآخَرُ بِالْقَبُوْلِ لَمَّا اَدْرَكَ اِدْرَاكًا اِجْمَالِيًا وَ يَسْمَعُهٗ ثَالِثٌ فَيُؤَيِّدُهٗ بِوَجْهٍ آخَرَ وَ رَابِعٌ فَيَذْكُرُ شَبَحًا مُنَاسِبًا وَهَلُمَّ جَرًّ حَتّٰى يَتَّفِقَ اُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَيْسَ اِتِّفَاقُهُمْ فِیْ مِثْلِ ذَالِكَ سُدٰے فَلَاتَزْدَرُ. اَلْمَشْهُوْرَاتُ الْعَوَامِ وَلٰكِنْ تَفَطَّرْنَ بِاَسْرَارٍ مُلْهَجُوْنَ ثُمَّ تَوَجَّهْتُ اِلَى الْقَبْرِ الشَّافِعِ الْمُقَدَّسِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى فَبَرَزَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَقِيْقَةٍ بَعْدَ رَقِيْقَةٍ فَتَارَةً فِیْ صُوْرَةِ الْمُجَرَّدِ الْعُظَمُوْتِ وَالْهَيْئَةُ تَارَةً فِیْ

صُوْرَةِ الْجَذْبِ وَ الْمُحَبَّةِ وَالأُنْسِ وَالاِشْرَاحِ وَ تَارَةً فِیْ صُوْرَةِ السریان حَتّٰی اَتَخَیَّلَ اَنَّ الفَضَاءَ مُمْتَلِیٌ بِرُوْحِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ هِیَ تَتَمَوَّجُ فِیْهِ تَمَوُّجَ الرِّیْحِ الْعَاصِفَةِ حَتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ یَکَادُ یُشْغِلُهٗ تَمَوُّجُهَا عَنْ مُلَاحَظَةِ نَفْسِهٖ اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الرِّفَائِقِ وَ رَاَیْتُهٗ صَلَّے اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَکْثَرِ الاُمُوْرِ یُبْدِءُ لِیْ صُوْرَتُهُ الْکَرِیْمَة الَّتِیْ کَانَ عَلَیْهَا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ اِنِّیْ طَامِحُ الْهِمَّةِ اِلٰی رُوْحَانِیَةٍ لَا اِلٰی جِسْمَانِیَةٍ ﷺ فَتَفَطَّنْتُ اَنَّ لَهٗ خَاصِیَةً مِنْ تَقْوِیْمِ رُوْحِهٖ بِصُوْرَةِ جَسَدِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ اَنَّهُ الَّذِیْ اَشَارَ اِلَیْهِ بِقَوْلِهٖ اِنَّ الاَنْبِیَاءَ لَا یَمُوْتُوْنَ وَ اَنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ وَ یَحُجُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ وَ اَنَّهُمْ اَحْیَاءٌ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَلَمْ اُسَلِّمْ عَلَیْهِ قَطُّ اِلاَّ وَقَدْ اِنْبَسَطَ اِلَیَّ وَ اِنْشَرَحَ وَ تَبْدِءُ وَظَهَرَ وَ ذَالِکَ لِاَنَّهٗ رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِیْنَ

(ترجمہ) جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور روضہ مقدس میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور عیاں کہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی

علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً یا اس کی صورت پھر ایک اس کو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کرلیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ
اور وجہ سے اس کی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت
مناسب اسی طرح اور یہاں تک کہ اس امر پر لوگوں کی ایک جماعت متفق ہو
جاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ سمجھ مشہورات
عوام کو لیکن تو اس میں ان اسرار کو سمجھ جو وہ بیان کرتے ہیں پھر میں متوجہ ہوا
روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چندبار تو ظہور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لطافت میں
بعد لطافت کے کبھی تو فقط صورت مجرد عظمت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و
محبت اور انس وانشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا
کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور
روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ
دیکھنے والے کو تموج اور لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور میں نے
دیکھا آنحضرت ﷺ کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس میں بار بار باوجودیکہ
میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں نہ جسمانیت میں آنحضرت ﷺ
کو۔ پس مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا
ﷺ اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ ﷺ نے اپنے اس قول سے اشارہ
فرمایا ہے کہ انبیاء نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیاء حج
کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے آپ پر
سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اس
واسطے کہ آپ رحمت اللعالمین ہیں۔

فوائد

شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے اس فرمان سے درج ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

۱۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کی روح مبارک میں بہت بڑی قوت ہے۔

۲۔ اولیاء اللہ آپ ﷺ کی روح مبارک سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ صحیح العقیدہ اماموں کے آگے امام ہوتے ہیں اور اصل اقتداء حضور ﷺ ہی کی ہے۔ گویا ہر گھر میں ہر شجر ہر مسجد و منبر میں محمد ﷺ کا نور و ظہور ہے اس کے بعد آپ ﷺ ے دور سے درُود سننے میں کیا شک رہ گیا؟

۴۔ عوام مسلمانوں میں حضور اکرم ﷺ یا اولیاء اللہ کے بارے میں اگر کوئی کمال یا خوبی یا معجزہ یا کرامت مشہور ہو جیسے پیرانِ پیر دستگیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک برات کا ڈوبا ہوا بیڑا تیرانا' اس کی کوئی نہ کوئی اصل و حقیقت ضرور ہوتی ہے اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں ایسی رحمت و شفقت ہے کہ آپ ﷺ اسے کبھی محروم نہیں فرماتے جو کمال خشوع و کمالِ محبت سے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہو۔

۶۔ آپ ﷺ کی حقیقتِ لطیفہ نورانیہ سے کائنات' زمین و آسمان اور عرش و کرسی سب بھرے ہوئے ہیں لہذا آپ ﷺ روحانی طور پر ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔ اور اپنے غلاموں کی خبر رکھتے' ان کی فریادیں سنتے اور ان کا درُود بھی براہِ راست

سماعت فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ.

نیز یہی بزرگ علماء دیوبند کے پیشوا اور مرشد حضرت حاجی امداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "ضیاء القلوب مطبوعہ دیوبند ص ۹ پر مراتب ذکر کے بیان میں" فرماتے ہیں

ذکر جہر نفی واثبات اور اسم ذات کے بیان مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اٹھا کر "اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَااَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ" اور توبہ و استغفار کے بعد "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ" اکیس بار پڑھ کر درود

۱. اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

۲. اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

۳. اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

تین بار عروج ونزول کے طریقہ پر پڑھے

جناب جسٹس تقی عثمان صاحب سے عرض ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے

بھی بزرگ کے بتائے راستہ پر چلیں اور مذکورہ بالا درود سے لوگوں کو منع کرنے کی بجائے حاجی صاحب کی طرح لوگوں کو اس کے پڑھنے کی تلقین فرمایا کریں۔

زیارت حضور اکرم ﷺ

یہی بزرگ علماء دیوبند کے پیشوا اور مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ اسی کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ دیوبند کے صفحہ ۳۹ پر حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا وظیفہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

''آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور دل میں یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری میں یا خواب میں زیارت ہو گی۔

علماء دیوبند کی اور خصوصاً عثمانی صاحب کی توجہ کے لئے عرض ہے کہ آپ حضرات محض ''یا رسول اللہ'' کی مخالفت کی وجہ سے ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کے درود کو ناجائز ٹھہراتے جبکہ آپ کے پیرانِ پیر آپ کے برعکس دونوں کا درس فرما اور ورد کرتا رہے ہیں۔ جبکہ منع کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں سوائے مسلکی تعصب کے لہذا براہ کرم اپنے اُخروی فائدے کے لئے اپنے خود ساختہ مسلک سے رجوع فرمائیں۔ شکریہ

نیز حضرت حاجی صاحب اسی کتاب میں ایک اور جگہ زیارت آنحضرت ﷺ کا طریقہ لکھتے ہیں ملاحظہ ہو

''عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر

ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک
آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے
خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور
منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور

۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور

۲۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ کی بائیں اور

۳۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ کی دل پر ضرب لگائے

اور متواتر جس قدر ہو سکے دُرود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد
میں جس قدر ہو سکے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَاہُ لَہٗ

اور سوتے وقت اکیس بارہ سورۂ اذا جاء نصر اللہ پڑھ کر آپ ﷺ کے
جمال مبارک کا تصور کرے اور دُرود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور
منہ قبلہ کی طرف داہنے کروٹ سے سوئے اور "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ" پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے یہ عمل
شب جمعہ یا دو شنبہ کی (پیر کی) رات کو کرے اگر چند بار کرے گا انشاء اللہ مقصد
حاصل ہوگا۔

اب علماء دیوبند بالخصوص عثمانی صاحب اگر انصاف فرمائیں تو اپنے
دیوبندی عقیدہ سے توبہ کا اعلان فرما کر صحیح العقیدہ اہل سنت ہو جائیں۔

عالمِ مثال کیا ہے؟

عالم مثالی یا مثالی صورت

چونکہ بزرگوں کے کلام میں عالم مثال کا ذکر آتا رہتا ہے شاید قارئین کے دل میں سوال آئے کہ عالم مثال کیا ہے تو ہم اس کی کچھ وضاحت عرض کر دیتے ہیں اس سلسلے میں خاتمۃ المحققین والمحدثین امام احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی علیہ الرحمتہ ۹۷۴ھ نے فتاویٰ حدیثیہ میں جو تحریر فرمایا ہے اس کا ترجمہ عرض کیا جاتا ہے اور خاص خاص اہم الفاظ بھی کہیں لکھ دیئے جائیں گے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "بے شک صوفیہ کرام نے عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک اور عالم ثابت کیا ہے جس کا نام انہوں نے "عالم مثال" رکھا ہے۔ صوفیہ نے فرمایا ہے کہ

"هُوَ الْطَفُ مِنْ عَالَمِ الْاَجْسَادِ وَاَكْثَفُ مِنْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ"

کہ عالم مثال عالم اجسام کے مقابلہ میں لطیف ترین اور عالم ارواح کے مقابلہ میں کثیف ترین ہے اور اس سلسلے میں قرآن کریم کی یہ آیت دلیل میں پیش کی جاتی ہے۔

"فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے ایک تندرست آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئے (مریم ۱۷/۱۹) اس آیت میں "تمثل" سے مثالی جسم کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی کو عالم مثال سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ حضرت جبرئیل اپنی اصل شکل میں نہ تھے بلکہ آدمی کے

روپ میں تھے۔ تو ایک روح مثال کے طور پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی روح
کی طرح ایک ہی وقت اپنے جسم اصل میں بھی موجود ہوتی ہوئی اپنے کام انجام
دیتی ہے اور اس جسم مثالی میں بھی اور اس تحقیق سے وہ بات واضح ہو گئی جو بعض
ائمہ اکابر سے شہرت کے ساتھ منقول ہے کہ ان سے حضرت جبرائیل علیہ
السلام کے جسم کے بارے میں پوچھا گیا اور کہا کہ جب حضرت جبرائیل کا جسم اول
اپنے پروں سے آسمان کے کناروں کو بند کر دیتا ہے جب وہ حضور اکرم ﷺ کو نظر
آتے تو وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ
عنہ کی شکل میں آتے تھے تو اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام کی صورت اصلیہ
کہاں ہوتی تھی؟ بعض نے تو یہ جواب دے کر خواہ مخواہ کا تکلف کیا کہ ان کا جسم
اصل سمٹ جاتا حتی کہ چھوٹا ہو کر حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے برابر
رہ جاتا تھا اس کے بعد واپس جا کر پھر اپنی اصل حالت میں ہو جاتے تھے۔

عالمِ مثال

عالمِ مثال کے قائل صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ عالم' عالم ارواح و
عالم اجسام کے درمیان کا ایک عالم ہے اور یہ وہ عالم ہے جس میں اولیاء اللہ اور
ملائکہ کو جسمِ مثالی عطا ہوتا ہے اور اس سے دنیا میں کام لئے جاتے ہیں۔ اس کی
ضرورت ایسے موقعوں پر ہوتی ہے۔ جبکہ اس جسم فانی دنیاوی میں وہ قوت نہیں
ہوتی جو اس ضروری کام کو انجام دے سکے۔ تو جسم مثالی عطا ہوتا ہے۔ تا کہ وہ
مشکل اور عجلت کا کام سر انجام دے۔ کیونکہ جسمِ مثالی کے چند عجیب خواص ایسے

ہیں جو جسمِ عصری میں نہیں پائے جاتے۔ وہ عصری جسموں سے زیادہ لطیف اور بہت قوی ہوتا ہے۔ اور وہ عالمِ ارواح اور عالمِ شہادت (دنیا) کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

فرشتے کو جب کوئی جسم ملے گا تو وہ مثالی ہوگا۔ اور اولیاء اللہ کو بھی یہی جسم ملتا ہے۔ مثلاً ایک ولی کامل کو ایک ہزار کوس پر اپنے جسم کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے۔ تو نور آور گاہِ ایزدی سے اس کی روح اس کے اصلی جسم کے روپ میں ایک آنِ واحد میں پہنچ کر متعلقہ کام انجام دے دے گی وہ دیکھنے والا اسے دیکھ کر محسوس نہیں کر سکتا کہ یہ صرف روح ایک مثالی جسم کے روپ میں جلوہ گر ہوئی بلکہ وہ سمجھے گا کہ یہ حضرت بذات خود اپنے عنصری جسم مبارک کے ساتھ تشریف لاتے ہیں اسے ذرہ بھر بھی شک نہ ہوگا اور نہ ہی وہم وگمان کہ یہ جسم اصلی نہیں مثالی ہے یا یہ جسم بدلا ہوا ہے۔ کیونکہ اِس جسم اور اس جسم میں بظاہر ذرہ بھر فرق نہیں ہوتا۔ اِسی لیے اس کا نام مثالی ہے۔ حتی کہ آواز بھی وہی ہوتی ہے چنانچہ اکثر اولیاء اللہ ہر سال اپنے جسم مثالی کے ساتھ حج کو جاتے ہیں اور اپنے وطن میں بھی سب لوگوں کو نظر آتے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ اپنے جسم عنصری میں یہ قوت رکھتے ہیں۔ کہ جسمِ مثالی کی طرح جہاں چاہیں وہاں ایک ہی لمحہ میں پہنچ سکتے ہیں بلکہ ایک ہی وقت کئی ایک مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔

فرشتے جب دُنیا میں کسی جسمِ میں آتے ہیں تو عالمِ مثال ہی سے ان کو کوئی جسم ملتا ہے۔ کیونکہ کسی کی ملاقات بظاہر بغیر جسم کے ہو نہیں سکتی۔ اور جسمِ عنصری چونکہ کثیف ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی لطیف روح کو جو کسی جسم میں کبھی قید

نہیں ہوئی۔ اس کا تحمل نہیں ہو سکتا لامحالہ ان کو جسم مثالی جو تمام جسموں سے زیادہ لطیف اور قوی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عنایت ہوتا ہے پھر جسم مثالی کی قوت ہر ایک کے لیے مختلف ہوتی ہے جس قدر کسی کا درجہ بڑا ہو گا اسی قدر اس کے جسم مثالی میں قوت و طاقت بھی زیادہ ہو گی اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے جسم مثالی میں یہ قوت ہے کہ عرش و کرسی اور زمین و آسمان سب اسی سے پُر ہیں اور بلکہ آپ ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کی اُمت قطب کا یہ مقام ہے کہ وہ اپنے مثالی وجود سے روئے زمین کو بھر دیتا ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ)

اولیاء اللہ کا آنحضرت ﷺ کو بیداری میں دیکھنا

مولانا محمد اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں سورۂ ملک کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اَلرَّسُوْلُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَهُ الْخِیَارُ فِیْ طَوَافِ الْعَالَمِ مَعَ اَرْوَاحِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَقَدْ رَاٰهُ کَثِیْرٌ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ"

رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم (زمین و آسمان) میں ارواح صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ساتھ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اکثر اولیاء اللہ نے ان کو بیداری میں دیکھا ہے۔

دیکھئے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو اکثر اولیاء اللہ نے بیداری میں دیکھا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو بیداری میں دیکھنے کی شہادتیں

بلاشبہ اہل اللہ حضور اکرم ﷺ کو بیداری میں دیکھتے اور آپ ﷺ سے ملتے اور باتیں کرتے ہیں آپ ﷺ سے راہنمائی لیتے ہیں اس سلسلے میں بہت سے واقعات ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ کچھ واقعات معتبر حوالوں سے پیش کرتے ہیں۔

(۱) سید عبداللہ قاری رحمتہ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کو عین بیداری میں دیکھا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ در ثمین (حدیث ۱۷) میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَیْخِیِ السَّیِّدُ عَبْدُاللّٰہِ الْقَارِئُ قَالَ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ عَلٰی قَارِءٍ زَاھِدٍ کَانَ یَسْکُنُ فِی الْبَرِیَّۃِ فَبَیْنَا نَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْاٰنَ اِذَا جَآءَ قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ یَقْدُمُھُمْ سَیِّدُھُمْ فَاسْتَمَعَ قِرَاءَ ۃَ الْقَارِیِ وَقَالَ بَارَکَ اللّٰہُ اَدَّیْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ رَجَعَ وَ جَآءَ رَجُلٌ اٰخَرُ بِذٰلِکَ الزِّیِّ فَاَخْبَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخْبَرَھُمُ الْبَارِحَۃَ اَنَّہٗ سَیَذْھَبُ اِلَی الْبَرِیَّۃِ الْفُلَانِیَّۃِ لِاسْتِمَاعِ قِرَاءَ ۃِ الْقَارِیْ ھُنَاکَ فَعَلِمْنَا اَنَّ السَّیِّدَ الَّذِیْ کَانَ یَقْدُمُھُمْ ھُوَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ وَ قَدْ رَاَیْتُہٗ بِعَیْنَیَّ ھَاتَیْنِ۔

(ترجمہ) مجھ کو میرے والد ماجد صاحب نے خبر دی کہا مجھ کو خبر دی میرے استاذ سید عبداللہ قاری نے اُن سے کہا۔ کہ میں نے قرآن مجید ایک

قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتا تھا۔ حفظ کیا ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ہم قرآن مجید کو حسبِ معمول پڑھ رہے تھے۔ کہ اتنے میں چند اعرابی آئے۔ اور ان کا سردار ان کے آگے آگے تھا۔ اس نے قاری صاحب کا قرآن مجید سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل کرے تو نے واقعی قرآن مجید کا حق ادا کیا۔ پھر وہ سب کے سب چلے گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی عربی وضع کا آکر کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ہم کل رات فلاں جنگل میں فلاں قاری صاحب کا قرآن مجید سننے جائیں گے۔ تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ صاحب جو تشریف لائے تھے۔ وہ محمد ﷺ تھے۔ اور کہا کہ میں نے ان کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔

(الدر الثمین ۳۶ مطبوعہ لائل پور)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔

"وَرَأَیْتُهٗ ﷺ فِی اَکْثَرِ الْاُمُوْرِ یُبْدِیْ لِیْ صُوْرَتَهُ الْکَرِیْمَةَ الَّتِیْ کَانَ عَلَیْهَا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَاِنِّیْ طَامِحُ الْهِمَّةِ اِلٰی رُوْحَانِیَّتِهٖ لَا اِلٰی جِسْمَانِیَّتِهٖ ﷺ فَتَفَطَّنْتُ اَنَّ لَهٗ خَاصِیَّةً مِنْ تَقْوِیْمِ رُوْحِهٖ بِصُوْرَةِ جَسَدِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ اَنَّهُ الَّذِیْ اَشَارَ اِلَیْهِ بِقَوْلِهٖ "اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَا یَمُوْتُوْنَ وَ اِنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ وَ یَحُجُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ وَاِنَّهُمْ اَحْیَاءَ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ اُسَلِّمْ عَلَیْهِ قَطُّ اِلاَّ وَ قَدْ اِنْبَسَطَ اِلَیَّ وَ اِنْشَرَحَ وَ تُبْدِیْ وَظَهَرَ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِیْنَ

(فیوض الحرمین ۲۸)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سامنے اکثر کاموں میں دیکھا یعنی آپ ﷺ کی اصلی صورت میرے سامنے بار بار ہوئی۔ تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کو طاقت ہے۔ کہ بشکلِ جسم بن جاتی ہے۔ اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا ہے۔ کہ پیغمبر مرتے نہیں۔ بے شک وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں۔ اور بے شک وہ زندہ ہیں اور میں نے جب بھی آپ ﷺ پر سلام بھیجا آپ ﷺ خوش ہوئے اور میری طرف خاص توجہ ء کرم فرمائی اور میرے سامنے ظاہر ہو گئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

'بھجۃ الاسرار میں جو ابو الحسن علی بن یوسف شافعی کی تصنیف ہے۔ کہ اس کے اور غوث اعظم کے درمیان دو واسطے ہیں۔ شیخ ابو العباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اس وقت وہاں دس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ اور ان میں علی بن ہیتی رحمتہ اللہ علیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کو نیند کا غلبہ معلوم ہوا۔ تو انہوں نے لوگوں سے کہا۔ خاموش ہو جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ چپ چاپ ہو گئے۔ اور آپ سو گئے۔ غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کرسی سے نیچے اتر کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور گھور کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بیدار ہو گئے۔ تو حضرت شیخ غوث اعظم نے ان سے پوچھا۔ کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا بے شک دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسی واسطے میں کرسی سے نیچے اتر کر ادب سے

کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے کس چیز پر وصیت کی؟ انہوں نے کہا۔ کہ آپ کی ملازمت اور خدمت پر۔ پھر شیخ علی ہیتی رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین سے کہا۔ کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے۔ حضرت شیخ نے اسے عین بیداری میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہے کہ

وَمَاتَ فِی ذَالِكَ الْيَوْمِ سَبْعَةُ رِجَالٍ (بہجتہ الاسرار ۲۶)

(ترجمہ) کہ اس روز آپ کی مجلس کی تاثیر سے سات آدمی جاں بحق ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے تصرف و کمال کا یہ عالم ہے کہ کسی کے پاس خواب میں جلوہ گر ہیں تو کسی کے پاس عین اسی وقت بیداری میں تشریف فرما ہیں۔ ایسے کمالات و خوبیوں اور معجزات والی ہمہ گیر ہستی کے بارے میں کہنا کہ وہ ہمارا دور سے دُرود نہیں سنتے' عجیب بات ہے ان کے لیے دوری ہے کہاں؟

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ آپ (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) منبر پر وعظ فرمارہے تھے۔ کہ یکایک آپ منبر پر سے اتر آئے اور نیچے کے زینہ پر ادب کے ساتھ اس طرح چپ چاپ بیٹھ گئے۔ کہ آپ کی پیٹھ تو حاضرین کی طرف تھی۔ اور آپ کا منہ منبر کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خادم نے آپ سے دریافت کیا۔ یا شیخ: آج یہ نئی بات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا:۔

"رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے۔ اس لیے میری کیا مجال تھی۔ کہ میں منبر پر آپ ﷺ کے برابر بیٹھتا۔ اور آپ ﷺ کے سامنے بات کرتا" (بہجتہ الاسرار)

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ کتاب المیزان میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"محمد بن زین رحمتہ اللہ علیہ جو رسول اللہ ﷺ کے عاشق اور مداح تھے۔بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ لیکن خدا کی شان ایک دفعہ ایک شخص نے اپنی کسی ضرورت کے لیے شہر کے حاکم کے پاس سفارش کے لئے تشریف لے جانے کو کہا۔ وہ بڑا مشہور ظالم اور سفاک تھا۔ آپ چونکہ کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کیا کرتے تھے۔ اس لیے آپ اس شخص کو ہمراہ لے کر حاکم شہر کے پاس جا پہنچے۔ حاکم وقت نے ان کو پہچان کر نہایت عزت واحترام سے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ پھر دریافت کیا۔ کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں محض اس شخص کی سفارش کے واسطے آیا ہوں۔ اس کی یہ حاجت اور ضرورت ہے۔ اور آپ کے اختیار میں ہے۔ حاکم نے اسی وقت اس کی حاجت روائی کر دی۔ پھر آپ واپس گھر کو تشریف لے آئے۔ اس سفارش سے گو سائل کی حاجت تو پوری ہو گئی۔ مگر سفارش کرنیوالے بزرگ حضرت محمد بن زین پر یہ عتاب ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیداری میں اور بالمشافہ ہمیشہ کی زیارت سے محروم ہو گئے پھر آپ عرصہ دراز تک اس زیارت کے لیے رسول اللہ ﷺ سے غائبانہ درخواست کرتے رہے۔ کہ یارسول اللہ ﷺ اپنا روئے انور مجھے دکھلائیے۔ اسی والہانہ شوق میں انہوں نے ایک نہایت محبت آمیز شعر پڑھا جس کا اثر یہ ہوا کہ

"فَتَرٰءٰى لَهٗ مِنْ بَعِيْدٍ"

(ترجمہ) کہ رسول اللہ ﷺ ان کو دور سے نظر آئے۔ مگر آپ ﷺ نے وہیں سے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تو میرے دیدار کا طالب ہے اور ساتھ ہی تو ظالموں کے فرش پر بھی بیٹھتا ہے۔

"لَاسَبِیْلَ لَكَ اِلٰی ذَالِكَ"

(ترجمہ) ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھ سے بھی ملو اور میرے نافرمانوں ظالموں سے بھی ملو۔

اس کے بعد امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"پھر ہم کو یہ اطلاع نہیں ہوئی۔ کہ اس بزرگ کو رسول اللہ ﷺ پھر کبھی نظر آئے ہوں۔ بلکہ وہ یہ حسرت اپنے ساتھ قبر میں لے گئے اور اسی امید میں چل بسے"۔ (المیزان الکبریٰ ۱/ ۱۸۳)

(۸) امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے عرض کی۔ کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر سلطان قائتانی سے سفارش کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"بادشاہ و وزیر کے دروازے پر مجھے نعمت دیدار کے چھن جانے کا خوف ہے۔ کیونکہ بیداری میں اب تک پچھتر دفعہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہو چکی ہے۔ اگر میں بادشاہ کے دروازے پر گیا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں کہیں اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ ہو جاؤں۔ (المیزان الکبریٰ ۱/ ۱۸۳)

(۹) مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۸۶۲ھ نے فرمایا کہ ہمیں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ تو بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کر دیتے ہیں۔ اور بلا واسطہ براہِ راست فیضانِ روح مقدس سے وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔ ایک روز مولانا نے لوگوں سے کہا۔ کہ کنگھی لا کر مجھے دو۔ چنانچہ کنگھی حاضر کی گئی۔ آپ نے بالوں میں کنگھی کی۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اِس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اے ابایزید کبھی اپنی داڑھی میں بھی کنگھی کر لیا کرو۔ (نفحات الانس ص ۴۵۰)

(۱۰) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ الہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

شیخ عباس مرسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کا جمال مجھ سے ایک گھڑی یا ایک لمحہ بھی پوشیدہ ہو تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اور یہ بات ہمیشگی اور مداومت پر محمول ہے۔

(۱۱) تذکرۃ الاولیاء میں ہے

(ترجمہ) کہ ایک شخص حدیث پڑھنے کے لیے عراق جانا چاہتا تھا اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو فرمایا۔ کہ اتنی دور کیوں جاتے ہو۔ یہیں کسی سے پڑھ لو۔ اس نے کہا یہاں کوئی محدث نظر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو میں ہی ان پڑھ شخص موجود ہوں۔ مجھ سے پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ آپ نے حدیث کس سے پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے پڑھی ہے۔ اس شخص نے اِس بات کا اعتبار نہ کیا رات کو خواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالحسن سچ کہہ رہا ہے۔ جب میں صبح کو بیدار ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث پڑھنی شروع کی۔ آپ پڑھاتے وقت کہیں کہیں فرماتے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ وہ پوچھتا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا آپ فرماتے کہ جب تک تم حدیث پڑھتے ہو۔ میری آنکھیں رسول اللہ ﷺ کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہے جب میں آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر شکن دیکھتا ہوں۔ تو سمجھ جاتا ہوں۔
آپ ﷺ اس سے بیزار ہیں۔ (مدارج النبوت، تذکرۃ الاولیاء فارسی ۲ / ۱۷۲)

اورادِ فتحیہ

اورادِ فتحیہ ' جو حضرت علامہ امام عارف باللہ سید امیر کبیر علی ھمدانی کی تالیف شریف ہے جنہیں "علی ثانی" بھی کہا جاتا ہے جن کا وصال ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ کو ہوا انہوں نے اپنے اورادِ فتحیہ میں سترہ جگہ

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

ایسے الفاظ سے درود کا ورد لکھا اور اسے صدیوں سے علماء و مشائخ پڑھتے چلے آرہے ہیں۔

اورادِ فتحیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

اسی اورادِ فتحیہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں لکھتے ہیں

"وچوں سلام دہر باورادِ فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہرین ازاں در کلمہ پورہ است ہر کہ از سر حضور ملازمت نمای برکت و صفائی آں مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد" (الانتباہ صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۴)

(ترجمہ) جب نماز سے سلام پھیریں تو اورادِ فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہوں کیونکہ یہ مجموعہ اوراد ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کاملین کے متبرک کلام سے جمع ہوا اور ابتداء ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ سے ہوئی ہے جو شخص توجہ سے اسے باقاعدہ پڑھا کرے گا اس کی برکت اور نور مشاہدہ کرے گا اور ایک ہزار

چار سو ولی کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ (الانتباہ ص ۱۲۰ تا ۱۲۴)

تعارف

برصغیر پاک وہند میں تعلیماتِ اسلامی کو جو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ان میں وادی کشمیر سر فہرست ہے۔ اس کا سہراء خداوند کریم نے برگزیدہ اولیاء اللہ کرام کے سر پر رکھا۔ خطہ کشمیر میں بھی حیران کن کامیابی کا سبب اولیاء اللہ ہی بنے۔ بے شمار جلیل القدر علماء حق واولیاء اللہ عظام کا اس خطہ میں ورود مسعود ہوا۔ ان میں سر فہرست شاہ ہمدان السید امیر کبیر علی ہمدانی ہیں۔ آپ کو علی ثانی کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

آپ ۱۲ ماہ رجب ۱۴ےےھ بمقام ہمدان پیدا ہوئے ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ بمقام پکھلی وصال فرمایا۔ جسد مبارک حسبِ وصیت ختلان پہنچا دیا گیا۔ وہاں پر آپ کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کئی بار کشمیر تشریف لائے۔ جب مستقلاً آپ نے تبلیغ دین کی مہم شروع کی تو ان کے ہمراہ برگزیدہ سادات سر کردہ حضرات علم وفضل ودیگر اہل اسلام تھے۔ ان کی تعداد سات سو کے قریب بتائی جاتی ہے آپ نے جس حکیمانہ انداز میں دعوت اسلام دی۔ اس کے نتیجہ میں سر کردہ غیر مسلم اور ہزاروں غیر مسلم کشمیری عوام مشرف باسلام ہوئے۔ اس قدر تیزی سے لوگ مسلمان ہوئے کہ روزانہ ایک ایک من جینو جو مسلمان ہوتے وقت لوگ گلے سے اتار پھینکتے جلا دیا جاتا۔ اس کی تصدیق وادی میں مسلمانوں کی کثرت تعداد سے عیاں

ہے۔بڑے بڑے اہل اللہ واولیاء کرام کے مزارات اس خطہ میں موجود ہیں۔

آپ کے والد گرامی ہمدان کے جلیل القدر حکام میں سے تھے لیکن حضرت امیر کو شاہانہ زندگی سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔راہ فقر پر گامزن رہے۔

آپ جید عالم باعمل اور مقتدر اولیاء اللہ عظام میں سے تھے۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ساری تصانیف علم وعرفان کی حامل اور ادب کے لحاظ سے ممتاز ہیں۔

اوراد فتحیہ بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔ ان کا مآخذ قرآن حکیم اور احادیث متبر کہ ہیں۔انہیں انتخاب اوراد کہنا بے جا نہ ہوگا۔یہ بارگاہ ایزدی میں جامع اذکار و حمد و ثناء کا مجموعہ اور نہایت رقت آمیز عرضداشت ہے۔ آغاز اعتراف گناہ اور طلب بخشش سے ہوتا ہے۔اوراد کی ترتیب میں وہ تمام منازل موجود ہیں جو سالک کو توحید ورسالت کی حقیقت معرفت اور محبت سے ہمکنار کرتی ہیں۔ حقیقتاً یہ اوراد قاری بے ریا، کو دنیا ومافیہا سے بے نیاز اور عقبیٰ کے خزانوں سے مالا مال کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ہمدان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے چار سو چالیس اولیاء کاملین سے فیض حاصل کیا ہے۔ پینتیس مقتدر مشائخ سے اجازت رکھتے تھے۔ ربع مسکون طے فرمایا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے پینتالیس برس سیاحت فرمائی۔ ہر سال سعادت حج نصیب ہوئی۔

علماء نصاریٰ روم کی علمائے اسلام سے "عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَائِے بَنِیْ اِسْرَائِیْل" کی حدیث پر بحث ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کرتے تھے۔ تم بھی کرو۔ علماء نے چالیس روز کی مہلت حاصل کی۔

اور حضرت شاہ ہمدان رحمتہ اللہ علیہ بکرامتِ طے ارض (زمین کے فاصلے کو طے کرنے کی کرامت) مجلس میں پہنچ گئے۔ فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے سچ فرمایا۔ مردہ حاضر کیا گیا۔ آپ نے پوچھا کہ آپ کے پیغمبر مردہ زندہ کرتے وقت کیا کہتے تھے؟ جواب دیا قم باذن اللہ فرمایا میں بفرمان ایزدی قُم بِاِذْنِی کہوں اور مردہ زندہ ہو جائے تو تم ہمارے پیغمبر ﷺ پر ایمان لاؤ گے بولے ہاں۔ امیر موصوف نے کہا کہ میں حضور ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوں۔ میرے جیسے لاکھوں موجود ہیں اور کہا قُم بِاِذْنِی ہاتھ پکڑ کر مردہ کو اٹھالیا۔ سارے مشرف با اسلام ہوئے۔

امیر تیمور نے امتحاناً آپ کو مدعو کیا۔ خادم سے مال حرام سے کھانا تیار کروالیا تناول طعام سے فارغ ہوئے۔ تیمور نے حلت و حرمتِ طعام کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا تجھ پر حرام اور مجھ پر حلال۔ اس دوران ایک بڑھیا چلاتی آئی۔ کہ میں نے حضرت امیر کبیر علی ہمدانی کی نذر ایک برہ پالا تھا آپ (تیمور) کا ملازم (میر بکاول) ظلماً چھین لایا۔

مقبوضہ کشمیر میں اکثر مساجد میں بعد از نماز فجر مسلمانان کشمیر یکسو ہو کر یہ اوراد یک آواز روزانہ پڑھتے ہیں۔ اکثر ذاکرین اس کے بعد درُود کبریت احمر بھی پڑھتے ہیں۔ یہ دونوں نصف گھنٹہ میں بآسانی پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر صاحب حال سے اجازت لے کر پڑھے تو کیفیت مختلف ہو گی اور بہت سے اسرار کھل سکتے ہیں۔

درودفتحی

یہ درود جناب رسالت مآب حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ کی شانِ اقدس ظاہر کر رہا ہے۔

۱۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے رسول

۲۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے محبوب ﷺ

۳۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے دوست

۴۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے نبی ﷺ

۵۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفِیَّ اللّٰہِ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے چنے ہوئے

۶۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کی خلقت میں سب سے بہتر

۷۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہُ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے اختیار کیے ہوئے

۸۔ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ"

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے بھیجے ہوئے۔

۹۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ زَیَّنَہُ اللّٰہُ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے زینت دیئے ہوئے

۱۰۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ شَرَّفَہُ اللّٰہُ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے بزرگ کئے ہوئے

۱۱۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ کَرَّمَہُ اللّٰہُ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے معزز کئے ہوئے

۱۲۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ عَظَّمَہُ اللّٰہُ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے اللہ کے عظمت دیئے ہوئے

۱۳۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے رسولوں کے سردار

۱۴۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے پرہیزگاروں کے امام

۱۵۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے نبیوں کے سر (ختم کرنے والے)

۱۶۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ سہ بار

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے گنہگاروں کے شفاعت کرنے والے (تین بار)

۱۷۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

درود اور سلام آپ ﷺ پر اے ساری دنیا کے صاحب کے بھیجے ہوئے

۱۸۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ اَنْبِیَآءِہٖ وَرُسُلِہٖ وَ حَمَلَۃِ عَرْشِہٖ وَ

جَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

رحمتیں ہوں اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور نبیوں کی اور رسولوں کی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں اور سب مخلوقات کی ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور۔

حرفِ آخر

حرفِ آخر کے طور پر عرض ہے کہ بحمدہ تعالیٰ راقم نے قرآن وسنت ' اقوالِ علماء اہلِ سنت و مشائخ و صوفیائے امت مسلمہ سے ثابت کر دیا کہ عرش الٰہی سے زمین کے نیچے تک ' مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے درمیان جو کچھ ہے سب حضور اکرم نبی مکرم ﷺ کے پیش نظر ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ بھی آپ ﷺ کے پیش نظر فرمادیئے اور آپ ﷺ نے ان میں سے بہت سی چیزوں کو دیکھ کر امت کو ان کی خبریں دیں۔ اور آپ ﷺ روحانی و نورانی اعتبار سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں دنیا آپ ﷺ کے سامنے ہتھیلی کی مانند ہے آپ ﷺ ہر ایک کی سنتے اور ہر ایک کے دل کی نیت و ارادہ سے بھی باخبر ہیں۔

لهٰذا ''اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه'' کا پڑھنا دور سے ہو یا قریب سے جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور چودہ سو سال سے امت میں چلا آرہا ہے۔ اس کو ناجائز یا بدعت کہنے والا حق پر نہیں ہے۔

فقط دعاگو

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

جامعہ رضویہ ٹرسٹ سنٹرل کمرشل مارکیٹ

ماڈل ٹاؤن ' لاہور

ماخذ کتب

(۱) سورۂ احزاب ۶۔۵

(۲) سعادت دارین ص۔ ۴۳

(۳) سورۂ التوبہ ۱۰۳

(۴) ترمذی و مشکوٰۃ

(۵) مرقاۃ از محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ ص۔ ۱۰۱۴

(۶) سورہ الاحزاب ۴۳۔۴۲۔۴۱

(۷) تفسیر درمنثور۔ ۲۰۶/۵

(۸) تفسیر امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۳۹/۹

(۹) سورۂ البقرۃ ۱۰۷۔۱۰۶۔۱۰۵۔۱۰۳

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۶/۲

(۱۱) تفسیر انوار التنزیل ۲۵۱۔۲۵۲/۲

(۱۲) افضل الصلوات علی سید السادات ص۔ ۷

(۱۳) حدائق بخشش از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ

(۱۴) صحیح بخاری شریف

(۱۵) عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۲۶/۱۹

(۱۶) روح البیان ۲۶۱/۲

(۱۷) تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۵/۴

(۱۸) مجمع بحار الانوار ۲۶۴/۴

(۱۹) لسان العرب ۱/ ۱۶۳۔ ۱۶۴

(۲۰) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ۱/ ۱۶۱

(۲۱) شرح التجرید باب الالٰہیات۔ ص۔ ۵۲

(۲۲) سورۃ النساء ۴/ ۶۴

(۲۳) سورۃ النساء ۴/ ۵۹

(۲۴) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ از ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

(۲۵) بخاری شریف دعوات۔ ص۔ ۳

(۲۶) ترمذی شریف تفسیر ۱'۴۷

(۲۷) ابن ماجہ باب ادب۔ ص۔ ۵۷

(۲۸) مسند امام احمد ۲/ ۳۴۱/ ۲۸۲

(۲۹) سورہ محمد (ﷺ) ۴۷/ ۱۹

(۳۰) افضل الصلوات۔ ص۔ ۱

(۳۱) کلام اقبال رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) اردو شاعر اسد اللہ خان غالب

(۳۳) معاشیات نظام مصطفیٰ ﷺ از ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

(۳۴) شرح مسلم نووی ۴/ ۱۲۴

(۳۵) علی الدر المختار الطحطاوی۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۳۱۱

(۳۶) بحر الرائق ج۔ ۲۔ ص۔ ۱۰۵

(۳۷) بدائع الصنائع۔ ۱/ ۱۶۴۔

(۳۸) کشف الظنون ۹۳۱/۱

(۳۹) معجم المولفین۔ ۱۴۰/۲

(۴۰) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر الدر المنثور۔ج۔ ۲۱۶/۲۱۷

(۴۱) صحیح ابن خذیمہ ۳۵۲/۱

(۴۲) المستدرک علی الشیخین ۲۶۹/۲۶۸/۱

(۴۳) سنن کبریٰ بیہقی شریف ۱۴۷/۲

(۴۴) شرح مسلم نووی طبع دمشق ۱۲۵/۴

(۴۵) شمائم امدادیہ ص۔ ۵۲

(۴۶) جلاء الافہام ص۔ ۱۶

(۴۷) القول البدیع ص۔ ۱۱۲

(۴۸) تفسیر عزیزی ج۔۱۔ص ۵۱۸

(۴۹) المفردات فی غرب القرآن ص۔ ۲۶۷

(۵۰) مسند امام احمد۔ابو داود۔ترمذی۔ابن ماجہ

(۵۱) الشفاء۔ ج۔۲ص۔ ۲۸

(۵۲) سورہ مزمل ۱۵/۷۳

(۵۳) سورہ احزاب ۲۲

(۵۴) تفسیر مدارک التنزیل ج۔ ۳۔ص ۲۳۵

(۵۵) تفسیر روح المعانی۔ ۲۲

(۵۶) صحیح مسلم شریف۔ ج۔۱۔ص۔ ۱۹۹

(۵۷) مجمع بحار الانوار۔ ج ۳۔ ص۔ ۲۷۲۔ ۲۷۱

(۵۸) سورہ انبیاء ۲۱/۱۰۷

(۵۹) بوستان از شیخ سعدی علیہ رحمۃ

(۶۰) الفرقان ۲۵/۱

(۶۱) صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ج۔ ۲۔ ص ۱۸۸

(۶۲) روح المعانی ج۔ ا۔ ص۔ ۹۵

(۶۳) پارہ نمبر ۱۷ ص۔ ۹۷ روح المعانی

(۶۴) الحدید ۵۷/۳

(۶۵) مدارج النبوت ج۔ ا۔ ص ۲۳

(۶۶) شرح شفاء ج۔ اص۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰

(۶۷) مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۔ ا۔ ص۔ ۱۳۹

(۶۸) صحیح ترمذی ج۔ ۲۔ ص ۵۵

(۶۹) الخصائص الکبریٰ ج۔ ا۔ ص۔ ۹۱

(۷۰) انبیاء الاذکیا فی حیات الانبیاء ص۔ ۲۴۷

(۷۱) کشف الظنون ج۔ ا۔ ص ۷۵۹

(۷۲) المہند عقائد علماء دیوبند طبع دیوبند۔ ص۔ ۱۶

(۷۳) دلائل الخیرات ۱۵/۱۴۔ ۳۲

(۷۴) مطالع المرات ۷۷

(۷۵) جلال افہام ۷۳

(۷۶) سنن دار قطنی — ج۔۲۔ص۔۲۷۸

(۷۷) شعب الایمان — ج۔۴۔ص۔۴۹۰۔
۴۸۸۔۴۸۹

(۷۸) الکامل — ج۔۶۔ص ۴۳۵۰

(۷۹) شفاء القام از امام السبکی۔ — ج۔۲۔ص۔۱۴۔۳۸۔۳۵

(۸۰) کتاب الضعفا از امام عقیلی — ج۔۳۔ص۔۴۵۷

(۸۱) تاریخ جرجان — ص۔۴۳۴

(۸۲) منحۃ المعبود — ج۔۱۔ص۔۴۲۸

(۸۳) سنن کبریٰ از بیہقی — ج۔۵۔ص۔۲۴۶

(۸۴) الکامل لابن عدی — ج۔۱۲۔ص۔۶۔۴

(۸۵) المعجم الکبیر از امام طبرانی — ج۔۱۲۔ص۔۴۰۶

(۸۶) والترغیب والترہیب از امام صبہانی — ج۔۱۔ص۔۴۴۷

(۸۷) المواہب اللدنیہ — ج۔۲۔ص۔۱۹۲

(۸۸) شرح المواہب از زرقانی — ۲۰۵۔۴۔۲

(۸۹) مرقاۃ شرح مشکوۃ — ص۔۱۵۔۱۰

(۹۰) مظاہر حق شرح مشکوۃ — ص۔۳۱۶،۳۱۵

(۹۱) نسیم الریاض شرح شفاء — ج۔۲۔ص۔۴۱۵

(۹۲) المحدثین امام احمد شہاب الدین بن حجر المکی — ص۔۵۲

(۹۳) المواہب اللدنیہ — ج۔۱۔ص۔۹۰

(۹۴) صحیح البخاری — ج۔ ص۔ ۱۸ کتاب علم

(۹۵) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری — ج۔ ۲۔ ص۔ ۹۸۔ ۴۰

(۹۶) جامع الرموز فتاوئ قہستانیہ — ج۔ ۱۔ ص۔ ۱۲۵

(۹۷) کشف الظنون — ج۔ ۲۔ ص۔

۱۸۹۸۔۱۲۵۴۔۱۲۲۵

(۹۸) غواص البحرین فی میزان الشرحین — ج۔ ۱۔ ص۔ ۱۲۵

(۹۹) شرح الطحطاوی — ۱۱۱

(۱۰۰) موضوعات از ملا علی قاری — ۶۴

(۱۰۱) المقاصد الحسنۃ — ۳۸۴

(۱۰۲) ردالمحتار — ج۔ ۱۔ ص ۳۹۸

(۱۰۳) فتاوئ شامی — ج۔ ۱۔ ص۔ ۳۹۸

(۱۰۴) الجواہر فی بیان عقائد الاکابر — ج۔ ۲ ص۔ ۳۶

(۱۰۵) مشکوۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل — ص۔ ۱۹۷

(۱۰۶) حاشیہ عبدالحکیم — ص۔ ۷

(۱۰۷) سورہ الکہف — ۹

(۱۰۸) تفسیر الکبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ — ص ۲۱۔ ۹۱

(۱۰۹) الدر المنتشرہ بھامش الفتاوئ الحدیثیہ — ۵۵۔ ۵۴۔ ۵۳

(۱۱۰) مدارج النبوت — ج۔ ۲۔ ص۔ ۶۲۲۔ ۶۲۱

(۱۱۱) قرآن کریم۔ — سورہ النجم

(۱۱۲) قرآن کریم سورہ الحدید ۳/۵۷

(۱۱۳) قرآن کریم سورہ الانعام ۷۵

(۱۱۴) شذرات الذھب از ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1089ھ جلد ششم ۵۲،۳۵

(۱۱۵) ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ عرف علی ثانی بمقام بھکلی

(۱۱۶) اوراد فتحیہ از شاہ ہمدان السید امیر کبیر علی متوفی 786ھ

(۱۱۷) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۸) مدارج النبوت تذکرۃ الاولیاء فارسی از شیخ الحدیث متوفی 1052ھ دوئم۔ ۱۷۲

(۱۱۹) کتاب المیزان الکبریٰ از امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 976ء جلد اول ۱۸۳

(۱۲۰) بہجۃ الاسرار از ابوالحسن علی بن یوسف شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶

(۱۲۱) فیوض الحرمین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸

(۱۲۲) الدر الثمین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۳) صفحہ حدیث نمبر ۱۷

(۱۲۴) تفسیر روح البیان سورہ الملک کا آخر از مولانا محمد اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۵) لمخ الاھیہ فی مناقب السادۃ الوفایہ از امام علام ابوالفضل جعفر بن احمد بن فارس رحمۃ اللہ علیہ متوفی 902ھ

(۱۲۶) لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی العباس و شیخ ابی الحسن رحمھم اللہ از شیخ تاج الدین احمد بن عطاء اللہ سکندری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 709ھ

(۱۲۷) الوحید فی سلوک اہل توحید از امام عبدالغفار بن عبدالمجید القوصی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۸) الطالع السعید الجامع للسماء فضلاء الصعید از امام کمال الدین ابو الفضل
جعفر بن تغلب ادفوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲۹) قرآن کریم سورۃ النور آیت ۶۱/ ۲۴
(۱۳۰) شرح الشفاء از حضرت ملا علی بن سلطان قاری متوفی جلد دوئم ۱۱۷
(۱۳۱) الشفاء شریف از امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ متوفی 544ھ جلد دوئم ۵۳٬۵۲
(۱۳۲) لواقع الانوار القدسیہ از امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 972ھ ۵
(۱۳۳) الفتاویٰ الحدیثیہ از امام محمد و فقیہ شیخ احمد
شہاب الدین بن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 974ھ ۲۵۶
(۱۳۴) نفحات الانس از بحر العلوم عمدۃ المحققین امام العارفین
حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۴۸٬۴۵۰
(۱۳۵) شذرات الذہب از ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1098ھ
جلد ششم ۵۴۔۵۳
(۱۳۶) ظفر المحصلین از مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی صفحہ ۴۸
(۱۳۷) بہار شریعت از صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
جلد اول ۲۲
(۱۳۸) الاعتقاد از شیخ المحدثین امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۳۹) الروح امام حافظ ابن القیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 751ھ ۶۳۔۶۲۔۶۱۔۶۰
(۱۴۰) قرآن کریم سورۃ اسراء ۱۷/۸۵

(۱۴۱) طبقات الاولیاء از امام سراج الدین بن ملقن رحمۃ اللہ علیہ متوفی 804ھ
ص۔ ۲۲۹
(۱۴۲) روض الریاحین
(۱۴۳) المنقذ من الضلال از حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 505ھ ۴۹۔ ۵۰
(۱۴۴) الحقائق والدقائق از امام صدر الدین محمد الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 920ھ
(۱۴۵) الطبقات الکبریٰ از سیدی عارف باللہ امام عبد الوہاب جلد دوم ۱۸۶
الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 969ھ جلد دوم ۷۲۔ ۷۵
(۱۴۶) مکتوبات شریف از شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 1052ھ ۱۵۵
(۱۴۷) تبلیغی نصاب فضائل درود از مولانا زکریا صاحب دیوبندی ۷۸۹
۲۹۷
(۱۴۸) اجلاالافہام
(۱۴۹) القول البدیع فی الصلوۃ والسلام علی الحبیب الشفیع از امام سخاوی
متوفی 902ھ ۱۷۳
(۱۵۰) الانتباہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۹۳
(۱۵۱) صحیح مسلم شریف
۵۲
(۱۵۲) المرائی الحسان.
(۱۵۳) بہجۃ النفوس شرح منتخبات صحیح بخاری از امام حافظ محدث 699ھ
ابو محمد عبد اللہ بن ابی جمرہ اندلسی جلد اول ص۔ ۱۲۳ جلد چہارم ۲۳۸

(۱۵۴) الحاوی للفتاوی از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ
جلد چہارم ۲۷۳

(۱۵۵) شرح نووی المسلم جلد دوئم صفحہ ۲۳۲

(۱۵۶) صحیح مسلم شریف کتاب الرویاء جلد دوئم ۲۳۲

(۱۵۷) صحیح بخاری شریف کتاب التعبیر جلد دوئم ۱۰۳۵

(۱۵۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ از شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1052ھ جلد اول ۴۰۱۔۱۱۵

(۱۵۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری از امام ابو العباس شہاب الدین
احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ ج دوئم ۱۳۲

(۱۶۰) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری از امام بدر الدین محمد عینی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 855ھ جلد ششم ۱۱۱

(۱۶۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری از شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل شہاب الدین
احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ جلد دوئم ۲۵۰

(۱۶۲) المیزان الکبریٰ از امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 976ھ جلد اول ۱۶۶

(۱۶۳) ایضاً ص۔۱۶۷

(۱۶۴) الکاشف عن حقائق السنن شرح مشکوٰۃ از امام کبیر امام شرف الدین حسین بن
محمد بن عبد اللہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 734ھ جلد اول ۳۵۳

(۱۶۵) تاج العروس الحاوی التہذیب النفوس از تاج العارفین امام تاج الدین ابو العباس
احمد بن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 709ھ ص۔۲۸

(۱۶۶) مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ۵۵۸۔۵۵۷

(۱۶۷) احیاء علوم الدین از حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 505ھ جلد اول ۱۹۹

(۱۶۸) السراج الوہاج

(۱۶۹) البحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد اول ۳۴۳

(۱۷۰) الجوہرۃ النیرۃ علی القدوری جلد اول ۴۵

(۱۷۱) فتاویٰ در مختار جلد اول ۷۷

(۱۷۲) تفسیر بیضاوی از علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی جلد دوئم صفحہ ۴۶

یا صاحبَ الجمال و یا سیّدَ البشر

مِن وجہکَ المنیرِ لقد نُوِّرَ القمر

لا یُمکنُ الثّناءُ کما کانَ حقّہٗ

"بُعد اَز خُدا بُزرگ توئی قصّہ مُختصر"

١٣٦٩

شیخ القرآن ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری کی دیگر تصانیف